معیارِ مودّت

تقاریر

اُستاذ العلماء آیت اللہ سید محمد یار شاہ نجفیؒ

ترتیب: مولانا ریاض حسین جعفری

معیارِ مودت

تقاریر

استاذ العلماء آیت اللہ

سید محمد یار شاہ نجفی مرحوم

ترتیب

مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن' ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔فون: 5425372

نام کتاب : معیارِ مودّت

تقاریر : آیت اللہ علامہ سید محمد یار شاہؒ

ترتیب : مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : شیخ خادم حسین

کمپوزنگ : ادارہ منہاج الصالحین لاہور

اشاعت : دسمبر ۲۰۰۲ء

تعداد : ۱۰۰۰

صفحات : ۲۶۶

ہدیہ ...... [redacted] روپے

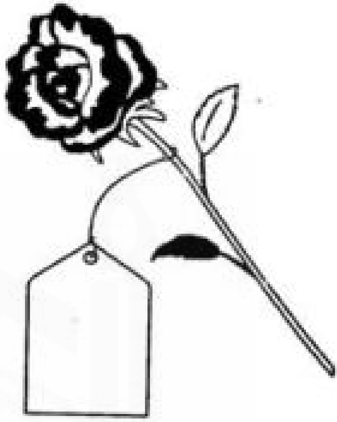
ملنے کا پتہ

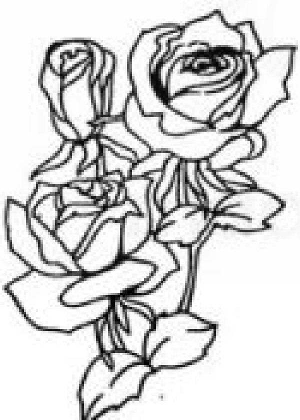
ادارہ منہاج الصالحین لاہور

الحمد مارکیٹ۔ فرسٹ فلور۔ دکان نمبر ۲۰

اردو بازار ○ لاہور۔ 042-7225252

فہرست





ہم سے لوگ دوبارہ نہیں ملا کرتے

استاذ العلماء حضرتِ آیت اللہ علامہ سید محمد یار شاہ صاحب نجفی اعلی اللہ مقامہٗ ایک بلند پایہ استاذ' مایہ ناز مدرس اور عہد ساز خطیب تھے۔ آپ نے وطن عزیز پاکستان میں علومِ معصومینؑ کی ترویج و تبلیغ کا بیڑا اٹھایا۔ آپ وہ پہلے عالم باعمل تھے جنھوں نے نجف اشرف سے حصولِ علم کے بعد پاکستان واپس آ کر جلال پور ننگیانہ ضلع سرگودھا میں پہلا شیعہ مدرسہ قائم کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے شدید مشکلات' وسائل کی کمی اور حالات کی ابتری کے باوجود پوری دلجمعی اور خلوص کے ساتھ مدرسہ ہذا میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ آپ کو مروجہ علوم وفنون پر کامل دسترس تھی۔ نیز آپ کی دلی خواہش تھی کہ علمائے امامیہ اثنا عشریہ کی ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو خود کو علوم آلِ اطہارؑ سے مزین و سرشار کر کے تبلیغ دین متین اور اشاعت مذہب حقہ کے لیے ملک کے طول و عرض میں پھیل جائیں اور اس طرح اسلامِ حقیقی کی بھرپور خدمت کریں۔

علامہ موصوف کے طلبہ کی پہلی کھیپ نہایت فاضل اور باعمل طالب علموں پر مشتمل تھی۔ جنھوں نے اپنے استادِ معظم سے بڑی محنت اور ریاضت سے کسب فیض کیا اور پھر اعلی تعلیم کے لیے نجف اشرف کا رخ کیا اور وہاں

سے تکمیلِ تعلیم کے بعد واپس وطن آ کر پورے ملک میں مدارسِ دینیہ کا جال بچھا دیا۔ آج پاکستان میں موجود اکثر و بیشتر مدارس اسی عالمِ کبیر اور عاملِ باتدبیر کی محنتوں کا ثمرہ ہیں۔ جن سے تشنگانِ علم و حکمت اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں اور چارسُو نورِ ہدایت پھیل رہا ہے۔

علامہ مرحوم میں دولتِ اخلاص و تقویٰ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ شہنشاہِ کون و مکان کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ کلمۂ حق ببانگ دہل کہتے تھے اور بڑے بڑے وڈیروں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ آپ ان لوگوں کو تعلیماتِ قرآنی سے روشناس کراتے اور ارشادات و انذارات سے ڈراتے تھے۔ آپ محمدؐ و آلِ محمدؑ کی سیرت و کردار کے پرستار اور اہل الذکر کے خبدار تھے لہٰذا ذاتِ ذوالجلال کی خوشنودی اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے بلکہ دین کی آبیاری اور نشاۃ ثانیہ کے لیے ہر وقت مصروفِ عمل رہتے تھے۔

بزرگ علمائے تشیع کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ انھوں نے جہاں اپنا تزکیہ نفس کیا اور زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں گزارا وہاں اپنے کردار و سیرت سے عملی نمونے پیش کر کے عوام الناس کو واجبات سے آگاہ کیا۔ علامہ صاحب قبلہ کا بھی زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔ آپ اکثر و بیشتر ئمہ معصومینؑ سے ماثور ادعیہ کا وظیفہ فرماتے اور خوفِ الٰہی سے گریہ کناں رہتے تھے۔ نمازِ تہجد کی ادائیگی آپ کا معمولِ حیات رہا۔ دورانِ تہجد اور دورانِ نماز آپ خوفِ خدا سے لرز رہے ہوتے تھے اور موٹے موٹے آنسو آپ کے

چہرۂ اقدس پر رواں ہوتے تھے۔

قبلہ محترم پُرتکلف زندگی سے قطعاً متنفر تھے۔ آپ چٹائی پر بیٹھنے کے عادی تھے اور اسی بوریا نشینی کی حالت میں درس و تدریس کرتے تھے۔ جو مومنین کرام اور عزادارانِ امامؑ آپ سے شرعی مسائل پوچھنے اور زیارت و ملاقات کرنے آتے تھے۔ آپ اُن کے سامنے اپنے مخصوص انداز میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی توحید اور حمد وثنا بیان کرتے' پھر وجہ تخلیق کائنات رحمۃ اللعالمین کی حیاتِ طیبہ کے کسی پہلو پر گفتگو کرتے اور آخر میں کربلا کے غریبوں' پردیسیوں اور بے وطنوں کے مصائب بیان فرماتے تھے۔ آپ خود بھی بلند آواز سے گریہ کرتے تھے اور عزادار بھی اپنے آقا کے غم میں ڈوب جاتے تھے۔

آپ کی حیات کے نمونہ ہائے عمل عوام الناس کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ سادگی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کرتا' تہبند آپ کا پسندیدہ لباس اور معمولِ زندگی تھا۔ آپ دنیاوی زندگی کے غم و آلام اور پریشانیوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے بلکہ سید سجادؑ کی حیاتِ مبارکہ کو ہر لحظہ پیش نظر رکھتے تھے۔ آپ علاقہ کے فقراء و مساکین' یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرتے تھے۔ آپ بڑے بڑے عالی شان گھروں کی خواہش رکھنے کے بجائے مٹی کے بنے ہوئے سادہ گھروندوں میں رہنا پسند فرماتے تھے۔ موٹر گاڑیوں پر سفر اور جدید قسم کی سہولیات اور آسائشوں کو علماء کی شان کے خلاف سمجھتے تھے بلکہ گھوڑے پر سواری کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کسی سرمایہ دار کی دولت یا رعب سے مرعوب نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان لوگوں کی ہمراہی کے قائل تھے۔ غریب

عزاداروں سے محبت اور پیار آپ کا شعار تھا۔

علامہ مرحوم کی تمام زندگی مجالس پڑھنے میں گزر گئی۔ آپ کی مجالس تبلیغ دین کا بہترین پلیٹ فارم ثابت ہوتی تھیں۔ نہ آپ کو فیس اور نذرانوں کا لالچ ہوتا تھا اور نہ ہی اپنا علمی رعب جمانے اور سکہ بٹھانے کے خواہاں تھے۔ آپ واہ واہ اور داد و تحسین کے حصول کی بجائے احکامِ اسلام کے پرچار اور نیک اعمال کے فروغ کے لیے سرگرم عمل رہتے تھے۔ جب آپ کو کہیں سے مجلس کی دعوت ملتی تو آپ روایتی خطباء کی طرح مذہب کو کسبِ دولت کا وسیلہ ہرگز نہیں بناتے تھے بلکہ رُشد و ہدایت اور فلاحِ آخرت کے نقطۂ نظر سے رونق افروز منبر ہوتے تھے اور دورانِ مجلس آپ کو بانیانِ مجلس کی خوشنودی کی بجائے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل مقصود ہوتا تھا۔ آپ نہ تقیہ سے کام لیتے نہ ریاکاری سے بلکہ دشمنانِ اہل بیتؑ کی کھل کر خبر لیتے تھے اور اُن کی گمراہیوں اور کوتاہیوں کو منظرِ عام پر لا کر جھوٹی اسلامیت کا پول کھول دیتے تھے۔ دشمنانِ علیؑ و فاطمہؑ کا سخت ترین الفاظ میں احتساب آپ کے طرزِ حیات کا روشن باب تھا۔ غاصبوں، خائنوں اور آمروں کو للکارنا آپ کے اوصاف منصبی میں شامل تھا۔ آپ ماضی کے اسلام دشمن حکمرانوں سے قطعاً متاثر نہیں تھے کہ آج کے حکومتی ایوانوں کو کچھ اہمیت دیتے تھے۔ کسی قسم کی رعایات اور مراعات لینے کے لیے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کہنا ابنائے زمانہ اور علمائے سُو کا وطیرہ ہے آپ ایسے لوگوں کو قابلِ گردن زدنی خیال فرماتے اور کبھی اس راستے کو نہ اپناتے تھے۔

آپ نے سالہا سال کی محنتِ شاقہ سے علمائے کرام کی ایک فعال ٹیم

تیار فرمائی جنہوں نے اپنے استاد کی عملی اور علمی زندگی کو اسوۂ حسنہ کے طور پر اپنایا اور اپنے آپ کو علوم و فنون سے آراستہ کر کے تزکیہ نفس کیا اور اپنی شب و روز کی محنت سے انسانیت کی بھلائی کا سامان کیا۔ علماء کی یہ ٹیم ثورۃ الحسینؑ کو قریہ بہ قریہ اور شہر بہ شہر پہنچانے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ یہ بھی آپ ہی کا فیض عام ہے کہ آج وطن عزیز کے گوشے گوشے میں شیعہ مدارس قائم ہو چکے ہیں اور وہاں علمائے کرام دین شناسی اور اسلام کی تبلیغ کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔ آپ کے سینکڑوں طالب علموں نے پورے ملک میں تدریس و تعلیم کے فرائض انجام دیے جن میں علم و فضل کے حامل مندرجہ ذیل روشن ستارے خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

- آیت اللہ علامہ حسین بخش جاڑا مرحوم
- آیت اللہ شیخ محمد حسین نجفی
- ابوذر زمان حجۃ الاسلام علامہ سید صفدر حسین نجفی مرحوم
- آیت اللہ حافظ سید ریاض حسین نجفی
- علامہ ملک اعجاز حسین نجفی
- علامہ غلام حسین نجفی وغیرہ۔

آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ عزیز و اقارب کے بچوں کو بھی دین اسلام اور تشیع سے سے روشناس کرایا اور اُن کی ذہنی فکری اور عملی تربیت کی۔ آج آپ کے تین فرزند روحانی لباس زیب تن کیے ہوئے اپنے والد مرحوم کے مشن پر عمل پیرا ہیں۔ آپ کے فرزندِ جلیل و کبیر حافظ سید محمد سبطین اعلی اللہ

مقامہ ایک بلند پایہ خطیب اور عظیم مدرس تھے۔ انہوں نے ساری عمر تبلیغ دین میں صرف کی اور ۴۵ سال کی عمر میں علمی دنیا کو داغ مفارقت دے کر اپنے علم و عمل کے مینارۂ نور بابا کے پاس پہنچ گئے۔

ان کے بعد علامہ یار صاحب کے دوسرے بیٹے علامہ سید محمد ثقلین نقوی نے بہترین مدرس کے طور پر علم دین کی تدریس کی۔ آپ کے تیسرے فرزند ارجمند علامہ سید حسنین نقوی صاحب بہترین سخن ور کہنہ مشق خطیب اور نامور ذاکر ہیں جو تدریسی دنیا سے الگ تھلگ ہو کر ہمہ وقت اپنی سریلی، رس گھولتی اور مسحور کن آواز کے ساتھ زینتِ منبر بنتے ہیں اور کئی جلسوں کے ہیرو یعنی شہنشاہِ فضائل و مصائب قرار پا چکے ہیں۔ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی عزاداری کی خدمت ہے۔

علامہ صاحب مرحوم کے خاندان کے ایک عظیم فرد استادِ بزرگوار علامہ سید صفدر حسین نجفی تھے۔ جنھوں نے اپنی تھوڑی سی زندگی میں بڑے کارنامے سرانجام دیے اور ابوذر زمان نیز محسنِ ملت کہلائے۔ اُن کی شبانہ روز محنت سے ملک بھر میں مدارس تشیع کی تاسیس ہوئی، حالانکہ اُس وقت حالات قطعاً سازگار نہ تھے اور علمی و تدریسی امور کے لیے زمین ہموار نہ تھی۔ صفدر حسین نجفی علم و فضل کے پیکر اور کردار و عمل کے سلطان باکمال تھے۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا اور گفتار کے ساتھ ساتھ کردار کے بھی غازی تھے۔ آپ کی زندگی کے کسی پہلو میں بھی جھول نظر نہیں آتا تھا۔ آپ کی حیاتِ باصفات علمیت و عملیت کی ایک روشن کتاب اور کامل نمونہ تھی۔ آپ کی

درویشی و سادگی آج کے علما کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی زندگی ملمع سازی اور تصنع بازی کے سیاہ دھبوں سے قطعاً ماموں و محفوظ اور اعلائے کلمۂ حق کا مکمل منشور تھی۔ آپ کسی ظالم و جابر سے نہ ڈرتے تھے اور ذاتی فائدوں اور منفعتوں سے بے نیاز ہو کر قومی و ملی مفاد کے لیے سرگرم عمل رہتے تھے۔ آپ نے کم و بیش چھبیس مدارس دینیہ کی تاسیس کی' بیسیوں مساجد تعمیر کروائیں' کئی ایک اشاعتی اداروں کی بنیاد رکھی' غریبوں' بیواؤں' یتیموں اور طالب علموں کی مدد کی۔ عطائے خداوندی سے انہیں سیٹھ نوازش حسین جیسا مخلص اور شریف النفس ساتھی میسر آ گیا جس نے آپ کے حکم کے مطابق شیعیت کی خدمت کو مقصدِ حیات جانا۔

علامہ یار شاہ صاحب موصوف و مذکور کے بھتیجے اور داماد آیت اللہ علامہ حافظ سید ریاض حسین نجفی مدظلہ العالی حوزۂ علمیہ جامعۃ المنتظر میں علم کا اک شہر بسائے بیٹھے ہیں۔ آپ علامہ یار شاہ صاحب اور علامہ صفدر حسین صاحب کے پیرو اور اُن کے مشن کو مزید آگے بڑھانے والے ہیں اور آج پورے ملک میں آپ دنیائے تدریس میں یکتا و یگانہ ہیں' علاوہ ازیں آپ نے دیارِ غیر قم المقدسہ جیسے شہرِ علم و اجتہاد میں بھی اپنا لوہا منوایا۔ آیت اللہ العظمیٰ فاضل لنکرانی کے مطابق پاکستان کے کچھ علماء اگر دلجمعی سے درس کو جاری رکھتے تو آج عہدۂ اجتہاد پر فائز المرام ہوتے۔

علامہ ریاض حسین نجفی صاحب کے برادر حقیقی قاضی نیاز صاحب بھی اس خاندان کے قابلِ فخر چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے درسِ اجتہاد سے فراغت

کے بعد قضاوت کا کورس کیا اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ آپ کی دیانت داری اور فقہی و شرعی امور میں دسترس کے اعتراف میں اسلامی جمہوری ایران میں آپ کو بہت بڑے عہدۂ جلیلہ پر متمکن کیا گیا ہے۔ ایران کے علمی حلقوں میں آپ نقوی صاحب کے نام سے معروف ہیں اور جہاں آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید خامنہ ای مدظلہ العالی کے منظورِ نظر ہیں وہاں آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی کے بھی رفیق عزیز ہیں۔ آپ کی مقبولیت اور عزت و احترام حزب اقتدار اور حزب اختلاف ہر دو میں یکساں ہے۔ آپ نے اپنے کردار کی عظمت کے سبب اپنے وطن کی ناموس کو کسی لحاظ سے بھی داغدار نہیں ہونے دیا بلکہ بلندی کردار کے سبب پورے ایران میں پاکستان کی مردم خیز دھرتی کی عزت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

یہاں ایک واقعہ کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں کہ چند سال پیشتر میرے عزیز دوست شہید راہِ حق سید ساجد گیلانی ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اپنی شہادتِ رفیعہ سے دو ماہ قبل زیارات کے سلسلے میں قم المقدسہ میں میرے گھر تشریف لائے تو ہم معصومۂ قم سلام اللہ علیہا کی زیارت کرنے کے بعد مسجد جمکران جارہے تھے کہ راستے میں میں نے شہید کو متوجہ کر کے کہا کہ یہ قاضی نیاز صاحب کا گھر ہے جو پاکستانی ہیں اور ایران کے پورے صوبہ اہواز کے قاضی ہیں۔ گیلانی صاحب نے نہایت تعجب سے کہا جعفری صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا یہ واقعی پاکستانی ہیں؟ میرے یقین دلانے پر انہوں نے ڈرائیور کو کار روکنے کو کہا اور مجھ سے کہنے لگے: جعفری صاحب اس علم و فضل کے ملک میں

ایک عظیم عہدے پر کسی پاکستانی کا فائز ہونا ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ بہرکیف قاضی صاحب قبلہ نے اپنی دانش و بینش اور ذہانت و فطانت سے انقلاب اسلامی ایران کی بھرپور خدمت کی ہے۔ پروردگار عالم ان کو بلندیوں کے اُفق پر براجمان رکھے۔

علامہ یار شاہ صاحب قبلہ کے فرزندان اور نامور عزیزوں کے تذکرے میں یہاں ایک اور عظیم فرد کا تذکرہ بھی نہایت ضروری ہے جو کراچی جیسے بڑے شہر میں علوم اہل بیتؑ کی خدمت میں مشغول ہیں۔ یہ سراپائے خلوص و محبت قاضی فیاض حسین نقوی صاحب ہیں جنھوں نے ایران میں کئی سال قضاوت کے بعد آج کل جامعہ علیہ کراچی کے پرنسپل کی حیثیت سے کام شروع کر رکھا ہے۔ فیاض صاحب اسم بامسمیٰ اور شرافت و دیانت کا مجسمہ ہیں۔ اس خانوادے کے ایک اور فرد حافظ سید ریاض حسین صاحب کے چھوٹے بھائی حجۃ الاسلام علامہ سید منیر شاہ صاحب ہیں جو ڈنمارک میں تبلیغ دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ علامہ منیر صاحب نہایت سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ خدمت دین کرنے والے احباب کی حوصلہ افزائی کرنا آپ کا وطیرۂ حیات ہے۔

آخر میں علامہ مرحوم و موصوف کے قریبی عزیز حجۃ الاسلام علامہ سید خادم حسین نقوی صاحب کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے جو جامعہ المنتظر تشریف لانے والے ہر مومن کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ملتے ہیں اور پورے خلوص سے اُس کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ مومنین کے لیے دیدہ و دل فرشِ راہ کیے رہتے ہیں۔ اہل علم کی قدردانی اور غرباء کی امداد آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔

ہمارے لیے نہایت شفیق رفیق کی حیثیت رکھتے ہیں۔

الختصر علامہ یار شاہ صاحب کا پورا خاندان دین اسلام اور تشیع کی خدمت کے لیے معروفِ عمل ہے ہم اُن کی توفیقات میں اضافے کے لیے دعا گو ہیں اور علامہ یار شاہ صاحب کے ساتھ ساتھ اس خاندان کے ہر مرحوم بزرگ کے لیے قارئین سے فاتحہ خوانی کے لیے ملتجی ہیں۔

امید کامل ہے کہ اس بزرگ ہستی کی مجالس پر مشتمل کتاب کی اشاعت اور مرحوم کے آثار کی تحفیظ و اشاعت پر مومنین و سادات ہمارے لیے دعا فرمائیں گے۔ کتاب ہذا کی اصلاح و تصحیح میں تعاون پر پروفیسر مظہر عباس صاحب اور پروفیسر ایس ایس نقوی کا شکریہ بھی ہم پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ فرمائے۔

دعا گو

(مولانا) ریاض حسین جعفری

سرپرست ادارہ منہاج الصالحین لاہور

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمة المعبود بقدرته المطاع فی سلطانه المرغوب الیه فیما عنده والمرهوب من عذابه النافذ امره فی سمائه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته فمیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیہ محمد خیر بریتہ صلی اللّٰہ علیه وعلی الاصفیاء من عترتہ

اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانہ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

"بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے"۔

مجلسِ اوّل

اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ اسلام کی کیا چیز سلامت رہ گئی ہے؟ اسلام کو باقی رکھنے کے لیے حسینؑ نے اپنے گھر میں کیا رکھا‘ مگر ہمیں یہ بتایئے کہ کون سا گھر ہے جہاں اسلام صحیح سالم ہے۔

کیا عالم‘ کیا جاہل‘ کیا سید‘ کیا غیر سید‘ اے شیعو! (سبھی بتاؤ) اسلام اس لئے آیا ہے کہ محمدؐ کا باغ اجاڑ دے؟ حسینؑ نے یہ سبق دیا کہ جیسے میں نے خود فنا ہو کر اسلام کو بچایا ہے‘ کسی نے نہیں بچایا۔ زہراؑ تھیں‘ جناب زینبؑ تھیں‘ میں نے ابھی اپنا موضوع شروع نہیں کیا‘ میں تو آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔

کیا حسینؑ غافل (استغفر اللہ) تھے؟ دیکھیے ضبط کی انتہا کہ بیٹے تیر کھائے ہوئے ہیں اور آپؑ فرما رہے ہیں:

رضاً بقضائہ وتسلیما لامرہ

”میں اس کے فیصلے پر راضی ہوں۔ میں نے اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا“۔

اے مسلمانو‘ خدا کے بندو!! ایک بات ناگوار خاطر نہ ہو تو عرض کروں‘

کیا جواب دیں گے آپ محمدؐ عربی کو؟ علیؑ کو کیا بتائیں گے کہ دین کو کیا بنا دیا؟ میں لعنت بھیجتا ہوں' ملامت کرتا ہوں جب سید شریعت دین پر عمل نہیں کرتے تو دوسروں کو کیا کہیں' نشہ بھی کرتے ہیں' نبی زادیوں کو دین نہیں پڑھاتے' کیا پڑھتی ہیں سیدزادیاں۔ انگلش لینگویج کورس کر رہی ہوتی ہیں' جاہلو! شرم کرو' کیا بکواس ہے یہ سیدزادیاں ملکہ الزبتھ کی پوتیاں ہیں یا بتولؑ کی پوتیاں......!

جو بات میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ انگلش پڑھ کر اچھی ملازمت مل جائے آپ کو نہیں پتا کہ علیؑ کی بیٹی کتنی بڑی عالمہ تھیں؟ اور ایسی اعلیٰ پائے کی خطیب تھیں کہ ننگے سر بغیر پلان کے اونٹ پر بیٹھ کر کوفے میں تقریر کر رہی تھیں۔

ایھا الناس اسکتوا

''اے لوگو خاموش ہو جاؤ''۔

مظلومہ کے حکم کی تعمیل تو وہ لوگ شاید نہ کرتے مگر معصومہؑ کی آواز میں اتنی روحانیت اور اتنا ہیبت و جلال تھا کہ اونٹوں کی گھنٹیاں تک ساکت و صامت ہو گئیں۔

آج سیدزادیاں نہ قرآن پڑھتی ہیں نہ قرآن مجید کی حقیقت کو سمجھتی ہیں۔ پتا نہیں کیا انداز اپنایا ہوا ہے؟ کیا انداز ہے یہ!

تمہیں خدا کا واسطہ ہے قرآن کا واسطہ ہے یا تو مجالس میں آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو پھر دین کی روح کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔ رسولؐ کا

منبر دینی مدرسہ ہے۔ یاد رکھو کہ تم اس دینی مدرسے کے طالب علم ہو' غور کرو' تفکر کرو۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

''دین اللہ کے نزدیک فقط اسلام ہے''۔

اسلام کا بنانے والا اللہ' پہنچانے والا رسول اللہ' بچانے والا اسداللہ' قیامت تک حفاظت کرنے کے لیے علیؑ کے گیارہ بیٹے حجج اللہ اور خود اسلام۔

کسی ایک امام کا نام بتایئے جن کے گھر میں بے دینی ہو' بتاؤ تو سہی مجھے بھی پتہ چلے؟! ایک قیدی بہن کی اہمیت نہیں سمجھتے؟ امام موسیٰ کاظمؑ کی شخصیت ملاحظہ ہو۔

ہائے ہائے!! ایک مرتبہ جناب زینبؑ نے مجھے حیران کر دیا' میرا تو دماغ چکرا گیا۔ جناب زینبؑ نے ۷۲ شہداء' ۱۷ ال بنی ہاشم سب کی موت واقع ہوتی دیکھی اور گیارہویں کی رات کو نمازِ تہجد کو قضا نہیں ہونے دیا۔ پاگل' جاہل ہوں میں' مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ اس عالمہ معصومہؑ کی روحانیت کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔ مجھے کچھ پتا نہیں چلتا کہ روحانیت کا وہ کون سا درجہ ہے' پتا نہیں کتنی روحانیت کی مالک تھیں سیدہ زینبؑ!! جب معاملہ خدا کا آتا ہے تو ہر چیز کو بھلا کر صرف خدا کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ یہ جو پڑھے لکھے افراد بیٹھے ہیں تا!

میرے پاک امامؑ نے خدا کی جو تعریف فرمائی ہے' ذرا پیچیدہ ہے' توجہ

سے سنے گا۔ اللہ کون ہے؟ ہر اول سے اول ہے اور ہر آخر سے آخر ہے۔ اول سے اول کا مطلب ہے کہ اس سے پہلے اول کوئی نہیں' آخر سے آخر کے معنی ہیں اس کے بعد کوئی آخر نہیں۔

امیرؑ فرماتے ہیں: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی گواہی جس کا باطن ظاہر کے موافق ہو اور دل زبان کے موافق ہو' کون اللہ؟ دیوانو! تم بات کرو تو وہ سن لے' چھپاؤ تو جان لے' بھاگنا چاہو تو پکڑ سکے' کھڑے ہو جاؤ تو اچک سکے! مقابلہ کرو تو کچومر نکال سکے' معافی مانگنے پر سارے گناہ معاف کردے۔

کل شئی خاضع لہٗ

''ہر شے اس کے سامنے امکان و حاجت کے لباس میں جھکی ہوئی ہے۔

کل شئی قائمٌ بہٖ

''ہر چیز توحید کی مرہون منت ہے۔ ہر چیز اسی کے سبب سے ہے''۔

اے دیوانو! تم عاشق توحید ہو' ایک خدا کے ماننے والے ہو' تم نہیں جانتے کہ علیؑ کی پوری زندگی کیسی گزری ہے......! حضرت ایوبؑ سے غلطی ہوئی ہے' کیا فرماتے ہیں؟ کہ جو جو تیرے مشکل کام ہیں ان سب میں جو انتہائی مشکل ہو وہ میں کرتا ہوں یعنی فرائض کی ادائیگی۔ اس کا بدلہ میرے لیے

یہ ہے کہ میرے جسم میں درد ہے! توحید نے توقیر کے حکم سے طمانچہ مارا' (یعنی خدا کی قدرت جوش میں آئی)۔ خدا کہتا ہے تو اس میں تیرا کیا کمال ہے؟ ہزار رکعت نماز پڑھنے والے' عبادت گزار اتنا بھی نہیں کہتے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اس کے مطابق ہم نہ کر سکے جو حق عبادت ہے۔

جاگو عزادارو! بیدار ہو جاؤ' سوچو' آخر علیؑ کے پیروکار ہو' علیؑ کے ماننے والے ہو' تمہیں توحید کی پہچان کون کرا رہا ہے' کون اللہ؟ ہر شے اس کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ فرعون مردود کہتا ہے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی' میں تمہارا رب ہوں۔ جاہل لوگ اسے اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ ان جاہلوں سے کوئی پوچھے کہ یہ تمہارا کہاں کا معبود ہے؟ یہ صرف اس شاطر (شیطان) کی چالاکی ہے' (اللہ نے) کہا جھک اور اس کی تمام تر شیطانیت کو اپنی قدرت کے سامنے جھکا دیا۔

ہمارے خدا کو کوئی کہہ ہی نہیں سکتا کہ جھک' اور نہ اس کے حکم سے سرتابی کر سکتا ہے۔ اگر سجدے میں جا کر کہیں کہ خدایا! ہمیں بارش دے تو وہ ضرور دے گا اور نیت کا ثمر کہا جائے گا۔ اس کا کیا نقصان ہے اگر اس سے نہ مانگیں اور نہ جھکیں تو؟! اگر کتا بھی اس کے سامنے جھک کر دعا مانگے تو خدا اس کی دعا بھی منظور کرتا ہے۔

جب فرعون دریائے نیل میں گیا ہے نا! جبریلؑ کو خطرہ تھا کہ یہ بھونکے گا تو خدا اسے معاف فرما دے گا۔ مٹھی بھر کیچڑ اس کے منہ پر پھینکا تاکہ یہ خبیث بول نہ سکے اور غرق ہو جائے۔ آپ اندازہ کیجیے اس ذاتِ عظیم کا کون

سا امام ہے جس نے خدا کی تعریف نہیں کی؟ کون سا امام ہے جس نے خدا کی نماز کو کبھی قضا کیا ہو؟ ہمیں چاہیے کہ جس ذات پر علیؑ عاشق ہے' ہم بھی اُسی کے عاشق بن جائیں۔ وہ کون ذات ہے؟ ذاتِ توحید ہے۔ توحید کا درس دیں گے۔ بس یہ سمجھ لو کہ ایک توحید ہے اور دوسری شریعت ہے۔ ہر چیز اس کے سہارے قائم ہے' وہ کسی کے سہارے پر قائم نہیں۔ فقیر کو غنی وہ بناتا ہے' وہ غریب نواز ہے' کمزور کو طاقت ور وہ بناتا ہے' ذلیل کو عزت وہ دیتا ہے' اس کی عجب قدرت ہے' بات کرو تو سن لے' چھپاؤ تو جان لے' جب تک زندہ ہو تمہارے رزق کا ضامن ہو' مر جاؤ تو بھی اسی کے دربار میں حاضر ہو۔ روزانہ نماز میں قل ھو اللہ پڑھتے ہو۔......

اے میرے پیغمبر! ذرا میرا تعارف تو کرا دو۔ (ان سے کہتے ہیں یہ جو اللہ کہتا ہے میں حسب ونسب سے آزاد ہوں)۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد

کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے اس جیسا دوسرا کوئی نہیں' یعنی

ایسا واحد ہے کہ ہر اول سے اول ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَد

اللہ وہ ہے جو ہر کسی سے بے نیاز ہے اور ہر کوئی اس کا محتاج ہے۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَد

نہ کوئی اس کا بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَد

اس کی مثل کوئی دنیا میں ہے اور نہ آخرت میں۔

میں نہیں کہتا کہ قبروں پر مت جاؤ' مومنین' شیعوں کی قبروں پر جاؤ' لیکن جا کر کیا کہو: "اے خدا! ان کے گناہ بخش دے اور ان کے درجات بلند کر دے۔

لیکن جب بھی کسی معصومؑ کی قبر پر جاؤ تو وہاں حاجتیں مانگنا' ایسے جیسے میں تمہیں بتاتا ہوں: مولا! میری نہیں سنتا تو اس معصومؑ کی سن لے' ان کے صدقے میں مجھے بیٹا عطا کر' مجھے رزق دے دے' میری تنگدستی رفع کر دے' میرے کام کروا دے"۔

اس طرح کہو کہ شرک بھی نہ بنے اور امام بھی آپ سے راضی ہو جائیں---مشرک کے لیے امام دعا نہیں مانگتے۔

کسی مسلمان سے اگر کوئی شخص سو روپیہ مانگے کہ صاحب! مجھے خدا کی راہ میں سو روپیہ تو دے دیں' وہ دے دے گا۔ دوسری دفعہ لینے گیا تو ذرا غمگین سی شکل بنا کر وہ پھر دے دے گا' تیسری دفعہ جائے گا تو وہ کہے گا میں نے بینک کھولا ہوا ہے کیا؟!

اس کی کیا شان ہے' وہ فرماتا ہے: نہ مانگو تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔ تم کس کو میرا شریک سمجھنے لگے ہو۔ نہیں مانگو گے تو میں ناراض ہوں گا۔ اگر اس

سے مانگو تو وہ خوش ہوتا ہے نہ مانگو تو وہ ناراض ہوتا ہے۔

پچھلی رات (یعنی شب کے آخری پہر میں) (اللہ رب العزت) جبریلؑ سے کہتا ہے: جاؤ' زمین پر جا کر کہو کہ خدائے قدوس فرماتا ہے:

''ہے کوئی بیمار جو مجھ سے شفا مانگے' ہے کوئی بھوکا جو مجھ سے غذا اور رزق مانگے' ہے کوئی مصیبت زدہ جسے میں مصیبت سے نجات دوں''۔

کتنا کریم ہے؟ کیسا خالق ہے؟ کتنا عظیم ہے؟ ایسا عظیم ہے کہ ہر کسی سے بے نیاز ہے اور ہر کوئی اس کا محتاج ہے۔

ایک علامہ ہیں ان کا نام لینا مناسب نہیں۔ ان سے کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں منظور نہیں کرتا۔ وہ علامہ ذاکر و عالم تھے مگر جواب درست نہیں دیا۔ وضع ٹھیک نہیں' کپڑے ٹھیک نہیں' طریقہ مناسب نہیں۔

قرآن میں ہے کہ مجھے پکارو میں جواب دوں گا۔ ہر کسی کی دعا منظور کروں گا مگر جو دعا دنیا میں منظور نہیں ہوگی وہ اگر دنیا میں منظور ہوئی تو اس میں تمہارا نقصان ہے۔ وہ دعا لکھ لی جائے گی۔ قیامت کے دن اس کے اجر کے متعلق گفتگو ہوگی۔ اللہ فرمائے گا یہ ان دعاؤں کا اجر ہے جو پہلے مانگی گئی تھیں۔ اگر دنیا میں اجر دیتا تو تمہارا فائدہ نہ ہوتا۔ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا--- توجہ فرمایئے! وہ خدا' اس کے کون کون سے پہلو بیان کیے جائیں۔ آسمان کی بلندی اس کی بلندی پر دلالت کرتی ہے۔ زمین کی وسعت اس کے وسیع المرتبت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اگر مخلوق کچھ بنائے' اول تو بنا نہیں سکتی

اور اگر بنائے تو کئی کئی ہم شکل بنا دیتی ہے۔۔۔حکیم (خدا) کے بنائے ہوئے میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے کہ لینے والا کہتا ہے یہ بھی ہو اور یہ بھی ہو۔......

اب تھوڑا سا ذکر پاک پیغمبرؐ کی ذات کا جو میرے مخالف ہیں اللہ ان کے گناہ بخشے۔

شاہ صاحب! غیرت سیکھو' توحید آپ کے گھروں میں آئی ہے یوں نہ کہا کرو کہ ہم بین بین ہیں یعنی دونوں طرف۔ اُن کی طرف بھی اور اِن کی طرف بھی۔ غلط بات مت کیا کرو۔ بین بین کا مطلب ہے کہ ہم برابر ہیں۔ سب سے پہلے رسولؐ سے پوچھیں کہ جنت میں کون سا فرقہ جائے گا؟ جو راہ راست پر ہے۔ رسولؐ نے فیصلہ کیا ہے یا نہیں اور فیصلہ فرمایا تو کیا کہا:

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن اور اہل بیتؑ۔ اگر تم ان سے تمسک کرو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ یہ دونوں اکٹھے حوضِ کوثر پر آئیں گے۔ ظاہر ہے کہ ہم نہ قرآن کے منکر ہیں اور نہ اہل بیتؑ کے منکر ہیں۔

مخدوم صاحب کو اس بات کا پتا چلا کہ ایک شیعہ عالم نے امام اعظم سے کہا: ارشادِ باری ہے: ایمان والو! لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اگر تمہیں اجازت ملے تو داخل ہو ورنہ نبی کے گھر میں داخل مت ہو۔

شیعہ عالم نے نعمان بن ثابت سے پوچھا کہ یہ آیت منسوخ ہے یا اصل معنی میں موجود ہے؟

اس نے کہا: نہیں منسوخ نہیں ہے۔ اس کو یہ نہیں پتا تھا کہ شامت آ جائے گی۔ شیعہ عالم نے کہا: یہ فرمایئے کہ دو بزرگ جو رسولؐ کے ساتھ دفن ہیں (کیونکہ رسولؐ خدا کے اپنے گھر میں دفن ہیں) آیت ہے کہ "نہ داخل ہوں رسولؐ کے گھر میں جب تک اجازت نہ ملے"۔ یہ بتایئے کہ یہ زمین ان صحابہ کی تھی جو رسول کو بخشی تھی اور پھر اپنی قبر بنائی ہو۔ رسول کے پاس اور اگر نہیں تو کیا یہ اچھی بات ہے۔ میں بوڑھا اصحابِ ثلاثہ کی زمین سمجھتا ہوں جو بغیر اجازت کے اندر داخل ہوئے ورنہ میں جھوٹ بول رہا ہوں کہ میرے کچھ نہیں لگتے۔ یا تو یہ زمین صحابہ کی تھی اور اگر ان کی نہیں تھی تو پھر رسولؐ کی اجازت دکھائیں کہ میرے ساتھ میرے گھر میں دفن ہونا' اجازت بھی نہیں اور اگر یہ کہیں کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ۔۔۔۔۔۔ ان کا بھی وہ گھر تھا' کیا انہیں وراثت ملی تھی؟ کہا: ہاں! --- بیٹی کو وراثت نہیں ملی تو بیویوں کو وراثت کیسے مل گئی؟ اگر وراثت ملتی تو کیا بیٹی کو نہ ملتی۔ اچھا مان لیتے ہیں۔ بیوی کا حصہ ہوتا ہے ۱/۸ تو باقی ۹ بیویاں تھیں۔ ۱/۸ کو ۹ سے ضرب دیں ۷۲۔ ۷۲ واں حصہ ایک بالشت اس میں عمر بن الخطاب اور حضرت ابوبکر کی قبر ہرگز نہیں بن سکتی --- اب نعمان کو بہت برا لگا۔ گالیاں دینے لگا۔ (انصاف کرو یہ آدمی ہے کہ خبیث ہے) ایک تو تم جواب نہ دے سکو دوسرے گالیاں دو۔

شیعہ عالم نے نعمان بن ثابت سے پوچھا کہ علیؑ کی شان زیادہ ہے یا حضرات عمر و ابوبکر کی؟ اس نے کہا: ''اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے؟ یہ واضح ہے کہ قبر رسولؐ کے ساتھ ان کے مزار ہیں۔ علیؑ ان کے ہم پلہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ میں مسجد الحرام میں بیٹھا رو رہا تھا۔ ایک شخص مجھے دیکھ کے کہتا ہے میرے واسطے دعا کیجیے۔ میں نے کہا: ''دیوانے کیا تمہیں خدا نے منع کیا ہے کہ دعائیں نہ مانگنا۔ تو دعا مانگ۔ یہاں ہر شخص دعائیں مانگتا ہے اور منظور ہوتی ہیں''۔ کہنے لگا: کون ہو؟ میں نے کہا: شیعہ ہوں۔ بولا: مدینہ کی طرف تو نہیں جاؤ گے وہاں تو یار سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: بیوقوف قرآن میں کتنے سوئے ہوئے ہیں......!

فرعون نہیں ہے' ہامان نہیں ہے...... تو پھر کیا قرآن کو چھوڑیں ہم......

میں تو کہتا ہوں کہ علیؑ کا مزار باہر اس لیے ہے کہ رسولؐ کی موجودگی میں علیؑ کو کوئی نہ پوچھتا۔ اب دور رہ کر علیؑ علیؑ ہے۔ اگر دیوار نہ ہوتی تو مخالف آتے' قبر کھودتے' لاش کی بے حرمتی ہوتی' موافق آتے دوبارہ قبر بنائی جاتی تو یہ مسلسل جھگڑا رہتا۔ میں تو کہتا ہوں انہیں توبہ کرنی چاہیے۔ جو آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے بزرگ کا واسطہ --- لعنت ہے یہودیوں پر' ایسے لوگوں پر' کیونکہ جس شخص پر خاتون جنت لعنت بھیجیں۔ جناب سیدہ نے فرمایا تھا: میں تم دونوں کو ہر نماز میں بددعا دوں گی۔ میں کہتا ہوں جس کے لیے خاتون جنت بددعا کریں اس کا حشر کیا ہوگا؟ دیوانو! سمجھتے کیوں نہیں۔ ذرا خبر لیتے جائیں

کہ تم ہو کیا چیز؟

تم حسنؑ اور حسینؑ کی خاکِ پا بھی نہیں ہو۔

شیعانِ علیؑ ہیں وہ جو غزلیٰ نہیں کرتے
اصحابِ نبی پر وہ تبرئی نہیں کرتے
لعنت کے سزاوار کو چھوڑا نہیں جاتا
لیکن وہ مبرئی پر تبرئی نہیں کرتے

○○○

میں صدق نبی دے یاراں دا
اوندی آل دے تابعداراں دا
جناں ساتھ دتا ' سرداراں دا

اب تھوڑی سی تعریف محمد مصطفیٰ کی۔ کل انبیاء کے کمالات جمع کر دیں تو محمدؐ بن جاتے ہیں۔ محمدؐ کے کل کمالات کو بکھیر دیجئے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں سے ایک کم انبیاء وجود میں آجائیں گے۔

یارسولؐ اللہ! آپؐ کا کل کائنات سے پہلے آنا عجیب' آپؐ نعت دیکھ کر تسبیحات پڑھنا عجیب' آپ کا بھائی کے ساتھ اصلاب انبیاء کے پاس سے گزرنا عجیب' آپ کا عبدالمطلب کی صلب سے جدا ہونا عجیب' تیرا پہلے آنا عجیب' تیرا خاموش رہنا عجیب۔ کمینوں اور کم ظرفوں کی بکواس آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور

علم اس پر ظاہر کیا جاتا ہے جو عالم ہو۔ اور عالم کون ہے علیؑ ابن ابی طالب۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں--- پتا چلا کہ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ گئیں' فروکش ہیں' دعا فرماتی ہیں خدایا! مجھے دردِ زہ ہے میرے بیٹے یا بیٹی کی ولادت کو آسان فرما دے۔ بی بی کی دعا کا ختم ہونا تھا رحمت الٰہی نے دیوار کو شق کر دیا۔ بی بی اندر گئیں۔ پھر دیوار برابر ہو گئیں اور آنکھوں کو یقین نہیں آتا تھا--- جس نے توحید کے گھر میں آنکھ کھولی ہو ان کا مقابلہ ایسے لوگوں سے کہاں کیا جا سکتا ہے کہ جن کا یہ تک نہیں پتا کہ ان کی ماں نے انہیں کون سی تاریکیوں میں جنم دیا تھا۔--- (پتا نہیں کیا مصیبت ہے) کہتے ہیں اس کی سفید داڑھی تھی تو سفید داڑھی تو سکھوں اور ''کراڑوں'' کی بھی ہوتی ہے۔ ہر شخص کی داڑھی سفید ہو جاتی ہے۔ ہر داڑھی والا قابل احترام نہیں ہوتا۔ کعبے کے احترام میں داڑھی والا محترم ہے۔ فاطمہ بنت اسد معصومہ نہ تھیں مگر جب علیؑ ان کے شکم مبارک سے باہر آئے تو توحید کے پاس کوئی چارہ نہ تھا' مجبور تھا کہ جنت کے میوے فاطمہ ہی کو کھلائے کیونکہ میزبان آخر میزبان ہے' یہ تو مہمان ہے۔ اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں۔ تین دن اور تین راتیں کعبہ میں رہیں تو وہاں کھایا پیا ہوگا' پاخانہ کیا ہوگا' بدبختوں کو یہ بھی علم نہیں کہ خاص طور پر اگر توحید نے اپنے گھر میں بلایا تھا تو انہیں توحید کی خصوصی غذا کی بنا پر پاخانہ کی ضرورت ہی نہیں ہوئی ہوگی۔ رسولؐ کو اطلاع ملی کہ قمرِ امامت کی زیارت کے لیے آؤ۔ علیؑ نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں' رسولؐ آئے۔......

غور فرمائیں! علیؑ نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ شمعِ رسالت کے آتے ہی، گود میں لیتے ہی آنکھیں کھول کر رسولؐ کی زیارت کی، دیکھ کر خوش ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں علیؑ بتوں کو دیکھ دیکھ کر خوش بھی ہو رہے تھے۔ کہ میں کس طرح انہیں گراؤں گا، ذبح کروں گا --- اے خدا کے دشمنو! میں کسی کا محتاج نہیں۔ یہ سب میرے محتاج ہیں۔ مجھے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ جاہل کو ہمیشہ عالم کی ضرورت رہی ہے۔

اچھا بھئی! نبوت نے امامت کے لیے کچھ توریت سے پڑھا، کچھ زبور سے پڑھا، کچھ انجیل سے پڑھا اور کچھ قرآن سے پڑھا۔ سن نہیں رہے ہو اے عدو اللہ کے مرید! اے بندۂ خدا ان پڑھ اُسے کہتے ہیں ہیں جسے کچھ پتا نہ ہو اور جو شاگرد کو چاروں کتابوں کا ایک ایک حصہ سنائے اور سننے والا سن رہا ہو، کیا تو بہ نعوذ باللہ وہ ان پڑھ ہے؟

یہ شان ہے مصطفیؐ کی کہ درختوں کے پاس سے گزریں تو ان کو درخت جھک کر سلام کریں، پہاڑوں کے پاس سے گزریں تو وہ بھی جھک جھک کر سلام کریں۔......

مکّہ سے آتے ہوئے راستے میں بھوک اور پیاس کا غلبہ ہوا۔ ایک عورت راستے میں سے گزری۔ فرماتے ہیں: میں مسافر ہوں اگر تم کچھ کھانا کھلا سکو تو کچھ روٹی سالن وغیرہ ہمیں کھلا دو۔ کہتی ہے اے بزرگ! میرے گھر میں تو آٹا تک نہیں--- پھر دیکھا تو ایک بھوکی کمزور سی بکری پاس ہی بندھی تھی۔

فرماتے ہیں یہ کس کی ہے؟ کیسی ہے؟ کیا یہ دودھ دیتی ہے؟

کہتی ہے: یہ اس قدر کمزور ہے کہ دودھ نہیں دے سکتی اور نہ ہی جنگل میں چرنے جاتی ہے۔

فرمایا: اگر تم اجازت دو تو ہم اسے ذبح کر لیں۔

اس نے کہا: ضرور ذبح کر لیں۔

دستِ نبوت اٹھا اور اس کے تھنوں پر آپ کا ہاتھ پھیرنا تھا کہ اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپؐ نے خود بھی پیٹ بھر کر اس کا دودھ پیا۔ سفید داڑھی والا بھی آپؐ کے ساتھ تھا۔ اس نے بھی پیا۔ ایک اور شخص تھا اس نے بھی جی بھر کر دودھ پیا۔ پھر اس عورت سے کہا کہ ڈول دو۔ اس کے لیے ڈول بھر کر رکھا۔ پھر بکری کو دیکھا تو وہ کمزور بھی نہ تھی۔ رات کو اس کا شوہر آیا' کہنے لگا: یہ ہماری بکری تو نہیں ہے---!

وہ کہتی ہے کہ ایک نورانی شکل والا بزرگ آیا وہ نبوت کا دعویٰ کر رہا تھا۔ یہ اس کا معجزہ ہے۔

پھر جناب ناقہ پر سوار ہوئے۔ جب مدینہ میں داخل ہوئے' تمام مہاجر وانصار اکٹھے ہو گئے۔ کوئی کہتا ہے میرے گھر چلو' کوئی کہتا ہے میرے گھر چلو۔

آپؐ نے فرمایا: میرا ناقہ حکمِ خدا سے جس گھر کے سامنے رکے گا میں اس کا مہمان بنوں گا۔

ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ میرا ایک انداز ہے کہ میں غلط روایت نہیں

پڑھتا' جھوٹ نہیں پڑھتا' ناقہ جا کر ابو ایوب انصاری کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ آپؐ اترے' ابو ایوب انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ ساتھ لے کر گئے ہیں ساڑھے تین سیر گندم یا جو۔ اس کے پاس بھیڑ کا ایک بچہ تھا' اس بے چارے نے بچے کو ذبح کر دیا۔ بیوی سے کہا: کچھ روٹی بناؤ اور کچھ سالن تیار کرو۔ کھانا تیار ہو گیا۔

فرمایا: ابو ایوب سارے مدینہ والوں کو بلا کر لاؤ کہ ان کی دعوت طعام ہے۔ یہ خدا کا رزق ہے۔ مدینے والو! سب لوگ آؤ میرے گھر میں دعوت ہے۔ ہزاروں لوگ کھانے میں شامل ہوئے۔ سب کھا کھا کر سیر ہو گئے۔ کھانا ابھی ویسے کا ویسا ہی پڑا ہے۔ روٹی بھی ویسے ہی پڑی ہے سالن بھی ویسے ہی پڑا ہے۔ کھانے کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ مطلب کھانا کم نہیں ہوا۔ خود کھانے کا وقت آیا۔ کھانے سے پہلے انصاری کا ایک نقصان ہو گیا۔ انصاری کے بچوں نے دیکھا کہ ان کا باپ بھیڑ کے بچے کو ذبح کر رہا ہے۔ انھوں نے بھی وہی کیا بڑا بیٹا چھوٹے کو اُوپر چھت پر لے گیا' وہاں جا کر جا کر اس نے بھائی کو ذبح کر دیا۔ اس کا سر قلم کر دیا۔ باپ کو پتا چلا تو وہ چھت پر گیا' جب بیٹے نے باپ کو آتے دیکھا تو ڈر کے مارے چھت سے نیچے گر گیا اور اس کا بھی سر کٹ گیا۔ عورت کے ایمان کی انتہا' اس کا عقیدہ اتنا مضبوط تھا' پیغمبرؐ کی موجودگی کو بے مزا اور دعوت کو خراب نہ کرنے کے خیال سے بیٹوں کو اُٹھا کر ٹوکرے کے نیچے چھپا دیا۔ کھانا رسولؐ خدا کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

آپؐ نے فرمایا: تمہارے بیٹے کہاں ہیں ان کو بھی بلاؤ۔

کہتی ہے: پتا نہیں کہیں گئے ہوں گے' آپ کھانا تناول فرمائیے۔

حضورؐ نے تاکید کس طرح کی---

حضرتؐ نے فرمایا: بیٹوں کو لے آؤ ان سے کہو اٹھو اور کھانا کھاؤ۔

یہ ہے محمدؐ کی آمد کا معجزہ۔ وہ آپؐ کو ٹوکرے کے پاس لے جا کر کہتی ہے: میرے بیٹے مر گئے ہیں۔

فخر عیسیٰ کی نظر بچوں پر پڑی اور قدرت خدا دیکھئے' بچے زندہ ہو گئے۔ آپ نے انھیں اٹھایا' اپنے ساتھ بٹھایا اور کھانا کھلایا۔ آپؐ کے معجزات اور اوصاف کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟

آپؐ کے بعد علیؑ کے کمالات شروع ہوتے ہیں' (سمجھے نہیں تھوڑے سے فضائل علیؑ ابن ابی طالب کے)۔ کون علیؑ؟ میری پرانی تقاریر بھی ہیں اور نئی بھی ہیں۔ امیر المومنین زوجی وارواح العالمین لہ الفدا' محمدؐ کے بعد ان کے اتنے معجزات ہیں کہ گنائے جائیں تو کوئی ان کی ولایت کا انکار نہیں کر سکتا۔

دو عورتیں علیؑ کے پاس آئیں۔ ایک لڑکے کے اوپر جھگڑا تھا۔ ایک کہتی ہے میرا بیٹا ہے دوسری کہتی ہے میرا بیٹا ہے۔ پھر ایک اس بات پر مصر تھی کہ بیٹا اس کا ہے۔ حضرت علیؑ نے قنبر سے فرمایا: قنبر آری لے آؤ۔ قنبر نے کہا: آقا کیا کریں گے۔ آپؑ نے فرمایا: بچے کو آدھا آدھا کر دیتا ہوں' ایک حصہ ایک لے لے گی اور دوسرا حصہ دوسری لے گی۔ جو اصلی ماں تھی وہ تڑپ گئی۔ کہتی

ہے: میرا کچھ نہیں لگتا' بچہ اس عورت کو دے دیجئے۔ حضرت علیؑ نے بچہ اصلی ماں کو دے دیا اور دوسری عورت سے کہا تو جھوٹ بول رہی تھی اور یہ سچ کہہ رہی ہے۔ بچہ اس کا ہے۔ اب حسینؑ کا معجزہ اس سے بھی بلند تر ہے۔

اسی طرح دو عورتیں آئیں۔ ان کے شوہر بھی ساتھ تھے۔ نہیں ایک عورت تھی۔ ایک کہتا ہے میری بیوی ہے دوسرا کہتا ہے میری بیوی ہے۔ جس کی بیوی ہے بچہ بھی اس کا ہوگا۔ روحانیت کے بحرِ بے کنار نے توجہ بچہ کی طرف کی اور فرمایا:۔ خدا کے حکم سے بتاؤ کہ تم کس کے بیٹے ہو؟ بچے نے زبان کھولی' وہ بچہ بہت چھوٹا تھا' دودھ پینے والا' کہتا ہے میں ان دونوں میں سے کسی کا بیٹا نہیں ہوں۔ میرا باپ تو ایک گڈریا ہے اور میری ماں اس سے چھین لی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس عورت کو اور آدمیوں کو سزا دیں۔

یہ ہے اماموں کی شانِ امامت۔

جب لمبی سفید داڑھی والے' سفید اور لمبے قد والے کو کوئی مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا تھا تو علیؑ کے دروازے پر جاتے تھے۔ حسینؑ روحانیت کا ایک بہترین نمونہ تھے کیونکہ آپؑ نے باپ سے بھی کمالات حاصل کیے' ماں سے بھی کمالات حاصل کیے' نانا سے بھی کمالات حاصل کیے۔۔۔ مزید شانِ نبوت ملاحظہ ہو۔

ایک صحابی میدان جنگ میں گئے تو آشوبِ چشم تھا۔ آنکھ میں سے خون نکلتا رہا' آنکھ کا اندر والا حصہ نکل گیا تھا جب دستِ نبوت نے آنکھ کو چھوا تو نکلی

ہوئی آنکھ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گئی اور دوسری آنکھ کی نسبت نظر بھی تیز ہو گئی---حضرت کے پاس ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا' وہ چیختا چلاتا تیز تیز آ رہا تھا۔ آ کر نبوت کی دہلیز پر سر رکھ دیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ محمدؐ جانیں یا وہ جانے' دوسرا تو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ فرمانے لگے: اس کے مالک کو بلاؤ' وہ آیا' فرمایا: اس نے تیری شکایت کی ہے۔ میں جب جوان تھا تو اس کی کئی سال خدمت کی ہے اب جبکہ میں بیمار ہوں' آنکھوں سے لاچار ہوں' بوڑھا ہو گیا ہوں تو یہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ مالک نے جواب دیا: یا حضرت! آپ کا خیال درست ہے۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔

علی ابن ابی طالب روحی و ارواح العالمین لہ الفدا منبر کوفہ پر تقریر فرما رہے ہیں۔ اچانک ''اژدھا اژدھا'' کی صدائیں آئیں۔ اژدھا سیدھا آ رہا تھا۔ کچھ لوگ مارنے کو اٹھے۔ وہ گھبرا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا: کچھ نہ کہو! شکر کرو کتے کا بچہ نہیں ورنہ منبر ناپاک کر دیتا۔ اژدھے نے سیدھا علیؑ کے پاس آ کر کان سے منہ لگایا: مولاؑ کے کان میں کچھ کہا۔ پھر مولا کے کان کو منہ میں لے لیا۔

نقا نقیقا سانپ کی بولی علیؑ جانے یا خدا جانے ہم کیا جانیں!

ولا لھج حضرت نے فرمایا: یہ جنوں کا بادشاہ ہے' اسے ایک مسئلہ جاننا ہے' مسئلہ پوچھنے آیا ہے---علیؑ جیسے ہم سب کے امام ہیں اسی طرح جنوں

کے بھی امام ہیں۔ اس کا

پہلا گواہ خالق اکبرؒ

دوسرا گواہ جبریلؑ کا پرؒ

تیسرا گواہ انبیاء کا سرورؐ

چوتھا گواہ نبوت کی مُہرؒ

پانچواں گواہ رسالت کا بسترؒ

چھٹا گواہ اللہ کا گھرؒ

ساتویں گواہ مرحب وعنترؒ

آٹھواں اور نواں گواہ ابوبکر اور عمر۔

عزادارو! رونے والو! آؤ مظلوم کے مصائب پڑھتا ہوں تو کیا روئے گا' دوسرے کیا روئیں گے؟! میں تو یہ جانتا ہوں روئی تو سکینہ روئی' یا پھر گھر والی ازوجہ امامؑ رباب روئی ہیں' اٹھائیس (رجب) کی رات ہے دوسری بار قبرِ رسولؐ پر گئے' نانا میں آپ کا بیٹا ہوں' آپ کی دختر کا پسر ہوں' آپ کی اُمت نے میری قدر نہیں کی۔ اتنی اذیت دی' میری راہیں بند کر دیں' میرا مدینہ میں رہنا انہیں پسند نہیں۔......

پھر کہا: ''پروردگار! مجھ سے وہ کام کروا جو آنے والی نسلوں کو فائدہ دے۔ روتے روتے آنکھ لگ گئی۔ رسولؐ خدا آئے' ملائکہ ہمراہ ہیں' دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا' بیٹا! تیرے بابا' تیری ماں' تیرے چچا تیرا انتظار کر رہے

ہیں۔ سب کی خواہش ہے کہ تو جلدی آئے۔

نانا! ''مجھے کیا کرنا ہے''۔

فرمایا: تیرا مرتبہ و مقام شہادت ہوگا''۔ ''میں پردے داروں کا کیا کروں؟'' نہایت سخت فقرہ تھا۔

ان اللّٰہ شاء ان یراہ قتیلاً

اللہ کی مشیت ہے کہ تو شہادت پائے' خدا کی مشیت ہے کہ تیری پردہ دار بہنیں قیدی نہیں۔

پھر تو رکنے کی کوئی اور وجہ ہی نہیں تھی۔ رسولؐ کی بیٹیوں کو پتا چلا' بہن نے سنا کہ بھائی جا رہا ہے۔ بہن بھائیوں کی محبت دیکھنی ہو تو جناب زینب اور امام حسینؑ کی محبت کو دیکھو۔ چلتے چلتے گریں اور بے ہوش ہوگئیں' ہوش آیا تو گرتی پڑتی' اٹھتی' زینبؑ بھائی کی زیارت کرنے آئیں۔ آکر بھائی کے گلے میں بازو ڈال دیے۔ دل بہت پریشان تھا۔ سینے پر ہاتھ رکھا تو کچھ حوصلہ ملا۔ فرماتی ہیں: ''میں تو آپ کو نہیں چھوڑ سکتی۔ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی''۔

بھائی کو یہ کہہ کر کہ بھائی میرا انتظار کرنا' شوہر کے پاس گئیں' کہا: عبداللہ! حسینؑ کی ماں بھی میں ہوں' بہن بھی میں ہوں' میں کسی قیمت پر بھائی کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اجازت دو کہ میں حسینؑ کے ساتھ جاؤں اور یاد رکھنا اگر آپ نے اجازت نہ دی تو حسینؑ مدینہ سے بھی نہ نکلیں گے کہ میرا جنازہ نکل جائے گا۔

عبداللہ نے کہا: ''تم علیؑ کی بیٹی ہو۔ چھوٹے خاندان کی نہیں ہو' سفر لمبا ہے خیال کرو''۔ بی بی کہتی ہیں: ''میں مجبور ہوں' بھائی کو نہیں چھوڑ سکتی''۔

یہی وجہ ہے کہ بھائی کی لاش کے سامنے سے تین بار گزری ہیں۔......

آج محرم کی پہلی تاریخ ہے۔ روزہ رکھا' جس نے پہلی رمضان کو روزہ رکھا اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ کہا نہیں مجھے مسئلہ کا پتا نہ تھا۔ محرم کے مہینہ میں زمانہ جاہلیت کے لوگ ظلم چھوڑ دیتے تھے' کسی کو قتل نہ کرتے' یہ ہمارے نانا کی اُمت ہے۔ انہوں نے نہ اس مہینے کی عزت کی ہے نہ ہمارے نانا کی عزت کی ہے۔ ہمارے چھوٹے بچے ذبح کیے ہیں۔ پردے داروں کو قیدی بنایا ہے۔ قیدی ایسے بنایا غریب نواز! مدینہ سے جو بی بی آئی ہے مدینے والوں کا مزاج نہیں بیان کیا گیا۔

محمد بن حنفیہ کا بھائی سلام کیا' پوچھا حنفیہ نے--- میری بہن تو تم ہو' میرا بھائی کہاں ہے؟

میرے بھائی! تمہارا اور میرا بھائی کربلا میں بے دردی سے پیاسا مارا گیا۔ حسینؑ نے جو اذیت اٹھائی' اتنی تو کسی نبی نے بھی برداشت نہیں کی' کہیں تلوار کا زخم' کہیں تیر کا زخم' کہیں نیزے کا زخم' دندان مبارک پر تیر کا زخم' اتنے تیر تھے آپ کے جسم پر جیسے کانٹوں والے جانور ہوتے ہیں یا جو کانٹوں سے زخمی ہو گیا ہو''۔

جب زین سے زمین پر بیٹا آیا ہے تا بتولؑ کا تو نہ زمین پر تھا نہ زین

پر۔ پتا نہیں کہاں تھا؟

بیٹی نے کہا: بابا! ان کان لابد اگر ضرور مرنا تھا فردنا الٰی قبر جدنا' تو وہاں نانا کی قبر پر فوت ہوجاتے۔

بابا کہتے ہیں: فقال لو ترک القطا لنام شکاری پرندہ اگر شکاریوں سے خطرے میں نہ ہوتا تو ساری رات نہ پھرتا۔ عشاء کے وقت نانا کی اُمت نے اتنا تنگ کیا ہے کہ ملنے کی اجازت تک نہ دی۔......

سارے دکھ حسینؑ نے دیکھے لیکن جتنا دکھ سجادؑ نے دیکھا ہے اتنا کسی اور نے نہیں دیکھا۔ ایک تو وہ بیمار ہے دوسرا ۷۲ مقتولین کا عزادار ہے' تیسرا کوئی نہیں جو اس کی عیادت کے لیے آئے۔......

جناب زینبؑ کو خطرہ ہے کہ پتا نہیں میرے بھائی کے بیٹے کو قتل کرتے ہیں یا معاف! ظالم نے حکم دیا کہ سجادؑ کی گردن پر مارو تاکہ اس کا سر قلم ہو جائے۔ زہراؑ کی بیٹی زینبؑ نے اپنے بھائی کے بیٹے کی گردن پر گردن رکھ دی اور فرمایا: ''اگر تم نے میرے بھتیجے کو ذبح کرنا ہے تو پہلے مجھے ذبح کرو''۔

ooo

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرحیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمة المعبود بقدرته
المطاع فی سلطانه المرغوب الیه فیما عنده
والمرھوب من عذابه النافذ امره فی سمائه وارضه
الذی خلق الخلق بقدرته فمیزھم باحکامه واعزھم
بدینه واکرمھم بنبیّه محمدٍ خیر بریته صلی اللّٰہ علیه
وعلی الاصفیاء من عترته
امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی
کتابه المجید وفرقانه الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرحیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ دوم

کون قرآن؟ لوحِ محفوظ پر رہنے والا قادر کریم نے زبانِ حال سے فرمایا: ''زمین پر جاؤ اور میری ناراض مخلوق کو مناؤ''۔

پروردگار! نہ میں چلنے کے قابل' نہ ہلنے کے قابل' نہ بولنے کے قابل میں انہیں کیسے سمجھاؤں گا؟

فرمایا: تجھے جس کے گھر میں بھیجوں گا اس کی نوکرانی بھی ۲۰ سال قرآن بولے گی تو مالک کتنے سال قرآن بولیں گے؟ تعجب کا مقام ہے کہ کون سے ایسے سید ہیں اور کون سے ایسے ولی ہیں جو اہل بیتؑ کے دشمن ہیں اور کیونکر دشمن بنے؟ کون ہیں جن کی باندی ۲۰ سال قرآن میں سے بولے' کوئی سوال پوچھے تو وہ جواب آیت پڑھ کر دے۔ جنگل میں جا رہی تھیں' کسی نے پوچھا: بی بی کہاں جائیں گی اور کہاں سے آ رہی ہیں؟؟

فرمایا:

سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ لیلاً مِّنَ المَسجِدِ الحَرَامِ
اِلَی المَسجِدِ الاقصٰی

مسجد حرام (مکہ) سے مسجد اقصیٰ (شام) کی طرف جا رہی

ہوں۔

جنگل میں کتنے دن لگیں گے؟

فرمایا:

ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا

جس کی باندی کی یہ پوزیشن ہے کہ قرآن میں سے بولے پتا نہیں اُس مخدومۂ کائنات کی کیا پوزیشن ہوگی؟ آج تک سنا ہے کبھی کہ بیٹی کی خاطر باپ اُٹھ کر کھڑے ہوئے ہوں؟ فاطمہؑ بابا کے گھر آئے تو امام الانبیاء اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجیے کہ آدمؑ بھی اٹھ کھڑے ہوئے ابراہیمؑ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے ...... کیونکہ سب کے سردار جو اٹھ کھڑے ہوئے۔

قام بہا مرحبا

باپ نے سر کو بوسہ دیا۔ اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھایا۔ کوئی شخص بھلا اپنی بیٹی سے اتنے حسنِ سلوک اور احترام و اکرام سے پیش آتا ہے؟ جتنا حسنِ سلوک اور احترام و اکرام فاطمہ سلام اللہ علیہا سے رسولؐ خدا نے کیا۔

کون ہے جو دخترِ رسولؐ کی شان میں گستاخی کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسا کرے تو خدانخواستہ میرے خیال میں اس کے اپنے دماغ کا خلل اور فتور ہوگا۔ اگر کوئی گستاخی کرتا ہے تو اس میں مخدومہ بی بی کا نقصان ہرگز نہیں، وہ اپنی عاقبت کی طرف سے فارغ ہوا یعنی اپنی عاقبت خراب کرنے کا سامان کر رہے

ہو۔ تمہیں کون اچھا کہے گا اگر تم شہزادی کو ہی نہ پہچانو گے۔ سفید داڑھی والے تم نے انوار العلوم کھولنا ہے' کیا فائدہ اس کا؟ جب تم حق و باطل کی شناخت ہی نہ کر سکو' تمہاری اور تمہاری داڑھی کی اوقات ہی کیا ہے۔ تمہیں تو یہ بھی نہیں پتا کہ تم خود کیا چیز ہو؟

بخاری شریف میں بھی لکھا ہے فاطمہؑ جنت میں خواتین کی سردار ہیں۔ لوگ تو ان کے پاؤں کو چومتے ہیں' اتنی عالی مرتبت ذات کس کی ہے؟

واہ کیا حدیث بنائی ہے!

پہلے اور دوسرے خلیفہ بوڑھوں کے سردار ہیں جنت میں' تعجب خیز بات ہے کہ بوڑھا بھی کہتے ہیں اور سردار بھی کہتے ہیں۔ پتا نہیں مذہب کو کیا بنا دیا ہے؟ گورکھ دھندا! جو کچھ سمجھ میں آیا بنا دیا۔

یاد رکھو! کبھی اچھائی پر برائی کو ترجیح نہ دینا۔ یہ آیت کا نچوڑ ہے۔ توحید نے فرمایا: تجھے جبریل بھی دوں گا' وہ تمہارا خادم بنے گا وہ تمہیں ان (اہل بیت) کے گھر پہنچائے گا اور ان کے خادمان بھی بیس بیس سال تمہیں پڑھیں گے' تیری قدر کریں گے' وہ تیری شان سے واقف ہیں۔ آیا قرآن۔ نزلہ علی قلبک محمد محمدؐ کے قلب پر جو آیا ہے نا پیغام۔ نبوت کی خوشبو' خلوص کی خوشبو' کمالات کی خوشبو۔

لوحِ محفوظ سے اُترا کیا آوارہ تھا قرآن؟

محمدؐ کی زبان کو زینہ بنا کر علیؑ کے قلب پر جب اُترا ہے نا! پتا نہیں نقل

مکانی سے کیا ہوا (تم جانور ہو پاگل ہو پتا نہیں کیا مصیبت ہے تمہیں سنو تو!)

موسیٰ کے عصا پر چار فقرات درج تھے۔ توجہ سے سنیں:

- اگر حاکم ہو اور عدل نہ کرے تو فرعون کے برابر ہے۔
- عالم ہو اور علم پر عمل نہ کرے تو وہ شیطان کے برابر ہے۔
- مال دار ہو اور اس کے مال سے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچے تو وہ قارون کے برابر ہے۔
- جو بھوکا ہو اور صبر نہ کرے تو وہ کتے کے برابر ہے۔

اس پر درج کرنے کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنی معرفت حاصل کرے۔

ہم میں سے تو کسی میں صبر ہے ہی نہیں تو کیا ہم کتے کے مترادف ہیں؟!

میں کیسے سمجھاؤں ضیاء الحق نے ۱۱ سال تک مارشل لاء لگائے رکھا اور آخر میں اللہ نے کیسے نیچا دکھایا۔ کچھ بھی ہاتھ نہیں لگا حالانکہ قرآن بھی سینے پر رکھے ہوئے تھا۔

بیوقوفو! بات سمجھ میں آرہی ہے یا نہیں؟ ہم کیوں نخرے کر رہے ہیں۔

ہاں ہم کیوں اسے کہتے ہیں کہ بدترین دشمن تھا وہ شیعوں کا۔ شیعہ فوجی افسروں کو کیا کہتے ہیں؟ شیعہ نہ ہوتے تو اسلام کون لاتا؟--- ہر جگہ پر مکاری اچھی نہیں ہوتی۔ اس کا خیال تھا کسی طریقے سے ان لوگوں کو معتقد کر لوں تاکہ یہ لوگ میری مخالفت نہ کریں حالانکہ اسے یہ نہیں پتا کہ توحید کو غصہ آیا تو کوئی بھی

تمہارے ساتھ نہ ہوگا اور قربانی سید نے دی ہے۔ سنیں قربانی دیتے ہیں سید' خیر بلند آواز سے صلوٰۃ!

قرآن نے دیکھا کہ نقل مکانی صحیح ہے۔ وہی علم ہے وہی کمال ہے سمجھ میں نہیں آ رہا --- خاتون معظمہ کی کنیز اور ہماری شہزادی فضہ' کس قدر اعتدال تھا کہ "ایک روز تم کام کیا کرو' ایک روز میں کیا کروں گی' رسولؐ کی وصیت تھی کہ "ایک روز فضہ کام کریں اور دوسرے روز فاطمہؑ۔ کام کیا کرتا ہے؟ عدلِ رسولؐ ملاحظہ ہو۔

بانٹ بانٹ کر آدھا کام کرنے کے معنی ہیں کہ یہ زہراؑ اور زینبؑ کے بعد ولیہ کاملہ ہیں --- سمجھ میں آ رہا ہے' اب قرآن ہے سید کا' سید قرآن کو چھوڑ کر انگلش پڑھ رہے ہیں۔

لعنت ہے بیوقوف! تجھے کیا پتا کہ قرآن کی سرخیں ہیں کیا تم اس کے ڈبے کو دیکھ کر تم دنیاوی کتب کو اس عظیم کتاب پر ترجیح دیتے ہو۔ دیکھو قرآن میں کیا لکھا ہے کہ اللہ کے نزدیک دین فقط اسلام ہے۔ اسلام کے کیا معنی ہیں؟ سرِ تسلیم خم کرنا --- سرِ تسلیم کب خم ہوتا ہے جب دل میں تصدیق ہو۔ تصدیق تب کارگر ہوگی جب یقین ہو' اور یقین تب کام آئے گا جب اللہ کی اطاعت کی ادائیگی کی تیاری کرنا شروع کرے گا۔

اور پہلی تیاری یہ ہے کہ اسے عملی جامہ پہنائیں --- عمل نہیں تو ادائیگی نہیں' ادائیگی نہیں تو یقین نہیں' یقین نہیں تو تصدیق نہیں' تصدیق نہیں تو تسلیم

نہیں، تسلیم نہیں تو اسلام نہیں۔

عزادارو! خدا تمہیں لمبی عمر دے، مولا تمہیں تندرست رکھے، توجہ سے سنیں۔ قرآن کا بنانے والا اللہ، پہنچانے والا رسولؐ اللہ، بچانے والا اسداللہ! قیامت تک حفاظت کرنے والے اس کے گیارہ بیٹے حجج اللہ اور خود اسلام---

کون اللہ؟

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحیکم

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا جو تمہیں مارے گا اور پھر زندہ کرے گا---اصل توحید بتانے والے اہل بیتؑ ہیں۔

تمہاری ماں عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ تم لوگ خدا کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں کا چاند دیکھتے ہو۔

خدا نظر آنے اور دکھائی دینے سے مبرا ہے، پہلے کون دیکھتی ہے؟ آنکھ---! کیا دیکھتی ہے؟ جو ہمیں سمجھاتی ہے۔ پہلے کیا ہو جسم پھر کیا ہو رنگ۔ اللہ تعالیٰ رنگ و جسم سے مبرا ہے، اسے نہ آپ اب دیکھ سکیں گے اور نہ ہی قیامت والے دن دیکھ سکیں گے۔ اس کے آثار محمدؐ و علیؑ نے دیکھے اور کہا کہ اللہ ہے۔ تو پھر ہم نے بھی مانا کہ ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں۔ علیؑ نے نہیں کہا کہ اللہ نظر آئے گا، لیکن چیخ چیخ کر عالم کو بتا رہے ہیں کہ بھوک اور پیاس میں اللہ سے مانگو بات سمجھ میں آئی یا نہیں---!

پھر آپ کیوں کہتے ہیں حبیب اللہ کے مرید ہیں۔ واہ حبیب اللہ کے مرید! نہ کام کے نہ کاج کے دشمن اناج کے۔ ظاہر ہے میں بھی چل کر سامان لینے دکان پر آیا تو میں حبیب اللہ کی مانند ہوں۔ ادھر تین دکانیں اور ہیں ہم نے تیری..........

مولوی (حبیب اللہ) کہتا ہے شکر ہے بڈھا مر گیا ہے۔ آج تک مجھے سمجھ نہیں آئی کہ عالم دین کا معیار کیا ہے؟ دنیا بیماری ہے' عالم طبیب ہے' جب تک طبیب بیماری کو ختم نہ کر دے' اس کے علم پر یقین نہیں کیا جائے گا' قبلہ! بات کو سمجھیں۔ کون اللہ جس نے تمہیں پیدا کیا' پھر رزق دیا' پھر موت دی' پھر زندہ کرے گا اور اللہ کہتا ہے جس کو تم میرا شریک بناتے ہو وہ یہ کام کر سکتا ہے؟؟ اور چوٹی کے باکمال ساری دنیا میں محمدؐ و علیؑ ہیں۔ وہ اتنا دعویٰ نہیں کرتے تو پھر کوئی اُلو کا پٹھا دعویٰ کرے تو کیا ہو جائے گا' بات سمجھ رہے ہیں نا غریب نواز!

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ،قرآن ناگوار تو نہیں گزر رہا۔ جس بے ادب اور بدتمیز شخص کو (قرآن) برا لگ رہا ہے وہ اس مجلس سے بے شک نکل جائے۔ صدقے جاؤں علیؑ آپ کی ذات کے' آپؑ نے ایسے کام کیے کہ محمدؐ نے بھی نہیں کیے۔ کیا؟ ایک رکعت سے دوسری رکعت تک قرآن ختم کیا' میرا یہ مطلب نہیں کہ رسولؐ خدا کی شان سے یہ کام بلند ہے' لیکن رسولؐ نے یہ کام نہیں کیا۔

لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الٰہی بھی وہ ہے' معبود بھی' حکیم بھی وہی

اور رہبر بھی اس کی ذات۔ تو ہمیں کیسے پتا چلے کہ اس کی نشانیاں کیا ہیں۔ ان فی خلق السموات والارض آسمان کی پیدائش بھی اس نے کی' زمین بھی اس نے بنائی' جو اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

واختلاف اللیل والنہار ' رات کا آنا' دن کا ختم ہونا' رات کا ختم ہونا اور دن کا آنا' دن کا بڑا ہونا اور رات کا چھوٹا ہونا' رات کا بڑا ہونا اور دن کا چھوٹا ہونا' اور کبھی کبھی دن اور رات کا برابر ہونا' حکیم کی حکمت کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس' پانی کی قدر کرو اگر پانی میں سے گزر ہو۔ بادل کو کہتا ہے میری زمین کو پانی سے بھر دو تاکہ زمین زندہ ہو اور جانور گھاس کھا سکیں' میری زمین کے لوگ گندم کھا سکیں اور تفریح طبع کے لیے باغ ہوں' اتنا بڑا دوست کون ہو سکتا ہے جو تمہارے عیب تمھیں تحفۃً دے' ہدیے کے طور پر دے اور جب کوئی کہے کہ آپؐ ہم سے بڑے اور بہتر ہیں تو آپؐ فرماتے ہیں بس بکواس نہ کرو میں خود کو بہتر سمجھتا اور جانتا ہوں اور شکر ہے کہ علیؑ پر مدعا نہیں پڑا ورنہ یہ لوگ کہتے کیسا مولوی ہے ہر چیز علیؑ سے جوڑے بیٹھا ہے۔ مہاجر تھے سارے مدینے کے رہنے والے' پاک پیغمبر کی تعریف وہ کرے جس نے انہیں پیدا کیا اور انہیں کمالات عطا فرمائے۔ ہمیں کیا پتا؟ ہم نے دیکھا ہے بشرؐ وہ تھے خیرالبشرؐ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو ہو گئے نورالانور۔ لوگو! مجلس کو توجہ سے سنا کرو۔ میں تو سمجھتا ہوں محمد بشر

ہیں کہ کھانا بھی کھاتے ہیں' پانی بھی پیتے ہیں' سنتے ہیں' سوتے ہیں اور جب آسمان پر تشریف لے جاتے ہیں تو ملائکہ آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ کون سی کمزوری تھی جو آپ کو معراج پر لے گئی' اصل میں پیغمبری کی معراج حاصل کرنے گئے تھے۔

کون پیغمبر؟ پتا نہیں کہاں سے جبرئیلؑ آتے ہیں؟ علیؑ سے پوچھ کہ محمدؐ کیا چیز ہیں؟ کیونکہ گدھے کو کیا پتا کہ گھوڑا کیا چیز ہے اس طرح گھوڑا اونٹ کی کرامات سے ناواقف ہوتا ہے۔ علیؑ سے پوچھیں کہ محمدؐ کیا ہیں؟ کون ہیں بات کرو جو دل کو لگتی ہو......صلوٰۃ!

ایک دفعہ اگر درود پڑھیں تو ہزار قطار فرشتوں کے درمیان محمد مصطفیؐ بھی کھڑے ہوتے ہیں تو آپ کی طرف توحید بھی متوجہ ہوتی ہے اور رسالت بھی متوجہ ہوتی ہے۔

قرآن ذرا تعریف تو کر محمدؐ کی' وہ کہے گا:

یٰسٓ والقرآن الحکیم

اے حق کے سنانے والے حکیم قرآن کی قسم!

علی صراط مستقیم سیدھے راستے پر چلنے والے' یہ لوگ کہتے ہیں رسول بھول گئے۔ سیدھے راستے والے' ہدایت یافتہ کیا کبھی بھول سکتے ہیں؟ پھر اس بکواس کا کیا فائدہ۔ اگر ہم اس کو جواب دیں تو پھر تیرے' مجھ میں اور اس میں کیا فرق ہے؟ یہ بکواس کرتا ہے---

علی صراطِ مستقیم کبھی بھی غلطی نہ ہوگی۔ تنزیل العزیز الرحیم ۔ غالب رحمت والے اللہ کی تنزیل (قرآن) نازل کیا اس پر تاکہ اللہ کی طرف بندوں کو ترغیب دے' ویسے ہی جیسے کہ ان سے پہلے واے لوگوں کو بھی دی گئی تھی تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔

قریش کے سارے بدمعاش اکٹھے ہوئے اور کہا کہ کس پیغمبر نے دعوئ نبوت کیا ہے---؟ اللہ کو غصہ آیا' ان کی بارش بند فرمادی' جھاڑیاں خشک ہو گئیں' بارش بند ہوگئی' گھاس خشک ہوگئی' پیاس کے سبب شیر خوار بچوں کی ماؤں اور دایاؤں کا دودھ خشک ہوگیا' اور اگر دودھ تھا تو صرف حلیمہ سعدیہ کے پاس (جو دایۂ رسول تھیں) وہ بالکل صحت مند رہیں۔ باقی سب لوگ سوکھ کر کمزور ہو گئے۔ رسولؐ نے کہا: اے رب ذوالجلال والاکرم یہاں بچے مر رہے ہیں۔ گرمی' بھوک اور پیاس سے فصلیں ویران ہوگئی ہیں۔ رحمتہ اللعالمین کے ہاتھ ابھی دعا کے لیے بلند ہی ہوئے تھے کہ نورِ وحدت کو جوش آیا' بادل اکٹھے ہوئے اور کچھ ہی دیر بعد بارش برسنا شروع ہوگئی اور چار دن بارش ہوتی رہی۔ سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے جو سائے کی تلاش میں دور دراز چلے گئے تھے۔ اب' چار روز سے متواتر بارش ہو رہی تھی تو لوگوں کے گھر مٹی میں ملنے لگے۔ رحمت اللعالمین نے پھر دعا کی: پروردگار! اب بارش کی ضرورت پوری ہوگئی' اب اسے کہیں اور لے جا۔ بارش رک گئی۔

کوئی رحمت للعالمین کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کر سکتا ہے؟ کیا میرے

رسولؐ جتنا کوئی عالی مقام ہے؟ جس کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اس کے کمالات کو کون سمجھ سکتا ہے؟

تھوڑی سی تعریف علیؑ کی بھی کروں گا' جو حرام زادے ہیں وہ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ علیؑ کی تعریف صرف حلال زادوں ہی کو ہضم ہوتی ہے' یعنی مجھ پر احسان مت کرو۔ اپنی ماؤں کی پارسائی کا ثبوت دو۔ بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

کون علیؑ؟ ابھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ مسجد نبویؐ میں رکوع کی حالت میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک شخص آیا اور کہا کہ نبی نے کہا ہے زکوۃ کے طور پر ان کی ایک انگلی کاٹ دیں' میں قربان ہو جاؤں حسنینؑ کے بابا پر' ابوطالب کے بیٹے پر رکوع کی حالت میں زانو سے ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا کہ انگلی کاٹ لو۔ انگلی کاٹی اور لے گیا۔ پتا نہیں وہ جبریلؑ تھے یا کون؟ خدا جانے' علیؑ جانے یا وہ جانے۔ لوگوں نے سفید داڑھی والوں اور اُونچے لمبے لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے دیکھا کہ پھر اس کی نماز کہاں گئی؟ نامراد لوگو! جس کے لیے نماز پڑھ رہا ہے وہ تو آیت نازل کر رہا ہے اور تمہیں کیا تکلیف ہے۔

یؤتون الزکوۃ...... وہ زکوۃ دیتے ہیں رکوع کی حالت میں ایک بے ایمان عمر بن عبدود ہزار پہلوان کا مقابلہ کرتا ہے اور جب اُس سے جنگ کا وقت آیا (صحابہ کرام احترام کھانا کھانے اکٹھے تھے) جان جانے کے خوف

سے سوائے علیؑ کے سب بھاگ گئے--- پھر کہتے ہو صحابہ کرام کو شیعہ نہیں مانتے۔ دیکھو تم لوگ کمینوں کو شریف کہتے ہو۔ ہمارے علیؑ کو دیکھو۔ تمہارا کون ہے؟ وہ خواجہ غلام فرید---! اگر وہ بزرگ ہوتا تو سب سے پیسے نہ لیتا' کسی چور کے حرام کے پیسے' کسی غاصب کے غصب کیے ہوئے پیسے' کسی کے لوٹے ہوئے پیسے' اور حرام کی کمائی' یہ بزرگ کیسا بزرگ تھا جو ایسا مال حق سمجھ کر ہدیۃً لیتا تھا۔ اگر تم چاہو تو میں علیؑ ولی کی تعریف بیان کرتا ہوں' لیکن خوشدلی سے سنو تو!!

ان اولیاء اللّٰہ ھم الذین نظروا الی باطن الدنیا اذا نظر الناس الی ظاھرا

اللہ کے بزرگ وہ ہیں جہاں لوگ دنیا کے ظاہر میں ہوتے تھے اور وہ دنیا کے باطن میں ہوتے تھے۔

الدنیا تضُر دھوکا دیتی ہے' یہ ضرر پہنچاتی ہے' تیری قدر نہیں کرتی۔ بات کو سمجھا کرو' خدا تمہیں طویل عمر عطا فرمائے۔ جب لوگ دنیا کا سامان اکٹھا کر رہے ہوتے ہیں وہ آخرت کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔

واماتوا منھا ما یرید اللّٰہ

دنیا کی طرف سے مجھے کوئی خطرہ ہو کہ وہ مجھے تباہ کرے گی۔

اس کی دنیا کی شق مجھے تباہ کرے گی' اس کی تباہ کرنے والی ضد کو میں

خود ختم کر دوں گا۔ وہ کیا سمجھتا ہے۔ ولی اللہ بھوک میں بھی گداگری نہیں کرتے ۔ وہ بڑی بڑی داڑھیاں رکھ کر گداگری نہیں کرتے‘ گداگر کو قیامت کے دن بدترین شکل میں بلایا جائے گا۔

وترکوا منها ما علموا انه سیترکهم

ترک کر دو اس چیز کو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

اب دیکھتے ہیں کیا چیز ترک کرنی ہے‘ دنیا کی کسی چیز پر عمل نہ کرو سوائے نیک اعمال کے۔ جب نیک شخص کو کفن دفن کرتے ہیں تو نماز بائیں زانو میں ہوگی‘ زکوٰۃ دائیں زانو میں‘ حج سر سے‘ یہ سارے اعمال مردے کو لپیٹ کر کیسے قبر میں دبایا جائے گا۔ جس چیز کا علم نہیں اسے ساتھ نہ لے جائیں وہاں ہی چھوڑ دیں۔ نیک اعمال جنہیں دنیا کثیر سمجھتی ہے۔ جو کثیر ہیں انہیں یہ قلیل سمجھتے ہیں۔ توجہ سے سنئے گا فی سبیل اللہ یہ امیر کا خطبہ ہے‘ کہیں یہ نہ سمجھو کہ کوئی غلط روایت ہے۔

واستکثار غیرهم منها استقلالاً

اور دنیا کی کامیابی کو وہ ناکامی سمجھتے ہیں۔ اگر کھانا اتنا زیادہ ہے تو اپنے ساتھ فقراء اور مساکین کو ان کا حق دو۔ لوگ جس سے صلح کرتے ہیں خواہش نفسانی اس سے یہ دشمنی کرتے ہیں جس سے لوگ دشمنی رکھتے ہیں وہ کیا ہیں نیک اعمال۔ یہ ان سے محبت رکھتے ہیں۔ کیا کیا فطرت ہے ان کی۔

منهم علم الکتاب وبه علموا

ان ہی کے ذریعہ کتاب یعنی قرآن کا علم حاصل ہو سکتا ہے

اور وہی ہی عالم قرآن ہیں۔

علیؑ سے کسی پڑھے لکھے نے گستاخی کی کہ کون ہو تم؟ تم کہاں سے ولی اللہ ہو؟

علیؑ فرماتے ہیں ہماری پیشانیوں کی محرابوں سے عیاں ہیں کہ ہم کون ہیں؟

انسان کو سوچنا چاہیے کہ اس دنیا میں انگریزی دین دار نہیں بناتی۔ بلکہ بے دین انگریزی کے پیچھے لگتے ہیں۔

An American scholar has translated, our glorious Quran in his mother tounge

ایک امریکی عالم نے قرآن کا اپنی مادری زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

تم کس چیز کے ایم اے ہو' کس چیز کے بی ایڈ ہو' تم تو بسم اللہ کا ترجمہ تک صحیح نہیں کر سکے (امریکہ والوں نے ہمارے ترجمے کو غلط کہا ہے)۔

In the name of Allah beneficient and merciful

رحیم کے معنی merciful نہیں ہیں رحیم کے معنی ہیں قیامت کے دن تک مومنین پر ہمیشہ احسان کرنے والا' اس بے چارے کو کیا پتا کہ رحیم کے معنی

کیا ہیں؟ کم از کم انسان کو سوچنا چاہیے' سمجھے کہ میں یہاں اس دنیا میں کس واسطے آیا ہوں۔ آپ کو کیا پتا ہے مخدوم شیطان ہو گیا ہے۔ اس کی بیٹی ہنستی کھیلتی آتی ہے اور کہتی ہے: ''مجھے لڑکے کہتے ہیں تم بہت خوبصورت ہو''۔ شرعی پردے ختم کروا دیے ہیں۔ گھروں میں لڑکوں کا آنا جانا بھی ہے۔ بیٹی بھی بغیر پردے کے پھرتی ہے۔ وہ کہتا ہے: ''تم متعصب ہو' تمہارا کہنا کون مان سکتا ہے' وہ بڑا خبیث ہے''۔ میں نے کہا: ''میں نے تو تجھ سے نہیں کہا کہ میرا کہنا مان۔

نوحؑ ان سے کہتے ہیں تیرا مجھ پر احسان ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا؟ فرمایا: آدمؑ کے بیٹے میرے دشمن ہیں اور بددعا دی تھی کہ بکھر جاؤ' اب میں آپ سے چاہتا ہوں کہ آپ مجھے نصیحت کریں۔ نصیحت یہ ہے کہ کبھی تکبر نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے تکبر کیا تو جیسے میری زمین میں شیطان بنا بیٹھا ہے تو بھی وہی بنے گا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حسد بھی مت کرنا جو حسد کیا تو قابیل کی طرح ہو جاؤ گے۔ جیسے قابیل نے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ وہ کیا تھا؟ حسد کا ہی تو جذبہ تھا۔ پہلے آدمؑ کے بیٹے مسلط ہو گئے مگر جب مقابلہ ہوا تو اور لوگ ان پر مسلط ہو گئے۔

جس چیز کی پرہیزگار امید رکھتے ہیں انہیں جس سے زیادہ کسی چیز کی امید نہیں وہ اللہ کی خوشنودی ہے۔ جس خوف والی چیز سے وہ ڈرتے ہیں اور ان کے نزدیک جس سے زیادہ خوفناک کوئی چیز نہیں۔ وہ کیا ہے؟ اللہ کا غضب'

وہ اللہ کے غضب سے ڈرتے ہیں۔

یہ ہیں نا ولی اللہ۔ ولی اللہ اس بات کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اگر اس پر عمل نہ کریں تو پھر کہاں کے ولی اللہ اور کیسے ولی اللہ؟

ولی اللہ کا معیار تو علیؑ پر ختم ہے۔ اگر باقی ولی ان جیسے اعمال کرتے ہیں پھر تو ولی اللہ ہیں۔ اگر ان کے خلاف کرتے ہیں تو پھر عدو اللہ---کل میں نے کہا تھا نا کہ جب موازنہ کیا گیا کہ کیا علیؑ اور شیخین کی شان برابر ہے تو جواب دیا گیا یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر علیؑ کی شان ان ہستیوں کے برابر ہوتی تو وہ بھی رسولؐ کی قبر کے ساتھ دفن کیے جاتے۔ شاید یہ لوگ پاگل ہیں جب تک رسولؐ خدا کی اجازت نہ ہو قبر کے ساتھ قبر بنانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ تو رسولؐ کی جگہ پر غاصبانہ قبضے والی بات ہے۔ مصائب بھی پڑھوں گا مگر ایک آخری بات ولوں کی صفائی کے لیے اگر حکم ہو تو عرض کروں! مگر توجہ شرط ہے۔

معصومؑ کا فرمان ہے:

من اکمل وضوءہ من اسبغ وضوئہ

جو اپنے وضو کو مکمل کر کے نماز پڑھے یعنی تعلیم امام سے وضو کرے۔

واحسن من صلوتہ

نماز کو اطمینان سے پڑھے' جلدی جلدی اور تیزی سے نہ پڑھے۔

مالک کونین ہیں جو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ ہیں

خوبصورت فقرہ فرمایا کہ تمہاری اولاد اللہ کی دوست ہے یا دشمن۔ اگر اللہ کے دوست ہیں تو اللہ ان کو پسند کرے گا۔ اگر اللہ کے دشمن ہیں تو اللہ اپنے دشمنوں ہی میں ان کے مکان بنائے گا--- کچھ لوگ بڑے بڑے مکان بنا لیتے ہیں' کوٹھیاں خریدتے ہیں' نہ خمس نکالتے ہیں نہ زکوۃ دیتے ہیں اور جب موت آتی ہے تو لوگ کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون!

امیر المومنین علیہ السلام جب بستر رسولؐ پر سوئے تو رسول مقبول محمد مصطفیٰؐ نظر بھر کر' دل بھر کر' رات بھر اپنے بھائی کو دیکھتے رہے۔ پورے تریسٹھ برس میں پہلی بار اتنی طویل زیارت کی۔ میں رات کو جاؤں گا......!

☆ پہلی بات تھی......من اکمل وضوءہ من اسبغ وضوئہ

☆ احسن صلوتہ خوبصورتی سے نماز پڑھے۔

☆ واد زکوۃ مالہ اپنے مال کی زکوۃ دے۔

☆ کف غضبہ 'اپنے غصہ پر قابو پائے۔

☆ وسجن لسانہ 'اپنی زبان کو روک لے' قیدی بنائے۔

☆ بزل معروفہ اپنا اچھا مال خدا کی راہ میں خرچ کرے۔

☆ واستغفر لذنبہ اپنے گناہ کی بخشش کے لیے توبہ کرے۔

☆ واد النصیحۃ لاھل بیتی میرے اہل بیتؑ کا خیر خواہ ہو۔

☆ **فقد استکمل حقائق الایمان و ابواب الجنة مفتحة لهٗ یدخل فیها حیث یشاء** ۔ پھر ایمان کی حقیقت مکمل ہو جائے گی اور جنت کے سب دروازے کھل جائیں گے۔ جس دروازے سے دل چاہے جنت میں چلے آنا۔

ہائے ہائے!! کس کس قسم کے مصائب سے مخدومینؑ و معصومینؑ کو نمٹنا پڑا۔ قیدیوں پر جو پتھروں کی ژالہ باری ہوئی ہے نا' کوفے کے بدمعاشوں نے دھکے دے دے کر سیدوں کو مارا۔ اے بغداد! خدا کرے تو غرق ہو جائے۔ تمہارا کیا بگاڑا تھا سیدوں نے۔ اہل بیتؑ کی قبریں بغداد کی دیواروں میں ہیں۔

فخر امام! بغداد میں مدت سے امام موسیٰ کاظمؑ رہتے تھے۔ میں قربان ہو جاؤں اس قیدی پر جس کی لاش بغداد سے باہر آ رہی تھی۔ ہائے کربلا کاش تو نہ ہوتی' سیدوں کے گھر نہ اُجڑتے۔ آپؑ مرج البحرین کے گوہر آبدار تھے اور زینت کے پیکر تھے۔ آپ کے جد امجد رسولؐ پاک ہیں اور بانو جیسی ماں۔ آپؑ کا بستر ہیں جبرئیلؑ کے پَر۔ وقت خدا کا آج وطن کہاں اور امن کہاں؟!

جب میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت پڑھتا ہوں تو مجھے ہر چیز بھول جاتی ہے۔ علیؑ اکبر بھی بھول جاتے ہیں' ہر چیز بھول جاتا ہوں۔ جب میں امام حسینؑ کی شہادت کو ذہن میں لاتا ہوں۔ پتا ہے حسینؑ کی کیا شان تھی۔ نانا نماز پڑھتے اور حسینؑ ختمی مرتبت رسولؐ کی پشت پر سوار ہو جاتے۔

لیکن رسولؐ سجدہ سے سر نہ اُٹھاتے جب تک یہ شاہزادہ خود نہ اُتر آتا۔ دل بھر کر روؤ! توجہ کرو!!

ایک بار رسولؐ خدا دُعا مانگ رہے تھے کہ امام حسینؑ تشریف لائے۔ آپؐ نے ان کے سر پر بوسہ دیا۔ دہن مبارک کھول کر ہونٹوں پر بوسہ دیا۔ قمیص اُٹھا کر دونوں پہلوؤں پر بوسہ دیا' شانوں کو چوما۔ امام حسینؑ نے فرمایا! نانا لوگ تو بچوں کے رخساروں پر بوسے دیتے ہیں۔ آپ ایسے کیوں چومتے رہیں؟

فرمایا: میرے بیٹے' میری اُمت تیری ہڈیوں کو توڑ ڈالے گی لہٰذا میں ان جگہوں پر پیار کرتا ہوں۔

۲۸ رجب کو سید چلے' تین شعبان کو مکّے میں آئے۔ چار ماہ وہاں رہے۔ ۸ ذی الحج کو روانہ ہوئے اور محرم کی دو تاریخ کو کربلا پہنچے۔ راستے میں واقعات بھی ہوئے' سانحات بھی ہوئے۔ حُر بھی لشکر لے کر آیا۔ ابن زیاد نے حُر کو بھیجا کہ حسینؑ کا لشکر کوفے نہ پہنچے' اسے روکو۔

ذرا توجہ فرمائیے گا! حُر کا لشکر کو روکنا اور پردہ دار بیبیوں کا کجاووں میں فریاد بلند کرنا' جنہوں نے کبھی مدینہ شہر نہ دیکھا ہو' اب جنگل بیابان میں پریشان کھڑی ہیں۔ اللہ اکبر! کتنا بے بسی کا وقت ہے۔ حُر نے بتایا: ''یا حضرت! چار ہزار سوار ابن زیاد نے آپ کے مقابلے کے لیے تیار کیے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ کوفے نہ جائیں' واپس لوٹ جائیں یا ایسا راستہ اختیار کریں جو کسی اور

طرف نکلتا ہو۔

عزادارو! جنگل بیابان اور زہرا کی بیٹیاں بہوئیں' پریشان۔ تھوڑا سا فاصلہ چلنے کے بعد گھوڑا رک گیا۔ دوسرے گھوڑے پیچھے تھے۔ وہ بھی رک گئے۔

آپ نے پوچھا: اس زمین کا نام کیا ہے؟

جواب ملا: نینوا۔

پوچھا: کوئی دوسرا نام بھی ہے؟

پتا چلا کرب و بلا۔

فرماتے ہیں بس کربلا ہی میں تو مجھے دفن ہونا ہے۔ آنے سے پہلے اٹھارہ ہزار یا پچیس ہزار خط بے دین کوفیوں کے آئے تھے جن میں سے چند ایک مخلص تھے۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: ''مسلمؑ جا کر دیکھو کہ مخلص کتنے ہیں''۔ مسلمؑ بہت مشکل سے پہنچے مختار کے گھر۔ یزید کو پتا چلا اس نے فوراً ابن زیاد کو حکم دیا: ''جاؤ اور حضرت مسلمؑ کو قتل کردو یا قید کر کے کوفہ لے آؤ''۔ آیا ملعون سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تا کہ لوگوں کو دھوکا ہو کہ میں حسینؑ کا ساتھی ہوں اور اندر کا آدمی ہوں۔ مرحبا یا نبی رسولی--- جو جو سواری پر اس کے قریب آئے' اُن سے کہا گیا: ''پیچھے ہٹ جاؤ''۔ یہ ابن زیاد ہے' امام نہیں ہیں۔ صبح آدمیوں کو مقرر کیا۔ مختار کے گھر کو گھیرے میں لیا۔ بے کس وکیل حسینؑ کا ہانی کے گھر

آیا۔ ہانی نے جگہ دی۔ ہانی گرفتار ہو گیا کہ اس نے مسلمؑ کو کیوں بٹھایا۔ ہانی نے کہا: میں عرب ہوں' عرب مہمان نواز ہوتے ہیں اور یہ میرے خلاف مزاج ہے کہ میں مہمان کو نہ بٹھاؤں۔ اب مجھے چھوڑ دو۔ پھر اگر میں دوبارہ غلطی کروں تو جو چاہے سلوک کرنا۔

ظالم ملعون انہیں پکڑ کر اپنے ساتھ لے آیا اور ان کے منہ پر ایسی چابک ماری کہ منہ زخمی ہو گیا۔ جناب مسلمؑ کو پتا چلا تو وہاں سے چل دیئے۔ جناب مسلمؑ کو "طوعہ" نامی ایک عورت کھڑی دیکھ رہی تھی۔ اس عورت سے فرمایا: "اے عورت میں یہاں مسافر ہوں مجھے بہت پیاس لگ رہی ہے یہاں مجھے کوئی جانتا نہیں۔ ایک گلاس پانی پلا دو"۔ وہ عورت جلدی سے آپ کے لیے پانی لائی۔ آپ نے پانی پیا اور وہیں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ عورت کہتی ہے: "اپنے گھر جاؤ"۔ آپ نے کہا: "میں مسافر ہوں میرا کوئی گھر نہیں ہے"۔ دوسری بار کہتی ہے: "میں خوش نہیں ہوں کہ تم میرے دروازے پر بیٹھو"۔

فرماتے ہیں: "تجھے نہیں پتا میں حسینؑ کا ساتھی ہوں' میرا کوئی گھر نہیں ہے"۔

اس کے دل میں رحم پیدا ہوا' کہنے لگی: "آؤ میرے گھر آؤ"۔ بٹھایا اور عزت دی۔ اس خاتون جلیلہ کا بیٹا دشمن اہل بیتؑ تھا۔ اسے جب آپ کی آمد کا پتا چلا اس نے ابن زیاد کو اطلاع دے دی۔ مسلمؑ ہمارے گھر میں ہیں۔ فوج کا آنا تھا' ہزاروں افراد لشکر میں شامل تھے۔ مسلمؑ نے تلوار سے حملہ کیا اور کئی

افراد کو فی النار والسقر کیا۔ ہزاروں حملے آپ پر ہوئے۔ کسی نے تیر مارے کسی نے تلوار ماری' کسی نے پتھر مارے بے شمار زخم جسم پر لگے--- ادھر اس ملعون نے یہ کیا کہ جہاں سے حضرت مسلمؑ کو گزرنا تھا وہاں گہرے کھڈ بنوا دیئے اور انہیں اس طرح چھپایا کہ حضرت مسلمؑ کو پتا نہ چلے' آپ تشریف لائے اور اچانک کھڈ میں جا گرے۔ ملعون فوراً پہنچے اور آپ کو گرفتار کر لیا۔ بے دین ابن زیاد آپ کو یزید کے پاس لے گیا' جا کر کہتا ہے: ''میرے آقا کو سلام کرو''۔ مسلم نے جواب دیا: ''میرے آقا صرف حسینؑ ہیں دوسرا کوئی نہیں''۔ جو کچھ منہ میں آیا وہ بکتا رہا۔ اور حضرت مسلمؑ حمد و تقدیس کرتے رہے۔ حاکم ملعون نے کہا: اسے (دارالامارہ) لے جاؤ چھت کے اوپر سے اسے نیچے پھینکو تاکہ اس کی ہڈی ہڈی ٹوٹ جائے۔ جناب مسلمؑ زخمی تو پہلے ہی بہت تھے کیونکہ پہلے بھی تلواروں' نیزوں اور تیروں سے حملے ہوئے تھے' سارے زخم تازہ تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ جب جناب مسلمؑ کو چھت سے نیچے پھینکا گیا تو آپ کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئیں' ذرا سا سانس باقی تھا کہ اس ملعون نے آکر آپ کی گردن کاٹ دی' سر قلم کر دیا...... اللہ اکبر!

بے کس مسافر مر گیا۔ ھانی کو ساتھ مسلمؑ کے سر کو رسی سے باندھ کر بازاروں میں پھرایا گیا۔ کبھی ایک بازار سے دوسرے بازار' دوسرے بازار سے تیسرے بازار۔ حسینؑ ابھی کوفے کے راستے میں تھے کہ اطلاع ملی کہ مسلمؑ مارا گیا۔ آپ نے حضرت مسلمؑ کی چھوٹی شاہزادی کے سر پر دست شفقت رکھا۔

فرماتے ہیں: ''بنی! انا ابو کِ میں تمہارا باپ ہوں''۔

وہ کھڑی ہو گئی۔ رونے لگی' کہتی ہے: ''ہائے ہائے میرا بابا مارا گیا یا مسلم' اے مسلم۔ زہیر بن قین حج کے لیے آ رہے تھے۔ حسینؑ بھی حج کے لیے ہی جا رہے تھے نا! زہیر حسینؑ کے خیمے سے دور چلے گئے۔ ایک ایسے مکان میں آئے جو بڑی قسمت والی عمارت تھی۔ حضرت نے قاصد کو بھیجا' زہیر سے کہو تمہیں پسر رسولؐ نے بلا بھیجا ہے۔ قاصد نے جا کر پیغام دیا۔ اُس کے ہاتھ میں نوالہ تھا' چپ کر کے بیٹھا رہا۔ اس کی زوجہ کہتی ہے زہیر تمہیں شرم نہیں آ رہی کون بلا رہا ہے تمہیں؟ وہ اگر مجھے بلاتے تو میں جاتی۔ تمہیں شرم نہیں آ رہی' چوڑیاں پہن لو۔ جاؤ جا کر پتا کرو کہ تمہیں کیا کہتے ہیں۔ زہیر کی قسمت جاگ گئی' آیا' آ کر سلام کیا۔ احوال پرسی کی۔ آپ نے فرمایا: زہیر میں چاہتا ہوں تم جنت میں جاؤ اگر میری سنت اختیار کرو گے تو میں جنت کا ضامن ہوں۔

اسے خدا سے اور کیا چاہیے تھا۔ خوشی سے مسکرانے لگا۔ کہتا ہے: ''میں خدا سے اور کچھ نہیں چاہتا میں اپنے رشتہ داروں کو بھی مرضی خدا کے لیے چھوڑ دیتا ہوں۔ اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہوں' میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤں گا۔ جلدی سے گھر گیا اور بیوی سے کہنے لگا: میں تمہیں آزاد کرتا ہوں کیونکہ میں نواسۂ رسولؐ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ زوجہ رو پڑی کہتی ہے: ''زہیر تم خدمت فرزند پیغمبر کرو اور میں آلِ رسولؐ کی خدمت نہ کروں۔ میں پردہ داروں کی خدمت کروں گی۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ تم مجھے اختیار دو کہ میں

سیدانیوں کی خدمت پر مامور رہوں۔

وہ ساتھ گئی ہے۔ بس ۱۱ تاریخ کو سیدوں پر (پتھروں کی) ژالہ باری کی مصیبت نازل ہوئی اس نے بیبیوں کے ہاتھ سر کے پیچھے باندھے' چھوٹی بیبیوں کے ایک کے ہاتھ دوسری کے ہاتھ سے باندھے اور ایسے چلایا جیسے کافروں کی عورتوں کو چلا رہے ہوں۔ انہیں اُونٹوں پر سوار کرایا' بغیر پلانوں کے اُونٹ تھے۔ ایک ایک بی بی کو جناب زینبؑ نے اُونٹوں پر سوار کروایا۔ جب اپنی باری آئی تو کبھی دائیں دیکھا کبھی بائیں دیکھا' نہ علی اکبرؑ ہے نہ عباسؑ ہے۔ ٹھنڈی آہ بھری۔ عباسؑ کی دایا نے کہا ابن زیاد کے ذوالجناح کے ساتھ میرا بھانجا ہے' حسینؑ کا نام لیوا ہے۔ میں نے نہیں دیکھا ذرا اس کو بتا دے دو۔ شمر بھی ام البنین کا رشتہ دار تھا۔ اس نے کہا:

این ابناء اختنا ''ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں''۔ حضرتؑ نے فرمایا: عباسؑ تو ساتھ ہیں لیکن ذرا مصروف ہیں۔ حسینؑ نے عباسؑ کو بھیج دیا کہ جاؤ۔ شمر نے حضرت عباسؑ سے کہا: ''میرے ساتھ چلو' تمہیں کوئی کچھ نہ کہے گا' تمہارے لیے امان لے آیا ہوں''۔ خدا لعنت کرے تیری امان پر۔ میرے لئے امان ہے' رسولؐ کے بیٹے کے لیے نہیں''۔

قبلہ! زینبؑ نے سنا کہ عباسؑ کے لیے امان ہے۔ پھر حسینؑ نے سنا تو عباسؑ تمہارے لئے امان آئی ہے تم ہو گے تو تمہاری بہنوں کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ بھتیجیوں کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ پردے داروں پر کوئی ظلم نہیں کرے گا۔

مان لو۔ میں راضی ہوں تم اس امان کے بدلے چلے جاؤ۔ حضرت عباسؑ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ زمین پر پاؤں مارا' فرمایا: آقا! آپؑ بابا کی وصیت کو بھول گئے ہیں' میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا تھا اور کہا تھا کہ حسینؑ کو کبھی نہ چھوڑنا۔ اس کے غلام کی طرح رہنا۔ وہ دن کبھی نہ آئے گا کہ میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔ وہ آنکھ نہ رہے جو آپ کے علاوہ کسی چہرے کو دیکھے۔ جناب زینبؑ کو جب (لب لباب) پتا چلا عباسؑ میں نے سنا ہے تیرے لئے امان ہے' تم ہمیں دشمنوں کے حوالے کر کے چلے جاؤ' بہن کے ساتھ بے وفائی' چہرہ زرد ہو گیا' عباسؑ کا۔ میں آپ کی قدر و منزلت سے واقف نہیں۔ میں ایسی امان پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں ناچیز علیؑ کے گھرانے پر قربان ہو جاؤں گا۔

OOO

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرحیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمة المعبود بقدرته المطاع فی سلطانه المرغوب الیه فیما عنده والمرهوب من عذابه النافذ امره فی سمائه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته فمیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیه وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرحیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

''بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے''۔

مجلسِ سوم

عظیم المرتبت علی ابن ابی طالبؑ کی رعیت! پوچھو تو سہی اپنے سردار کے متعلق کہ قرآن سے انہیں کیا اُنس تھا۔ خدا کا واسطہ ہے عقل کرو۔ موت کا کچھ پتا نہیں۔ پوچھو تو سہی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کا وارث ہے علیؑ۔ تمہیں اندازہ ہے علیؑ کی شان کا--- میں کسی صحابی کو کچھ نہیں کہتا مگر اتنا ضرور کہتا ہوں کہ جس صحابی سے بھی پوچھیں گے اس کا یہی جواب ہوگا' سب کہیں گے کہ علیؑ کے برابر کوئی نہیں۔

داڑھی والا رسولؐ خدا کی قبر پر آیا' علیؑ بھی ساتھ تھے۔ علیؑ متواضع تھے' متکبر نہ تھے۔

سیدو! تکبر چھوڑ دو اور دیکھو کہ تمہاری اصل کیا ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا: اس سے پوچھو۔ سفید داڑھی والے نے جواب دیا: میں آگے بڑھوں؟ میں بتاؤں؟ جس کے سر کے بال بھی آپ کی برکت سے اُگے ہیں۔ اب آپ کو سمجھ آئی--- یہ بیوقوف تھے بھلا! جب کوئی سوال پوچھنا ہوتا تو بزرگ علیؑ کے گھر چلے جاتے' آج تک کسی نبی نے بھی نہیں کہا:

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی

پوچھو پوچھو مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو۔ قبل اس سے کہ مجھے نہ پاؤ۔

اب سمجھ آ گئی ہے۔ یہ جملہ آج تک کسی نبی نے بھی نہیں کہا۔ ان کے برابر کوئی ہوسکتا ہے۔ یہ قرآن کے عاشق تھے تم اس سے اندازہ لگاؤ کہ جن کی باندی ۲۰ سال تک قرآن بولے اس کے مالک کتنے اعلیٰ مقام پر ہوں گے۔ قرآن پر توجہ رکھو۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ مجلس کا کیا مقام ہے؟ معصومینؑ ہی نے مجلس پڑھنا شروع کی ہے یا نہیں---! یہ کس کی شروع کی ہوئی روایت ہے' علمی مجلس ہے۔ کسی نے پوچھا: کیا ماتم جائز ہے؟ بتایا گیا کہ علیؑ کی بیٹی ہے اور عالمہ بی بی ہے' اس نے منہ پر ماتم کیا۔ اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔ اپنوں کو نہ پیٹو' اپنوں کو رو سکتے ہو۔ یہ سنت ہے زہراؑ کی بیٹیوں کی کہ منہ کو پیٹتی ہوئی آئی ہیں لاشِ حسینؑ پر۔

اے شیعو! شہید زندہ ہے۔ بات نہیں سمجھے۔ کون سا ثبوت ہے حسینؑ جیسا؟ سر نیزے پر تھا اور آیات تلاوت فرما رہے تھے' اس آیت کا ثبوت صرف حسینؑ نے دیا' کہیں اور نہیں ملتا۔

دین اللہ کے نزدیک فقط اسلام ہے۔ اسلام کے بنانے والا اللہ (اللہ مقنن دین)' پہنچانے والا رسولؐ اللہ (حامی دین)' بچانے والا اسد اللہ (محافظ دین)' قیامت تک حفاظت کرنے والے اس کے گیارہ بیٹے حجج اللہ اور

اس دین کا نام اسلام ہے۔

آپ نے جتنے علماء کی تقاریر سنی ہیں ان میں سے کس نے کہا کہ میں قدر نہیں کرتا۔ میں محمدؐ کے بعد علیؑ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔ نیک ہوں گے لیکن سب علیؑ سے کم درجے پر ہوں گے۔ ایک اور صحابی جن کا نام عثمان (بن مظعون) ہے وہ مظلوم تھا۔ رسولؐ خدا نے ان کی لاش کے ماتھے پر بوسہ دیا' یہاں تک تو سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ صاحب کمال' تو کمالات کا مالک محمدؐ کے بعد فقط علیؑ ہے' دوسرا کوئی نہیں۔

اچھا تھوڑی سی تعریف اللہ کی' کوئی ناراض تو نہیں ہوگا آپ میں سے' اللہ کی تعریف پر۔ اس کی یہ تھوڑی مہربانی ہے کہ اس نے قرآن اُتارا۔ پھر یہ اس کی تھوڑی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں علیؑ و رسولؐ کا پیروکار بننے کی توفیق دی۔ اگر وہ توفیق نہ دیتا تو شاید ہم بھی جہنمیوں ہی کے پیچھے لگے رہتے۔ کون اللہ؟ اپنی تعریف اللہ خود کرے تو شاید حق ادا ہو جائے گا۔ زمین کے پنگھوڑے پر ہمیں کس نے بٹھایا؟ اللہ نے پہاڑ کی میخیں زمین میں ٹھونک کر دولت کو کس نے محفوظ کیا؟ اللہ نے' اُسی نے تمہیں جوڑے بنایا تاکہ تمہاری عورتیں باپردہ گھروں میں رہیں اور حلال کی اولاد کو جنم دیں' تم باہر جاؤ' کماؤ' رزق حلال لاؤ' تمہارے بچوں کو خوراک بھی حلال کی ملے۔ وہ جب بڑے ہوں گے تو داڑھی سلامت رہے گی لیکن اگر حرام زادے ہوئے تو داڑھی اکھاڑیں گے' گستاخ ہوں گے تو بھی داڑھی اکھاڑیں گے۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ غریب نواز'

سات آسمان کس نے بنائے؟ جس نے بنائے ہیں اسے اللہ کہتے ہیں' سورج کا چراغ کس نے روشن کیا؟ اللہ نے۔ اگر ہم لوگوں کو سورج کی روشنی کا بل دینا پڑے تو ہم دیوالیہ ہی ہو جائیں۔ بادل کے مشکیزے بھر کر ہمارے اُوپر کس نے برسائے؟ اللہ نے۔ مٹھی بھر مٹی لے کر اس میں جان اور ایمان ڈال کر کس نے بنایا؟ اللہ نے۔

یہاں تک تو سمجھ گئے نا۔

یونس کی قوم کو کوڑھ کے عذاب سے کس نے نجات دلائی؟ اللہ نے۔ ابراہیم کو جلتی آگ میں سے کس نے بچایا؟ اللہ نے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ خود دیکھیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں جنہوں نے کبھی ظلم نہیں کیا' کبھی جھوٹ نہیں بولا' کبھی گناہ نہیں کیا۔ سب کی ایک آواز آتی ہے: لا الٰہ الا اللہ

(سبحان اللہ)

آپ کی خدمت میں ایک حدیث پیش کر رہا ہوں' توجہ فرمایئے۔ کچھ ایسے کام ہیں جو سب کو پسند آتے ہیں۔ پیغمبرؐ سے پوچھتے ہیں یا رسولؐ اللہ! کوئی ایسا عمل بتایئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پسند کرے--- اگر میں آپ کو کچھ بتاؤں تو آپ اس پر عمل کر لو گے۔ پہلے تہیہ کر لو کہ ضرور کرو گے۔

حاضرین! عزادارانِ حسینؑ! کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہو۔ (جی ہاں) شاباش۔

تم یہ بھی چاہتے ہو کہ لوگ تم سے محبت کریں۔ تمہاری عمر طویل ہو۔ اب

خدا جانے وہ کتنی طویل ہو۔ چوتھے تمہارے جسم میں صحت ہو' پانچویں تمہارے رزق میں برکت ہو' چھٹے قیامت کے روز آپؐ کے گروپ میں شامل ہوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی نافرمانی چھوڑ دو اور اس کا خوف دل میں رکھو' خدا تمہارا دوست بن جائے گا۔ آپ نے کچھ غور فرمایا:

ان اللہ یحب المؤمنین

اللہ تعالیٰ مومنوں کو پسند کرتا ہے۔

دوسری بات کہ لوگ تمہیں پسند کریں اور محبت کریں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ تم لالچ نہ رکھو' کسی سے امید مت رکھو (امید پوری کرنے والی تو خدا کی ذات ہے نا) کیونکہ ایک روز کوئی مروت میں تمہیں کچھ دے دے گا' دوسری بار تھوڑی خفگی دل میں محسوس کرے گا اور تیسری بار آپ سے معذرت کر لے گا اور اس طرح آپ کے دل میں کدورت پیدا ہوگی یعنی خواہش (محبت ملے) کے برعکس ہو جائے گا۔

تیسری بات کہ عمر دراز ہو تو اس کے لیے صلۂ رحمی کرو' رشتہ داروں سے پیار کرو۔ میں تو کہتا ہوں ماں باپ کی خدمت کرو گے تو تمہاری زندگی دراز ہو جائے گی۔

چوتھی بات بدن میں صحت ہو۔

فرمایا: روزے رکھا کرو۔

پانچویں بات رزق میں برکت ہو۔

فرمایا: صدقہ دیا کرو۔

چھٹی بات قربِ مصطفیٰؐ حاصل ہو۔

میری قوم کے لوگ وہ ہیں جو صدق دل رکھیں۔ اگر ہمارا اور خدا کا قرب چاہتے ہو تو صدق دل رکھو۔ کون اللہ جس سے مانگو تو خوش ہوتا ہے نہ مانگو تو ناراض ہوتا ہے۔ پیغمبر ناراض نہیں ہوتا!

خداوند عالم کی وہ ذات ہے کہ محمدؐ و علیؑ اس کے محتاج ہیں تو کیونکر محتاج نہیں ہے۔ تیری بساط ہی کیا ہے۔ تو کتنا معتبر ہے؟ کس قدر محتاج ہے کہ دن میں پانچ بار اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے یعنی رکوع و سجود میں تو یہ محتاجی کی علامت نہیں تو کس کی علامت ہیں--- جو علیؑ کو خدا سمجھتا ہے وہ احمق کا بچہ ہے۔ اس کا تو دین ہی نہیں وہ تو مسلمان ہی نہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ خدا کا نہ باپ ہے اور نہ کوئی بیٹا' نہ ہی وہ کسی کا محتاج ہے۔ اگر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو جان جائیں گے کہ جتنی آسمانی کتابیں ہیں سب کا نچوڑ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں (سبحان اللہ)۔

توریت' زبور' انجیل' صحیفے' قرآن مجید عقل کی منزل ہے۔ توجہ فرمائیے گا: امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک شاگرد ہے۔ (اللھم صل علی محمد و آل محمد)۔

حضورؐ نے پوچھا کہ میں نے کیا پڑھایا؟ کہتا ہے جناب میں نے تو آٹھ مسئلے پڑھے ہیں۔ فرماتے ہیں اچھا وہی سناؤ تم نے صحیح پڑھے یا غلط پڑھے؟

آپ ذرا توجہ فرمایئے گا۔ سادات والا درجہ ہے' خدا کے لیے توجہ فرمایئے گا۔

سیدو! خون کے آنسو رو و کہ دین کا کچھ باقی نہیں رہا۔ دین کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ دین میں برکت نہیں رہ گئی۔ اتنا تو سوچئے کہ دین کو بچانے کے لیے زینب ننگے سر بازاروں میں نکل آئی تھیں۔ اتنی مصیبت میں بھی علیؑ کی بیٹی کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ مولا آپ کو تندرست رکھے' خوش رکھے۔

دین کا کچھ نہیں بچا۔ حسینؑ نے کیا کیا تھا؟ اپنا کچھ باقی نہ رکھا تھا مگر دین کا کچھ جانے نہ دیا تھا۔ دین کو نقصان پہنچنے نہیں دیا تھا اور اب دین کا کچھ نہیں بچا۔ نشہ بھی کرتے ہیں' تقویٰ ختم ہو گیا ہے۔ ڈھٹائی سے گناہ بھی کرتے ہیں۔ کیا ہو گیا ہے؟ دھیان کرو' کچھ غور و فکر کرو۔ توجہ فرماؤ غریب نواز......

پہلا مسئلہ:

مرنے کے وقت جو چیزیں مجھے چھوڑ دیں گی میں بھی انہیں چھوڑ دوں گا۔ ایک چیز ہے جو مجھ سے علیحدہ نہ ہو گی۔

من یعمل خیرًا یرہٗ

جو اچھے کام کرے گا تجھے اس کی جزا ملے گی۔

بس اچھے کام کرنے شروع کر دو۔ امام نے اسے داد (شاباش) دی۔

اَحْسَنْتَ وَاللّٰهِ - خدا کی قسم اچھا ہے۔

دوسرا مسئلہ:

لوگوں کی عزت ہوتی ہے مال میں جائیداد میں، رشتہ داروں میں۔

قرآن سے پوچھئے عزت کہاں سے ملتی ہے۔

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم

اللہ کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ

متقی و پرہیزگار ہے۔

امام رضا علیہ السلام خوش ہوئے اسے شاباش دی۔ فرماتے ہیں:

اَحْسَنْتَ وَاللّٰهِ - خدا کی قسم بہت خوب صورت بات ہے۔

مجلس پڑھنے والا شاگرد، سننے والا امامؑ، اور امامؑ ظاہر ہے داد بھی دے رہے ہیں سامعین کی حیثیت سے یہ بات نہیں سمجھ رہے۔ آپ لوگ سمجھ جاؤ۔

تیسرا مسئلہ:

میں نے وگوں کو دیکھا کیا کر رہے تھے۔ آپس میں ایک شخص کے متعلق بات کر رہے تھے کہ ایک بڑا افسر ہے (قحبہ خانے) میں اور رات کو یہ اُٹھ کر دوسروں کے برتنوں میں پیشاب کرتا ہے۔

میں کیا سمجھوں؟ میں نے قرآن سے پوچھا کہ وہ کیا کہتا ہے:

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يُرٰى

دوزخ ان لوگوں کے لیے ظاہر کی جائے گی۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى

جو سرکش بنا

وآثر الحیوۃ الدنیا

اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی

فَانَّ الجحیم ھی الماوٰی

جہنم اس کا ماوئی اور ٹھکانہ ہے۔

امّا من خاف مقام رَبّہٖ

اور اپنے رب کے سامنے جواب دہی سے ڈرا

ونھی النفس عن الھوٰی

اور خواہش نفسانی سے خود کو روکا

فان الجنۃ ھی الماوٰی

بے شک جنت ان کا مقام۔

قبلہ! جس نے خواہشات نفسانی کو کنٹرول کیا اس کا مقام جنت الفردوس ہے۔

اَحْسَنْتَ وَاللہِ

چوتھا مسئلہ:

جو سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے اسے محفوظ مقام پر چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ ایسے ہی ہے نا! کہ ہر قیمتی چیز کو چھپا کر حفاظت سے رکھا جاتا ہے تاکہ نظر بد نہ

لگے۔ یہ ضائع نہ ہو' اس کی ظاہری حالت خراب نہ ہو' غرض یہ کہ اس سلسلے میں مختلف کام کرتے ہیں۔

میں نے قرآن کریم سے پوچھا کہ میں کیا کروں؟

قرآن نے جواب دیا:

من ذا الذی یقرض اللّٰہ قرضًا حسنًا فیضا عفہ لہ ولہ اجر کریم

کون ہے جو مجھ سے بہتر قرضہ دے

(مولا تمہیں سلامت رکھے' عمر دراز عطا فرمائے) بات کو سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔ میں اس کی جزا اتنی زیادہ دوں گا کہ ستر گنا سے بھی بڑھ جائے گی۔ مجھے جو کچھ دیا گیا ہے وہ میں اللہ کے حوالے کرتا جاتا ہوں۔ اللہ کی راہ میں دے دیتا ہوں کیونکہ جب میں مر جاؤں گا تو وہ میرے رشتہ دار کھا جائیں گے لیکن اللہ کو تو موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ وہ چیز محفوظ رکھے گا وہ قیامت کے روز مجھے اس کا اجر عطا فرمائے گا۔

توجہ فرمائی آپ لوگوں نے! اس بات پر میں نے محسوس کیا کہ لوگ شیاطین کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ شیاطین اسے کیا کہتے ہیں' تم فلاں شخص کے دشمن بن جاؤ' فلاں سے لڑائی کرلو' فلاں فساد میں شامل ہو جاؤ' شر پر آمادہ کرتے ہیں۔ میں نے قرآن سے پوچھا میں کس کو دشمن بناؤں؟ کس سے دشمنی کروں؟

ان الشیطن لکم عدو مبین

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

کیا کرنا چاہیے؟

کہا: اس شیطان سے دور ہو جاؤ' پرہیز کرو۔

میں نے شیطان کا رستہ ہی چھوڑ دیا۔ میں تو سمجھ گیا ہوں۔

پانچواں مسئلہ:

میں نے دیکھا روزگار کے پیچھے بھاگ رہے ہیں' دوڑ رہے ہیں۔ کوئی لوہار کا کام کر کے پیسے بنا رہا ہے۔ اے لوگو! تم کیا دین پڑھتے ہو؟ اس میں کیا واضح کیا گیا ہے' تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟

رزق کا ضامن خود خدا ہے' تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ تم کیوں اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہو۔ ایک نوجوان بی اے پاس کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا۔ جاہل تمہیں پیشاب' پاخانہ کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ لگتا ہے تم کچھ پی کر آئے ہو جو کھڑے ہو کر پیشاب کر رہے ہو۔ دینی مسائل آتے نہیں۔ اے بے وقوفو! سنو' سمجھو۔

جب امام زمانہ حجۃ العصرؑ کا ظہور ہوگا تب جو جو دینی مسائل نہ جانتے ہوں گے ان کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ خدا کے واسطے سمجھو۔ اولاد کے دشمن مت بنو۔ سمجھ نہیں آ رہی۔ جو کوئی دین پڑھتا ہے اس سے دنیا والے پوچھتے ہیں'

تمہیں کیا وصول ہوا؟ وہ کہتا ہے' جاہل انسانو! مجھے وہ وصول ہوا جو کسی کو وصول نہیں ہوا۔

کوئی عظیم عالم جب کسی بڑے نواب کے پاس جاتا ہے تو نواب جھک کر سلام کرتا ہے' تسلیمات بجالاتا ہے۔ میں مظفر علی کے گھر گیا۔ کپڑے میرے ایسے معمولی ہی تھے۔ وہاں میرا شاگرد پیش نماز تھا اس نے جماعت کروائی۔ وہ کافی مؤدب شاگرد تھا۔ نواب سمجھا کہ بیوقوف مولوی بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا جناب آپ چائے لیں گے یا بوتل پئیں گے۔ میں نے کہا۔ مجھ پر زکوۃ اور خمس حرام ہے۔ آپ کا بہت شکریہ! میں بوتل پیتا ہوں' نہ چائے پیتا ہوں۔ میں تین کاموں کے لیے آیا ہوں۔

وہ کہتا ہے میں سید الشہداء کے گھوڑے کا سائیس ہوں۔ میں نے کہا: پہلے زیارت کرو بیت اللہ کی کہ واجب ہے اور اگر نہ کی اور مر گئے تو تمہاری لاش یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہو گی۔ میں نے دینی مدرسے کھولے ہیں ان کی تنخواہیں ادا کر دو اور وظائف بڑھا دو۔ بس شکریہ۔ کہنے لگا: (اللہ اسے بہشت میں جگہ دے) میری کار میں چلے جاؤ۔ میں نے کہا: رکشے بھی چل رہے ہیں' ویگنیں بھی چل رہی ہیں۔ میں دو ٹکے کا مولوی ہوں' کار کے بغیر جانا کیا میری توہین ہے؟ ہاتھ جوڑ کر کہتا ہے' مجھے معاف کر دیجئے۔ میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کر دی۔ کچھ مولوی بھی خود کو سنبھال کر رکھتے ہیں۔ دنیادار ایسے مولوی کا احترام نہیں کریں گے مگر علماء کہیں گے اچھا مولوی ہے۔ علیؑ بھوکا رہ

سکتا ہے تو مولوی کیوں نہیں رہ سکتا۔ مولوی کیا چیز ہے؟ علیؑ تو تین دن بھوکے اور پیاسے بھی رہے۔ حسنؑ و حسینؑ طفل صغیر تھے۔ حسنؑ و حسینؑ بھوک سے بے تاب تھے۔ وہ بھوک برداشت کر سکتے ہیں تو تم کون ہو؟

پیغمبر کے دور میں ایک شخص تھا۔ وہ شخص مخلص اور معتقد تھا حضورؐ کی ذات کا۔ اس نے کہا: حضورؐ جو کچھ میرے پاس تھا وہ میں نے ہمسایوں کو دے دیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت کروں۔ حضورؐ نے فرمایا: بہت اچھا کیا۔ وہاں ایک کھجور کے تازہ تازہ پھل آپ کے دستِ مبارک بڑھانے پر آنا شروع ہو گئے۔ آپؐ نے خود بھی کھائے اور اُس صحابی کو بھی کھلائے۔

یہ ہے پیغمبرؐ کی عظمت و جلالت' اس طرح یہ مسئلہ ختم ہوا۔ اب آپ اندازہ لگائیے چھٹے مسئلے کا' کوئی لوہار بنتا ہے کوئی بڑھئی' کوئی ڈاکٹر اور انجینئر بنتا ہے غرضیکہ ہر کوئی پیشہ اپنی مرضی سے متعین کرتا ہے۔

نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحيوة الدنيا ورفعنا بعضهم فوق بعض

میں نے ان کے درمیان گزران (ذریعہ معاش) تقسیم کیا ہے۔

ليتخذ بعضهم بعضا سخريا ورحمة ربك خير مما يجمعون

یہ پیسے بھی کم لے سکتے ہیں۔

میں تو سمجھتا ہوں:

رحمۃ ربک خیر مما یرفعون

سمجھ نہیں آئی نا؟ اچھا رزق کی فکر میں پریشان و سرگرداں رہتے ہیں؟! (اللہ فرماتا ہے: صبر نہیں کر سکتے)۔ پتا نہیں کیا کھاؤں اور کیا بچاؤں۔ اے بیوقوف انسان' آیا کل زندہ رہے گا!

کیا خدا تمہیں بھلا دے گا۔ پہلے یہ تو سوچو اولاد کی فکر میں پریشان ہو' پاگل! تمہاری اولاد یا تو خدا کی دشمن ہے یا خدا کی دوست ہے۔ اگر خدا کے دشمن ہیں تو کیا خدا کے دشمنوں کے لیے جائیداد بنا رہے ہو؟ اور اگر خدا کے دوست ہیں تو خدا ان کو بھلا دے گا اور تمہیں یاد رکھے گا' تم کون ہو؟ سمجھ آ رہی ہے نا؟

ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے رزق کے معاملے میں......

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

میں نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

وما ارید منهم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ هو الرزاق ذوالقوۃ المتین

میں اس وقت تک رزق نہیں بانٹتا' میں ارادہ نہیں کرتا کہ کھانا کھلاؤ۔ بے شک اللہ رزاق اور پوری طاقت کا مالک ہے۔

کہتے ہیں کہ میں فلاں فلاں پر بھروسہ کرتا ہوں۔ میں نے قرآن سے پوچھا: آخری آیت ہے توجہ سے سنئے گا۔

من یتق اللہ جو اللہ کی نافرمانی سے بچے۔ **یجعل لہ مخرجا** مصیبت سے نکلنے کا راستہ وہ خود بنائے۔ میں سمجھتا ہوں **ویرزقہ من حیث لا یحتسب** وہ وہاں سے دے گا جہاں کا وہ تصور بھی نہ کرے گا۔ **ومن یتوکل علی اللہ** جس نے خدا پر بھروسہ کیا۔ **فھو حسبہ** اللہ اس کے لیے کافی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔

قرآن' توریت' انجیل' زبور سب کا خلاصہ یہ آٹھ مسائل ہیں جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔

عزادارو! زہراؑ کا بیٹا چند دنوں کا مہمان ہے۔ پھر تو آپ جانتے ہی ہیں' سمجھتے بھی ہیں کیسے ان پر ظالموں نے ظلم کی ژالہ باری کی ہے' اسی طرح ان کے خاندان پر بھی ژالہ باری کی ہے۔ دو بچے ہیں مسلم کے' ان کو قید کر کے کوفے میں لے گئے ہیں۔ ابن زیاد نے حکم دیا ہے داروغہ کو' مشکور قید خانہ کا داروغہ تھا۔ اس سے کہتا ہے:

بچوں کو روزے رکھوانا شروع کر' جب روزہ کھولنے کا وقت آئے نا! تو گرم پانی دینا۔ پورا ایک سال اسی طرح جیل میں گزرا۔ ایک بھائی دوسرے سے کہتا ہے بھائی! کیا ہم جیل ہی میں مرجائیں گے؟ ایک کی عمر آٹھ سال' دوسرے کی سات سال۔ بڑے کا نام محمدؑ اور چھوٹے کا نام عونؑ۔ انھوں نے

قید خانہ کے داروغہ کو اپنا حسب نسب بتایا' شاید ہم پر رحم کرے۔ وہ آئے۔

کہتے ہیں: اے داروغہ! کیا محمدؐ کو جانتے ہو؟

وہ کہتا ہے: محمدؐ میرا نبی ہے۔

کہتے: ہیں ہم ان کے خاندان سے ہیں۔

کہنے لگا: میں ان کا کلمہ پڑھتا ہوں۔ میں ان کا امتی ہوں۔

کہتے ہیں: علیؑ کو جانتے ہو؟

اس نے کہا: میرے امامؑ ہیں۔ میں انھیں جانتا ہوں۔

کہتے ہیں: ہم اس کے خاندان سے ہیں۔

علیؑ کی گھر والی (زوجہ) کو جانتے ہو؟

کہا: وہ بنتِ رسولؐ ہے۔

کہتے ہیں: ہم اس کے خاندان سے ہیں۔ ایک سال ہو گیا ہم قیدی ہیں۔ نہ ہمیں ڈھنگ کا کھانا ملتا ہے نہ پانی ملتا ہے۔ ہماری صحت خراب ہو گئی ہے۔ مسلم بن عقیل بھتیجا ہے علیؑ کا' ہم اس کے بیٹے ہیں۔

آپ کے لئے جیل کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

ایک شخص تھا اس کا نام ہے قاضی شریح! سب سے پہلے فرزندانِ مُسلم اس کے پاس گئے۔ اُس نے انہیں ۱۵'۱۵ دینار دیئے۔ ایک انگوٹھی دی۔ کہا: یہ سڑک سیدھی جارہی ہے۔ میرے بھائی کا نام حسین ہے۔ بھائی کو انگوٹھی کی نشانی دینا وہ آپ کو مدینہ تک پہنچا دے گا۔ رات کو پھر پھر کر دن کو پریشان

حال تھے۔(شاہزادو! ہم نے تمھیں جانے نہیں دینا۔ اللہ اکبر!)

ایک باغ ہے' باغ میں کھجور کا درخت ہے۔ دونوں بھائی آ کر کھجور کے درخت پر چڑھ کر چھپ کر بیٹھ گئے۔ عصر کے وقت ایک عورت آئی۔ نیک بخت تھی۔ محبِ اہلِ بیتؑ تھی' اس کی ملازمہ پانی بھرنے آئی۔ جب پانی بھرنے لگی تو شاہزادوں کا سایہ پانی پر پڑا۔ پانی میں ان کا سایہ چاند کی مانند چمک رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر پوچھا:

بچو! آپ لوگ کون ہیں؟

فرمایا: ہم مُسلم کے بیٹے ہیں۔

عورت نے کہا: نیچے آ جاؤ۔ میری مالکہ آپ کی معتقد ہیں۔

بچے نیچے اترے اور اس کے ساتھ گھر چلے گئے۔ جب اس کے گھر پہنچے تو مالکہ نے اپنے ہاتھوں سے ان کے کپڑے دھوئے' خاطر تواضع کی' نہلایا' خدمت کی اور اپنے اعتقاد کی ہر ممکن تسکین کی۔ اس کا شوہر حرام زادہ تھا۔ وہ سارا دن حضرت مُسلم کے بیٹوں کی تلاش میں پھرتا رہا تھا کیونکہ ابن زیاد نے عام اعلان کیا تھا کہ جو مُسلم کے دونوں بیٹوں کو لائے گا' اسے انعام دیا جائے گا۔

جو صاحبِ اولاد ہیں وہ ذرا جگر پر ہاتھ رکھ کر سنیں۔ رات بہت بیت گئی۔ ملعون تلاش کر کر کے تھک کر گھر پہنچا۔ دروازے پر دستک دی۔ بیوی نے پوچھا: کون؟

جواب ملا: میں حارث۔

کہاں پھر رہے ہو؟

مسلم کے دونوں بیٹے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ انعام کی خاطر میں انہیں سارا دن تلاش کرتا رہا' مارا مارا پھرتا رہا۔

بیوی کہتی ہے: تمہیں شرم نہیں آتی' حیا نہیں آتی۔ تمہیں خاندانِ نبوت پر رحم نہیں آتا۔

کون سے خاندان پر؟ لگتا ہے تم ان کے متعلق جانتی ہو۔ کچھ خبر رکھتی ہو۔ چلو میں تمہیں ابن زیاد کے پاس لے جاتا ہوں۔

اس نے کہا: میں عورت ذات ہوں۔ میرا ابن زیاد سے کیا مقابلہ ہے۔

دوسری طرف شاہزادوں کا حال سنئے۔ سوئے' اور پھر ایک دم خوف سے بیدار ہو گئے۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کے گلے میں بازو ڈال دیئے تاکہ کم از کم ایک دوسرے کی خوشبو تو سونگھ سکیں اور ایک دوسرے کو محسوس کر سکیں۔

جب حارث ملعون کو سرگوشیوں کی آواز آئی تو اپنی بیوی سے کہتا ہے: کوٹھڑی میں کون ہے؟ اُٹھ کر دیکھو۔ دروازہ کھولو۔

بیوی نظر نہ آنے کا بہانہ بنا کر لیٹی رہتی ہے کہ اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آرہا' کون اُٹھ کر چراغ جلائے اور دیکھے۔ ملعون کچھ مشکوک سا ہو گیا۔ خود جا کر حجرے میں دیکھا کہ دو معصوم چہروں والے بچے موجود ہیں۔ ان سے

پوچھتا ہے:

تم لوگ کون ہو؟

بچے خوف زدہ تھے کچھ یہ خیال بھی ذہن میں موجود تھا کہ اس کی بیوی اتنی مومن و مہربان ہے یہ بھی ویسا ہی ہوگا۔ جواب دیا: ہم مُسلم بن عقیل کے بیٹے ہیں۔

یہ ظالم جیسے کھڑا تھا اسی طرح بڑے بچے محمدؑ کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ رخسار زخمی ہو گئے' دندان مبارک ٹوٹ گئے' منہ سے خون بہنے لگا۔ وہ زمین پر گر گئے۔ پھر دوسرے بچے کے منہ پر بھی تھپڑ لگایا۔ وہ بھی زمین پر گر گئے۔ پھر اس نے کیا کیا؟ پھر اس نے بچوں کے ہاتھ پس گردن باندھ کر انہیں ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا اور پوری رات معصوم بچے پس گردن اسی حالت میں کھڑے رہے۔

صبح ہوئی یہ ملعون آیا' تلوار ہاتھ میں تھی۔ بچے کیا کہتے ہیں۔

بچوں نے اس سے کہا: ہماری رسولؐ سے رشتہ داری ہے' اسی بنا پر کچھ ترس کھاؤ۔

یہ کہتا ہے: تم رسولؐ کے کچھ نہیں لگتے۔

بچے کہتے ہیں: کم سن ہیں ہماری کم سنی پر ہی کچھ رحم کھاؤ۔

ملعون کہتا ہے: تمہارے لئے میرے دل میں کوئی رحم نہیں ہے۔

فرماتے ہیں: اچھا ایسا کرو' ہمیں قتل نہ کرو' ہمارا سر منڈوا دو' غلام بنا کر

بازار میں بیچ دو مگر قتل مت کرو"۔

کہتا ہے: نہیں میں تو تمہارا سر ہی قلم کروں گا۔

کہتے ہیں: اچھا یوں کرو کہ ہمیں زندہ سلامت ابن زیاد کے پاس لے جاؤ۔

ملعون کہتا ہے: نہیں۔ مجھے تو تمہارے سر ہر حال میں قلم ہی کرنے ہیں۔

جب بچے بالکل مایوس ہو گئے تا تو ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر کہا: اچھا تو ہمیں دو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے دو۔

ملعون کہتا ہے: اچھا اگر تمہیں نماز فائدہ دے سکتی ہے تو پڑھ لو۔

بچوں نے نماز پڑھی' دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے' کہتے ہیں: یا احکم احاکمین! اے عظیم سے عظیم ترین حاکم' اس (حارث) اور ہمارے درمیان تو ہی فیصلہ فرما دے۔

حارث نے تلوار اٹھائی بیٹے کو دی اور کہا: ان دونوں کے سر قلم کر کے لے آؤ۔ وہ جب آیا' بچوں نے فرمایا: تمہاری چال علی اکبرؑ جیسی ہے' ہمارے خون میں ہاتھ نہ رنگنا۔

بیٹے نے تلوار اٹھائی اور زور سے دریا میں پھینک دی۔

حارث کہتا ہے تم میرے بیٹے ہو کر میری نافرمانی کر رہے ہو۔

بیٹا کہتا ہے: بہت اچھا کیا جو تمہاری نافرمانی کی۔ میں رسولؐ کا نافرمان

نہیں ہو سکتا۔ رسول کے بچوں کا خون میں اپنے ذمے نہیں لے سکتا۔

حارث نے کالے رنگ کے اپنے حبشی غلام کو کہا کہ تم قتل کر دو۔

بچوں نے فرمایا: تیرا رنگ بلالؓ جیسا ہے جو رسولؐ اللہ کا موذن تھا۔ ہمارے خون ناحق میں ہاتھ مت رنگنا۔

کہا: اچھا' اس نے تلوار اٹھائی اور دریا میں پھینک دی۔

حارث نے کہا: میرے غلام! تو بھی میرا نافرمان ہو گیا ہے۔ میرے فرمان کو اولادِ رسولؐ اللہ کے سامنے نہیں مان رہے ہو۔ میری بات کو معمولی سمجھ رہے ہو اور کھینچ کر ایک لات رسید کی۔ غلام اُڑ کر دور جا گرا۔

پھر حارث خود تلوار اٹھا کر جب بچوں کی جانب بڑھا تو غریب نواز! ذرا ملاحظہ فرمایئے گا۔ بڑا شاہزادہ آگے بڑھا اور فرمانے لگا:

پہلے مجھے قتل کرو تا کہ میں اپنے بھائی کو ذبح ہوتا نہ دیکھوں۔ اُس نے بڑے بھائی کا سر قلم کر کے کپڑے میں ڈال کر لاش کو دریا میں پھینک دیا۔ لاش جب جانے لگی تو دوسرا بھائی کہتا ہے: بھائی مجھے تنہا چھوڑے جا رہے ہو' لاش رک گئی--- پھر ظالم شقی نے دوسرے بھائی کا سر قلم کیا اور اُسے بھی دریا میں بہا دیا۔ یہ لاش تیرتے تیرتے اپنے بھائی کی لاش کے ساتھ جا ملی اور دونوں لاشیں اس طرح آپس میں جڑ گئیں گویا قرآن کے دو صفحات آپس میں ملے ہوں۔ پھر لاشیں دریا کی تہہ میں چلی گئیں۔ اللہ اکبر!

توجہ فرمایئے گا' حارث ملعون ان کے سر مبارک لے کر ابن زیاد کے

پاس آیا۔ جب ابن زیاد نے دیکھا ہے نا! تو رخسار طمانچے کی وجہ سے لال نظر آئے۔ یہ ملعون حسینؑ کو نہیں رویا' کسی کو نہیں رویا' اتنا شقی القلب تھا' مگر محمدؑ کے رخسار دیکھ کر اس کے آنسو بہنے لگے۔ کہتا ہے ملعون تم انہیں کہاں سے پکڑ کر لائے ہو؟

حارث کہتا ہے: میرے گھر میں مہمان آئے تھے۔

ابن زیاد نے کہا: تمہاری عربوں والی غیرت کہاں گئی۔ وہ تو مہمان کا احترام کرتے ہیں۔ اللہ اکبر!

پھر کہا: اگر تم زندہ لے آتے تو میں تمہیں دگنا انعام دیتا۔ اچھا بتاؤ بچے کچھ کہہ رہے تھے؟

کہا: ہاں۔

پوچھا: کیا کہہ رہے تھے؟

کہہ رہے تھے ہماری رسولؐ سے رشتہ داری پر رحم کھاؤ۔

تم نے کیا جواب دیا؟

میں نے کہا: تم رسولؐ کے کچھ نہیں لگتے۔

اچھا اور کیا کہا؟

وہ کہتے تھے: ہماری کمسنی پر رحم کھاؤ۔

تو میں نے کہا: میرے دل میں تمہارے لیے کوئی رحم نہیں ہے۔

کہتے تھے: اچھا ہمیں غلام بنا کر بازار میں بیچ دو۔

میں نے کہا: میں تو تمہارے سر ہی قلم کروں گا۔

اور کیا کہا؟

وہ فرماتے تھے کہ ابن زیاد کے پاس ہمیں زندہ لے جاؤ۔

تم نے کیا کہا؟

میں نے کہا: میں ہر حال میں تمہارے سر قلم کروں گا۔

کہا: کاش تم انہیں زندہ لے آتے تو میں تمہیں انعام دیتا۔ کوئی ہے جو اس ملعون کو اسی جگہ پر لے جائے --- شیعان علیؑ میں سے ایک شخص چھپا ہوا بیٹھا تھا۔ وہ آیا اور پکڑ کر لے گیا۔ حکم ملا: اس کے سر کو کاٹ کر دریا میں بہا دو۔

شیعان علیؑ میں سے جو شخص تھا اس نے تلوار ماری' سر قلم کیا اور دریا میں پھینک دیا۔ پانی نے اس سر کو باہر پھینک دیا۔ لاش کو دریا میں پھینکا گیا تو پانی نے لاش کو بھی باہر پھینک دیا۔ دوسری بار پھینکا تو دونوں شہزادوں کے بدن پانی کی سطح پر بلند ہونا شروع ہوئے' حرکت شروع ہوئی۔ مگر اس ملعون کا بدن پانی نے قبول نہ کیا۔

اس ملعون کا کیا کریں؟ لکڑیاں منگوا کر آگ سے جلایا اس کی لاش کو' ہوا آئی اور وہ راکھ کے ڈھیر کو اڑا کر لے گئی۔ سمجھ آ رہی ہے نا!

ooo

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمة المعبود بقدرته المطاع فی سلطانه المرغوب الیه فیما عنده والمرهوب من عذابه النافذ امره فی سمائه وارضهٖ الذی خلق الخلق بقدرته فمیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیّهٖ محمدٍ خیر بریتهٖ صلی اللّٰہ علیه وعلی الاصفیاء من عترتهٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانهٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ چہارم

ایک چھوٹا سا معجزہ ہے نا! بالکل مختصر سا' مگر توجہ شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے فرمایا کہ چار کلمے ہیں' ایک میرے لیے ایک تیرے لیے۔ ایک میرے اور تیرے درمیان ایک تیرے اور مخلوق کے درمیان۔ سامعین! علم الاخلاق بھی سیکھا کرو' عمل بھی کیا کرو۔ گانا وانا' اُلٹے سیدھے سب کام چھوڑ دو۔ یہ سب واہیات اور بے کار چیزیں ہیں' انہیں چھوڑ دو۔ یہ سب خرافات ہیں۔ کوئی شخص اگر منہ سے برا لفظ کہے (گالی دے) تو وہ اپنی ہی زبان خراب کرتا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں' علیؑ کو جو بری باتیں کرتے تھے حضرت فرماتے ہیں یا تو میں ان سے بدلہ لوں گا یا معاف کروں گا۔ لیکن علیؑ نے ان کو معاف کر دیا۔ اللہ نے فرمایا: جو میرے ساتھ خاص ہے وہ کیا ہے؟ میری عبادت کرو اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہراؤ۔ جو ان کے ساتھ خاص ہے اس کے عمل کی جزا اسی کو پہنچے گی جو زیادہ محتاج ہوگا۔ ایک کام ہے میرے اور تمہارے درمیان' تمہارا کام ہے دعا مانگنا میرا کام ہے دعا قبول کرنا۔ ایک کام تیرے اور مخلوق کے درمیان ہے' جو چیز اپنے لئے پسند کرنا وہی مخلوق کے لیے

پسند کرتا اور جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرو وہ لوگوں کے لیے بھی پسند نہ کرتا۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔

بزرگوار' سامعین! قرآن کی یہ چھوٹی سی آیت پورے قرآن مجید کا نچوڑ ہے۔ اللہ کے نزدیک دین کیا ہے؟ اسلام' اسلام کو بنانے (متقن) والا اللہؑ پہنچانے (مبلغ) والا رسولؐ اللہ' بچانے (حامی) والا اسد اللہؑ' قیامت تک حفاظت کرنے والے اس کے گیارہ بیٹے حجج اللہ اور اسی دین کا نام اسلام ہے۔

دیکھئے اگر آپ کی محبت اور عشق اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے تو محمدؐ کے بھی کچھ نہیں لگتے۔ علیؑ کے بھی کچھ نہیں لگتے۔ لوگ کیا سمجھتے ہیں؟ بارہ کے بارہ' چودہ کے چودہ' جمعہ کی رات بی بی پاک اپنے کمسن بچوں کو سونے نہیں دیتی تھیں' ذکر اللہ کرو۔ سمجھ آ رہی ہے نا! اگر یہ لوگ دین پر فریفتہ نہ ہوتے تو آج دین نہ ہوتا۔ اس لیے جب اللہ کی تعریف کرو تو رسولؐ کی بھی تعریف کیا کرو۔ دیکھا کرو کہ حقائق کیا ہیں؟

اللہ لا الہ الا ھو اللہ ایک ایسی ذات ہے کہ پہلی حقیقت اس کی یہ ہے کہ وہ معبود ہے اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ کیوں؟ معبود اُسے کہتے ہیں جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے' اس لیے ہمیں اس کا مشکور وممنون ہونا چاہیے تھا۔

الحیی القیوم اللہ زندہ ہے اور دائمی طور پر زندہ ہے۔

اللہ کے علاوہ ہر کسی کو موت آئے گی۔ اللہ ایک ایسی ذات ہے جو موت سے پاک ہے۔ القیوم ایسی ذات ہے کہ ہر چیز کا سہارا اس کی ذات ہے وہ کسی سہارے کا محتاج نہیں۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ایسی ذات کہ جس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند' اونگھ اور نیند اس کو آتی ہے جو جسم رکھتا ہو۔ وہ جسم و جسمانیت سے بہت اعلیٰ ہے۔ لہ ما فی السموت وما فی الارض اس کی جائیداد کیا ہے؟ آسمان اور آسمان کی چیزیں زمین اور زمین کی چیزیں' ساری اس کی ہیں وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کون شخص ہے جو اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ چہاردہ معصومینؑ یہ سفارش کریں گے اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دے رکھی ہے۔ سمجھ نہیں آ رہی!

یعلم ما بین ایدیھم جو سب کچھ جانتا ہے کیا حال اور کیا مستقبل!! تمہاری ہر چیز کو جانتا ہے۔ وما خلفھم ماضی کے حالات بھی سب جانتا ہے۔ ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بماشآء تم اس کے علم کی کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ تمہیں دے۔

وسع کرسیہ السموت والارض اس کی حکومت کی کرسی آسمان پر بھی چھائی ہوئی ہے' زمین پر بھی چھائی ہوئی ہے۔ ولا یؤدہ حفظھما۔ آسمان اور زمین کی حفاظت کر کے بھی وہ تھکتا نہیں۔ وھو العلی العظیم دائمی بلندی کا مالک ہے دائمی عظمت کا مالک ہے۔

اب تھوڑی سی تعریف پاک پیغمبر کی بھی کریں۔ پیغمبرؐ کی جلالت کو میں

جاہل نہیں سمجھ سکتا۔ میں کیا شعور رکھتا ہوں؟ وہ اپنی تعریف معجزات کے ذریعے خود کریں، علیؑ کریں یا اللہ کرے، اللہ کیا کہتا ہے؟

وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین ۔تمام عالمین کے لیے تمہاری ذات باعث رحمت ہے۔ پیغمبر کی ذات ایسی ہے جو سارے لوگوں کے لیے رحمت ہے۔

سائل کون ہے؟ اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ کہیں کچھ اور نہ سمجھ لینا۔ خبردار اگر اسے خالی ہاتھ بھیجا تو---! جناب! سائل ہے کہتا ہے:

"مجھے کچھ دو......" "بیٹھ جاؤ" ۔وہ بیٹھ گیا"۔

کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اس نے ایک گٹھڑی اٹھائی ہوئی تھی۔ آ کر کہتا ہے: مولائے کائنات، کسی مستحق کو ڈھونڈ کر یہ اللہ کی راہ میں دے دیجئے۔

فرمایا: اس میں کیا ہے؟

کہا: چار سو درہم۔

درہم کہتے ہیں روپے کو' کرنسی کو۔ اچھا وہ جو سائل بیٹھا ہوا تھا نا! اس سے کہا' آؤ' اٹھ کر یہاں آؤ۔ یہ چار سو دینار لے لو۔ دینار کہتے ہیں اشرفی کو۔

بات سمجھ میں آ رہی ہے یا نہیں۔

وہ شخص کہہ رہا تھا کہ چار سو درہم ہیں۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ سائل یہ چار سو دینار ہیں انھیں اٹھا لو۔

وہ کہتا ہے قبلہ دینار نہیں دیے درہم دیے ہیں۔

پاگل تو رسول کو پریشان کر رہا ہے تو مجھے جھوٹا بنا رہا ہے۔ اللہ مجھے سچا بنائے گا۔ جب گٹھڑی کھولی تو سارے کے سارے دینار تھے۔ سب بہت حیران ہوئے۔ کہتا ہے الحمدللہ! یہ تو آپ کی اپنی عظمت و برکت اور جلالت ہے کہ خدا نے آپ کی خاطر درہم کو دینار بنا ڈالا۔

ایک غلام کا نام سفینہ تھا۔ کسی کام پر گیا واپسی پر دریا میں کچھ دیکھ رہا تھا۔ کنارے پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دریا کی طغیانی زیادہ ہوگئی اور زندگی بہت مشکل میں محسوس ہونے لگی۔

سفینہ نے کہا: یااللہ! مجھے غرق ہونے سے بچانا' ہر بلا سے محفوظ رکھنا اور یہ جو جانور اب مجھے کھانے پر آمادہ ہے اس سے مجھے بچالو۔

جب اس کی نظر اٹھی تو جانور (شیر) اس کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا: جانور تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ میں سیدالمرسلین کا خادم ہوں۔ میرا نام سفینہ ہے۔

غریب نواز! جانور سر جھکا کر آہستہ آہستہ نرمی سے اس کی طرف بڑھا' اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھا' پاؤں چومے' پھر گر گیا۔ اشارہ کیا کہ میرے اوپر چڑھ۔ اب دیکھیے رسولﷺ کی خصوصیت کو کہ اس کے ساتھ کیا کیا کرتے ہیں۔

جانور (شیر) اسے ایک جنگل کی جانب لے گیا جہاں انگور کے باغ تھے' ہر قسم کے انگور تھے' اشارہ کیا کہ کھاؤ' خوب کھاؤ۔ کپڑے تو تھے نہیں' پتوں کی گٹھڑی بنائی اس میں میوے رکھے۔ پھر بیٹھا اور اشارہ کیا آؤ چلیں۔ ابھی کچھ

دیر ہی چلے ہوں گے کہ جنگل میں ایک جگہ بیری کے درخت کثیر تعداد میں نظر آئے۔ لوگ حیران ہوئے کہ یہ جو جانور پر سوار ہے' یہ جن ہے یا آدمی ہے کیا چیز ہے' کون ہے؟؟

سفینہ نے انہیں بتایا: میں آدمی ہوں۔ میں رسولؐ خدا کا خادم ہوں۔ میرا نام سفینہ ہے۔ سید المرسلین کی عزت کرتے ہوئے شیر نے مجھے اپنے اوپر بٹھایا ہے۔ چھوٹی بیری کو بھی بڑی بیری کو بھی اس نے اشارہ کیا کہ آؤ میں تمہیں اپنے اوپر سواری کراؤں۔ شیر ساکت کھڑا رہا کہ جب تک اطمینان سے بیٹھ نہ جائیں میں نہ ہلوں گا۔ شیر سارا وقت سر جھکا کر چلتا رہا' اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

دو شخص دوڑ کر آتے ہیں قبلہ! ایک انصاری تھا ایک سقفی۔ سقفی کون ہوتے ہیں؟ سقیفہ کے لوگ حضورؐ کی خدمت میں آئے' یارسولؐ اللہ! ہماری ایک حاجت ہے جو آپ پوری فرمائیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا: تم بیٹھو میں تمہیں تمہاری حاجت بتا دیتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ بتائیں گے تو ہمارا ایمان زیادہ مضبوط ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں انصاری تمہاری فطرت ہے دوسروں کو ترجیح دینا۔ تجھے ترجیح دوں یعنی تیرا مسئلہ حل کروں یا اس دوسرے پر نظر کروں؟ کہتا ہے پہلے دوسرے کی خواہش اور حاجت بتا دیجئے۔

فرمایا: تیرے دل میں یہ ہے کہ رسولؐ سے پوچھوں کہ وضو کیسے کروں؟ نماز کیسے پڑھوں؟ کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ حضرت نے اس کو سمجھایا' اجر ملے

گا۔ دوسرے خوش ہوئے۔

فرمایا: اے انصاری آج تو میرے پاس اس لئے آیا ہے کہ دریافت کرے حج کسے کہتے ہیں؟ عمرہ کسے کہتے ہیں؟ اور ان کا کیا ثواب ملتا ہے؟

حج ایسے' عمرہ ایسے' اور ثواب ملتا ہے دعا کے ذریعے۔

اب جو آئے ہیں علیؑ کے دروازے پر' آج تک میرا دماغ خراب ہے' میں علیؑ کو نہیں پہچان سکا!!

پانچ لوگ دوڑے دوڑے آئے' ان کی شکایت تھی کہ انہوں نے بدکاری کی ہے۔ غیر کے برتن میں پیشاب کیا ہے۔ امیر ثانی نے حکم دیا کہ ان سب کو پتھر مارو۔ خبر نہیں وہ آدمی پتھروں کے مستحق تھے یا کیا کہنا چاہ رہے تھے۔

میں قربان ہو جاؤں حسنینؑ کے بابا کے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: کچھ عقل سے بھی کام لیا کیجئے۔ دریافت تو کیجئے یہ کون ہیں؟

فرمانے لگے: اس کا تو تلوار سے سر قلم کرو' اسے پتھر مارو' اسے کوڑے لگاؤ' اس کو پچاس کوڑے لگاؤ اور اسے دو چار تھپڑ لگا کر بھگا دو۔ سمجھ میں آیا نا!

کوڑے مارے گئے اور سزا کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بھی تو سمجھایئے' فرماتے ہیں یہ مسلمان نہیں' یہ کافر ذمی ہے۔ اس کی سزا کم ہے۔ یہ مسلمان شادی شدہ ہے' اسے پتھر ماریں۔ یہ مسلمان کنوارا ہے اسے سو کوڑے لگائیں' یہ غلام ہے اس کو سو سے آدھے ۵۰ کوڑے لگائیں۔ یہ پاگل ہے اسے

دو چار تھپڑ لگا کر رخصت کر دیں۔ کتنا خوبصورت فیصلہ تھا' یعنی حضرت علیؑ نے اس قدر تفتیش کی کہ پتا تو چلے یہ ہیں کون؟

ایسے نہ پاگلوں کی طرح شروع ہو جایا کرو مخدوم صاحب ایک پیر کے پیچھے ایسے ہی بھاگ پڑے۔ پیروں کو ہاتھ لگائے' گھٹنے چھوئے۔ شریف آدمی تھا' کیا کرتے ہو؟ مخدوم صاحب نے اپنی بیویوں سے انہیں ملوایا۔

جی --- اس کا مرید ہوں۔ اسے شرم و حیا محسوس نہیں ہوئی۔ مسئلے بھی کرتا ہے پھر اس نے سیدانیوں سے کیوں ملوایا؟ حضرت خواجہ صاحب دولت کی چمک پر عاشق ہیں' کیوں عاشق ہیں؟ میں کیا سمجھتا ہوں پیر صاحب تو عورت کے بھی عاشق ہیں' کوئی کسی کام کے لیے جائے تو کہتے ہیں اپنی زوجہ کو بھی لانا' اس کی اپنی بھی بہت بیویاں تھیں۔ لوگ علیؑ کے پاس جاتے تو کوئی عورت علیؑ کے پاس بے پردہ نہیں جا سکتی۔ میں سمجھتا ہوں غیر شرعی طریقے سے پیش نہیں ہو سکتی۔ پتا نہیں اس مولائے کائنات کو' قادر کریم نے اس علیؑ کو کتنی طاقت دی' روحانیت دی اور عظیم حوصلہ دیا تھا۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کے سامنے کوئی گستاخی کرے۔ پتا نہیں کون سی ایسی چیز تھی کہ کل کائنات میں ملائکہ کا بھی استاد تھا۔ جنوں کو بھی مسلمان کیا۔ کئی خلیفوں کو چیلنج کیا کہ اگر تم طاقتور ہو تو مجھ سے مقابلہ کرو۔ مگر انہوں نے مقابلہ کرنا یا لڑنا کیا تھا جو مرحب سے ڈر کر بھاگ آئے؟ عمر بن عبدود کے مقابل سے بھاگ آئے تو ایسے مسلمانوں نے کیا جنگ کرنی تھی؟

یہ علیؑ کی شان ہے کہ سورج کی گرمی تھی۔ غصہ آیا' تلوار اٹھائی' تلوار سمیت کنوئیں میں چھلانگ لگا دی۔ پانی میں طاقت نہیں کہ علیؑ کو روکے۔ اسلام کے دشمنوں کو شرمندہ کر کے' انہیں مار مار کر علیؑ نے اسلام کو بچایا اور مار کھانے کے بعد وہ مسلمان بھی ہو گئے۔ یہاں مخلوق میں محمدؐ کے بعد مقام و مرتبہ علیؑ کا ہے۔ بے مثل و بے مثال صرف علیؑ کی ذات ہے۔ ایک معتقد کو علیؑ نے شیر کے پاس بھیجا اور فرمایا: اس سے کہنا کہ علیؑ نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور تم کو امانت کے طور پر اس کے پاس بھیجا ہے۔ وہ شخص دوڑتا دوڑتا اس شیر (درندے) کے پاس آیا' کہتا ہے: میرے پاک امامؑ نے تمہیں سلام بھی بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں تم سے کہوں کہ میں علیؑ کی امان میں ہوں۔ پھر اس نے کیا کہنا تھا یہ آگے ہی آگے دوڑتا گیا۔

بس تھوڑے سے فضائل مولائے کائنات اور ان کے خانوادے کے بارے میں......صلوٰۃ!

کون حسین؟ جس کی مادر فاطمہؑ ہے' علیؑ جس کا بابا ہے' رسول کا یہ بیٹا ہے۔ رسولؐ نے فرمایا: ہر کسی کی اولاد اپنے صلب سے ہے۔ میری اولاد علیؑ کی صلب سے ہے۔

سمجھ آ رہی ہے نا! کون حسینؑ؟

جس نے بچپن سے لے کر تا دمِ شہادت کمالات ہی کمالات دکھائے ہیں۔ ایک بار حسینؑ رو رہے تھے' دروازے کے پاس سے رسولؐ گزرے تو

جناب فاطمہؑ سے فرماتے ہیں: فاطمہؑ! میں نے تم سے کہا ہے کہ میرے بیٹے کو رونے نہ دیا کرو۔ میرے جگر کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب رسولؐ نماز پڑھتے ہیں تو آ کر پشت پر سوار ہو جاتے ہیں حسینؑ۔

عید کا دن ہے' نانا! ہر ایک کے پاس سواری ہے۔

فرمایا رسولؐ خدا نے: بیٹا! میں آپ کی سواری ہوں۔ کبھی اس شانے پر چڑھتے ہیں کبھی دوسرے پر سوار ہوتے ہیں۔ زلفوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ آپ ان کی اہمیت اور عظمت سمجھ رہے ہیں نا! لیکن ذلیل مسلمانوں نے آپ کی قدر نہ کی۔

اچھا اماں کل عید کا دن ہے' ہمارے کپڑے کتنے بوسیدہ ہو گئے ہیں۔

بتولؑ کے منہ سے بے ساختہ نکلا: بیٹا! آپ کے کپڑے درزی کے پاس سلنے گئے ہوئے ہیں۔ شام ہو گئی' دروازے پر دستک ہوئی۔

زہراؑ نے پوچھا: کون ہے؟

فرمایا: بی بی میں حسنینؑ کا درزی ہوں۔ حسنینؑ کے کپڑے لے آیا ہوں۔

دروازہ کھولا تو رضوان جنت آئے تھے۔ دو جوڑے حسنینؑ کے لیے جنت سے لے کر آئے۔ انہوں نے زیب تن کیے۔ پھر حسنینؑ کی شخصیت بلکہ خصوصیت یہ بھی ہے کہ باپ کو بابا نہیں کہتے تھے۔ حسینؑ کہتے تھے یا ابا الحسن' اور حسنؑ کہتے تھے یا ابا الحسین۔ بابا کسے کہتے تھے اپنے نانا رسولؐ اللہ کو۔ رسولؐ

اللہ بھی آپ دونوں سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

حسین منی وانا من حسین

بے دین تجھے کیا پتا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

رسولؐ خدا نے واضح طور پر یہ بتا دیا کہ حسینؑ کا مجھ سے گہرا اتصال ہے اور میرا حسینؑ سے گہرا اتصال ہے۔ کیسے گہرا اتصال ہے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے وہ سب کچھ میں کہہ رہا ہوتا ہوں۔ اپنے پاس سے اپنے خیال سے نہیں کہتا۔ اپنے قیاس سے کچھ نہیں کہتا۔ میرا حسینؑ سے گہرا تعلق ہے۔ میرے بعد حسینؑ اپنے زمانے میں جو کچھ فرمائیں گے مجھ محمدؐ کے خیالات بھی وہی ہوں گے۔

اللہ تم لوگوں کو سلامت رکھے۔ عمر دراز فرمائے۔

کون حسینؑ؟ ...... ایک شخص آیا۔ کہتا ہے: میں مقروض ہوں' مجھے چار ہزار درہم دے دیجئے۔ فرمایا: چادر دے دوں۔

کہتا ہے: نہیں۔

چار ہزار درہم بند کر کے دروازے کی درز میں سے ہاتھ ڈال کر اس شخص کو پکڑا دیئے۔ اس شخص نے جب اتنے پیسے دیکھے تو چیخ کر کہتا ہے: واہ کیا اور بھی پیسے ہیں؟

امام حسینؑ فرماتے ہیں: میں پیسے تو نہیں بانٹ رہا ہوں۔

وہ دست مبارک جو سخاوت میں اپنی مثال آپ ہیں کیا وہ ہماری طرح

دیں گے۔ سمجھ بھی آ رہی ہے یا نہیں؟

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة وابوهما افضل منهما

"حسن اور حسین علیہما السلام جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اور اُن کا باپ اُن سے بھی افضل ہے"۔

دیکھئے رسول تو انعامات تقسیم کرنے والے تھے نا! بات سمجھا کرو' غور کیا کرو' توجہ دیا کرو۔ تو ثبوت ہمیں مل گیا۔ باقی جتنے انبیاء ہیں' اولیاء ہیں جتنے اوصیاء ہیں یہ ان سب کے سردار ہیں۔ یہ بھی بات سمجھنا کہ وہاں سرداری نہیں نہ وہاں حکومت ہے نہ وہاں چیئرمینی ہے۔ وہاں جنت میں ہر شخص آزاد ہے۔ وہاں سردار کون ہیں؟ وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں اور جتنی بڑی جنت ہے' وہ سارے اہل جنت کے سردار ہیں۔

حسینؑ کو سمجھ گئے ہیں نا آپ؟

اچھا اب ایک خطبہ امیرؑ کا ایمان کے شرف میں اصول کافی کی حدیث ہے لمبی۔ یہ ہے نماز کے متعلق' نہیں سمجھے۔ دوسرے کلمات ہیں' میرے پاک امامؑ کے۔ سوائے علیؑ کے میں نے یہ کرم کہیں نہیں دیکھا۔ اب آپ پر منحصر ہے اگر آپ لوگ کہیں تو خطبہ' ایمان پڑھوں' نہیں سمجھے حدیث اگر پڑھوں تو کافی لمبی ہے' ویسے مجھے یاد ہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے پڑھنے میں۔

اب مومنو! میری ایک بات یاد رکھنا' جو میں تمہیں تمہارے فائدے کے لئے بتا رہا ہوں۔ اے نوجوانو! جو تمہیں تمہارے عیب بتائے وہی تمہارا خیر خواہ نہیں ہے' جو تمہاری غلط تعریف کرے وہ خود کذاب ہے اور تم لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ کسی بے نمازی کو علیؑ نے نہیں بخشا جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے ہر ایک کو بخش دیا' کافروں کو معاف کر دیا' یہودیوں کو بھی بخش دیا' نصرانیوں کو بھی بخش دیا لیکن جو شخص نماز باجماعت میں شریک نہ ہوتا تھا حضورؐ نے حکم دیا اس کے گھر کو جلا دو۔ دیکھو!

اچھا اب میں آپ کی خدمت میں پاک امامؑ کا خطبہ پیش کرتا ہوں۔ ذرا صلوٰۃ پڑھو بلند آواز سے۔

اونچی آواز سے صلوٰۃ شر کو دُور کرتی ہے' منافقت کو دُور کرتی ہے۔ سمجھ نہیں آ رہی۔ تمہارا ذاکر پر کوئی احسان نہیں ہوتا۔ نہ میرا آپ پر کوئی احسان ہے۔ میں اپنی عاقبت کے لیے پڑھتا ہوں۔ یقین کیجئے مجھے کوئی لالچ' طمع نہیں ہے۔

میری قوم کا ایک شخص کار پر جا رہا تھا' میں کیا سمجھتا ہوں۔ میں نے سوچا کار پر جا رہا ہے مگر سُنی ہے۔ میں نے پوچھا: کیا مجھے لے کر جاؤ گے۔ ایک خارجی کی کار کا میں نے کیا کرنا۔ کوئی مہاجر ہوتا تو اسے کہا جا سکتا تھا جناب مجھے بھی لے چلیں' مشکور ہوں گا۔ کیوں؟ کیونکہ وہ مہاجر مومن ہوتا۔

الایمان علی اربع دعائم

ایمان کے چار ستون ہیں۔ ہمیشہ کے لیے حسن حسین۔

ایمان کے چار ستون ہیں' پہلا ہے صبر' دوسرا ہے یقین' تیسرا ہے عدل' چوتھا ہے جہاد۔ ان چاروں خصوصیات کا حامل پکا مسلمان بن جاتا ہے۔ کلام معصومؑ کو سننے کی عادت بناؤ۔ تم بیٹھے رہو قرآن اور حدیث سنو۔ یہ مجلس کی عزت ہے' بات سمجھ میں آ رہی ہے نا!

میں اس بحث میں کبھی نہیں پڑا۔ سات سال مسلسل سب سے آگے محمد کھڑے رہے' پیچھے علیؑ کھڑے ہیں جو ابھی چھوٹے ہیں اور پھر خدیجہ ہیں۔ سات سال مسلسل نماز پڑھتے رہے ہیں۔ بیٹی دینے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ کیا بڑے آدمی کو بیٹی آسانی سے نہیں ملتی۔ بیٹی کی رغبت تھی یا اُن کی رغبت تھی امام الانبیاء کو لڑکی دے کر کوئی دوسرا بیٹی کی عزت حاصل کرتا ہے۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ! امام الانبیاء کے لیے حوریں تڑپتی ہیں' فرعون کی بیوی نیک قیامت کے دن اُن کی بیوی بنے گی --- لوگ تڑپ تڑپ کر جل جل کر مر گئے جب حضرت عبداللہ نے حضرت آمنہ سے نکاح کیا ہے۔ پتا نہیں کتنی عورتیں مر گئیں کہ ہائے ہائے ہم نبوت کے فیض سے محروم ہو گئیں۔ یہ ہے اس دنیا کا قانون' پاگل دیوانے' بکواس' کام کے نہ کاج کے ---!

اچھا چار ستون ہیں ایمان کے۔ پہلا ستون کیا ہے "صبر"۔ اس کی چار شاخیں ہیں: ۱-شوق ۲- شفق ۳- زہد ۴- ترقب

من اشتاق الی الجنة واترک الھوی

اگر جنت کا شوق ہے تو خواہشات نفسانی کو چھوڑ دے۔

من أشفق النار فاتق من الحرام

جو دوزخ کی آگ سے ڈرے گا وہ فعل حرام سے بچے گا۔

خدا کے لیے توجہ رکھئے' مولا آپ کو سلامت رکھے' صحت و تندرستی دے۔ تم چند سال قرآن و حدیث سنو' پھر گانے پسند نہیں آئیں گے۔ سیدو تمھیں پتا ہے "زید" کون ہیں۔ وہ قاری ہے معصوم کے حرم کا۔ اللہ اللہ کرتے رہتے تھے۔ ان جیسے عبادت گزار بزرگ دنیا کے سیدوں میں سے کوئی نہیں گزرا غیر معصوموں میں۔

من زُھد فی الدنیا استھان بالمصبات

جس نے دنیا میں زُہد اختیار کیا۔

کون کہتا ہے کہ ذاکر صاحب روز ایک ہزار روپے لیتے ہیں' کون بیوقوف کہتا ہے' دنیاوی دولت جتنی زیادہ آجائے کم محسوس ہوتی ہے۔ ہائے ہائے اتنے ہوتے' اتنے ہوتے۔ اتنے آنے ہیں' یہ وہ...... شریف آدمی حج کرو' خمس نکالو تا کہ اصل میں بڑے آدمی بن سکو۔ میں کہتا ہوں اس گندے پیسے میں سے خمس بھی دو' زکوۃ بھی دو۔ حلال کا ترکہ بھی بناؤ پھر تمہارے برابر کا کوئی نہیں ہوسکتا۔ جو دنیا سے نفرت کرے' دنیا کی مصیبتیں اسے آسان نظر آتی ہیں۔

من ترقب الموت سارع الی الخیرات

جو موت کا انتظار کرتا ہے وہ اچھے کاموں میں جلدی کرتا ہے کہ کہیں عزرائیل آ ئیں اور اس کی روح قبض کر لیں۔

دوسری کیا بات ہے: ''یقین''۔ یقین کی بھی چار شاخیں ہیں:

تفسیرة تبصرة الفتنة تاول الحکمة موعظة العبرة سنة الاولین

بادشاہِ کائنات کے عاشقو! مولا تمہیں سلامت رکھے' عمر دراز فرمائے۔ پتا نہیں کیا ہو گیا ہے؟ سیدانیوں کو چاہیے کہ وہ سنتِ زینبؑ پر عمل کریں' گانے مت سنا کریں۔ پردہ کیا کریں' اگر زینبؑ کی سنت پر عمل نہیں کریں گی تو کیا مشکل ہے؟ آپ پر کیا مصیبتیں ہیں؟ شرعی پردے رکھو' شوہر کا خیال رکھو' شوہر کی اجازت کے بغیر باپ بھی بلائے تو مت جاؤ---یقین کی چار شاخوں میں سے پہلی کون سی ہے؟

فرماتے ہیں تبصرة الحکمة میں اپنی زندگی کو غور و خوض سے ٹٹولو۔ جب غور کرو گے تو تبین الحکمة حکمت ظاہر ہو جائے گی۔

جو شخص حکمت کو پا لے گا' دیکھ لے گا اسے عبرت حاصل ہو گی۔ عبرت کیسے؟

مخدوم صاحب والد کی قبر پر گئے؟ وہ مر گیا۔ مجھے بھی مرنا ہے۔ ابوذرؓ اپنے بیٹے کی قبر پر ''پروردگار' تو اعلیٰ و ارفع ہے میں پست و حقیر ہوں۔ تو مجھے اپنے حقوق بخش دے میں بھی تجھے اپنے حقوق بخش دوں گا۔ تیرا احسان و کرم

کہ مجھے تو نے زندہ رکھا۔ میری شخصیت میں چند خامیاں ہیں وہ بھی اپنے فضل و کرم سے دُور فرما دے''۔

اسے کہتے ہیں صحابیؓ اُس شخص کو صحابی نہیں کہتے جو کہے کہ رسولؐ بھی بھول جاتا ہے۔ افسوس ہے اس پر۔ کون ہے؟ اور کیا کہہ رہا ہے؟ جناب یہ عرب کا رواج ہے کہ اسی طرح ہر ایک کو کہا جاتا ہے' اگر عرب کے لوگ بدمعاش تھے تو یقیناً تم بھی بدمعاش بن کر رسولؐ سے عداوت کر رہے ہو۔

قرآن فرماتا ہے:

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحٰی

وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے' وحی ہوتی ہے تو وہ زبان کھولتے ہیں۔

توجہ فرمائیے گا۔ جس پر حکمت ظاہر ہو وہ عبرت حاصل کرے گا۔ یعنی عبرت حاصل اسے ہوتی ہے جس پر حکمت ظاہر ہو۔

گویا یہ اس زمانے میں موجود تھی۔ اب کیا ہے عدل--- عدل کی بھی چار شاخیں ہیں:

عدل باعث الفھم غور الحلم ظھرہ رفاقۃ العلم

پہلا کیا ہے عدل کو باریکی سے سمجھنا' دوسرا کیا ہے علم کی گہرائی' جو سمجھ لے گا وہ علم کی گہرائی تک پہنچ جائے گا۔ جو علم کی گہرائی تک پہنچ جائے گا وہ رسولؐ کے احکام کے پاس بھی پہنچ جائے گا۔

تیسرا کیا ہے حوصلہ کرنا۔ (من حلم عندالجهل) جہالت کے وقت جو حلیم رہے۔ لم یحرف الامرہ اس نے اپنے معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ احسن عن اللہ قابلِ تعریف زندگی گزرے گی۔

آخری رہ گیا جہاد۔ اس کی بھی چار شاخیں ہیں۔ اے علماء! عقل پکڑو؛ ایسی چیزیں یاد کرو جو دوسرے کریں یا نہ کریں آپ تو خیال کریں۔ آدمی بن جاؤ۔ چار شاخیں:

امر بالمعروف نهی عن المنکر ثبت المواطن کرام الکاتبین۔

پہلی بات کیا ہے اچھے کاموں کا حکم دے' جو اچھے کاموں کا حکم دے گا وہ مومنوں کی پشت پناہی کرے گا جو برے کام سے روکے گا کافروں کا سر کچلے گا' کافر کو ذلیل وخوار کرے گا۔ من صدق فی البواطن جہاں جہاں ثابت قدم رہیں گے اُحد کی پہاڑی پر نہیں چڑھتا۔ وہ اپنی ذمہ داری ادا کر گیا۔ من شنع الفسقین جو فاسقوں سے بغض رکھے۔ وغضب اللہ اور اُسے اللہ کی خاطر غصہ آئے کہ یہ کیوں فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا جواب دے گا۔ غضب اللہ له (فاسق) پر وہ بھی ناراض ہوگا جو ایسے شخص کو اذیت دے۔ وارضه فی یوم الجزا قیامت کے دن اس کو راضی کرے گا جو فاسقوں سے اللہ کی خاطر بغض رکھے گا۔

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

ذرا توجہ فرمائیے گا میں زہراؑ کو علیؑ اصغر کا پرسہ دے دوں۔

چھ ماہ کا بچہ، ساتویں محرم سے پانی بند، ماں کی چھاتی کا دودھ خشک، پانی ختم، پانی نہیں ہے۔ آنکھیں کمزوری کی وجہ سے بند ہو رہی ہیں۔ رسولؐ کے بیٹے نے حجت تمام کرنے کے لیے فرمایا:

بہن زینبؑ! مجھے میرا چھوٹا بچہ تو لا دو۔ میں اسے دیکھ لوں، پیار کر لوں۔ جب حسینؑ کی نظر اس معصوم پر پڑی ہے، آنسوؤں کی بارش ہونے لگی۔ زینبؑ فرماتی ہیں: بھائی! اسے میدان میں لے جاؤ شاید اس پر رحم کیا جائے۔ اولاد والو! ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے گھر بھی اور باہر بھی ایک بار گئے ہیں اتمام حجت کے لیے، دوسری بار گئے ہیں، قرآن اٹھا کر۔ فرماتے ہیں: تمہارے اور میرے درمیان قرآن ہے۔ تم ثابت کرو کیا میں نے تمہارا کوئی آدمی قتل کیا ہے، تمہارا مال کھا گیا ہوں، کیا نقصان کیا ہے تمہارا؟ کیا تم نہیں جانتے کہ قرآن محمدؐ پر نازل ہوا، تمہیں نہیں معلوم کہ میں محمدؐ کا بیٹا ہوں۔ میں حسینؑ ہوں۔ میرے علاوہ رسولؐ خدا کے خاندان کا کوئی نہیں ہے۔ محمدؐ کا اصل میرے سوا کوئی نہیں، آخری وقت ہے، گرمی کا موسم تھا، چھوٹا بچہ پیاسا بھی ہے، چاہتے ہیں کہ اس معصوم کو دھوپ نہ لگے۔ اس لیے اصغر کو عبا کے دامن سے ڈھانپ دیا۔ وہ بے دین سمجھے شاید حسینؑ کوئی چیز اُٹھا لائے ہیں۔ امام حسینؑ نے ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر یا سواری پر سوار ہو کر اپنے بازو اوپر اٹھا کر فرمایا:

مسلمانو! تم لوگوں کو مجھ سے دشمنی ہے، اس معصوم بچے سے تو نہیں۔

صرف ایک گھونٹ پانی مجھے دے دو۔ یہ فرات میری ماں فاطمہؑ زہرا کا مہر ہے۔

فوج میں تہلکہ مچ گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ایک گھونٹ دے دو، یہ معصوم بچہ ہے۔ کیا ہو جائے گا۔ پانی پی کر یہ تمہارا کیا نقصان کر سکتا ہے۔

ولد الزنا عمر بن سعد نے دیکھا کہ گڑبڑ ہو گئی ہے، فوج میرا ساتھ نہ دے گی۔ اسے خطرہ درپیش ہوا۔ حرملہ سے کہتا ہے اے حرملہ حسینؑ کا جواب کیوں نہیں دیتے؟

کاش میں مر جاتا اور یہ مصائب و آلام بیان نہ کرتا اور نہ دیکھتا۔ ملعون نے ایسا تیر مارا کہ ایک کان سے گزر کر دوسرے کان سے نکل گیا۔ پتا نہیں وہ تیر کس قسم کا تھا کہ معصوم علی اصغرؑ کی گردن بھی زخمی ہو گئی۔ ننھا حلقوم بھی زخمی ہوا۔ جب سید نے یہ دیکھا، اپنی آنکھیں بند کر لیں، ہمت جواب دے گئی۔ آپ واپس آ گئے، ہاتھوں میں اصغر معصومؑ ہیں، خیمے کے قریب آئے تو سوچا علی اصغرؑ کی ماں رباب مجھ سے پوچھیں گی حسینؑ میرے بچے کو پانی پلا لائے، یہ سوچ کر شرمندہ ہو گئے، واپس لوٹ گئے، پھر گئے۔ شرمندہ ہو کر پھر لوٹ آئے۔ پھر گے اور لوٹ آئے۔ خطرہ تھا کہ پھول گلاب کا ہے۔ گھوڑے دوڑائے جائیں گے اور اس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے کر دی جائے گی۔ قبر کھودی ہے، بچہ ہے۔ اسے وارثوں کے بجائے غیر دفن کریں۔ قبر کھود کر بیٹے کی لاش کو قبر میں رکھا اور قبر

بند کر دی۔ جب ان کی ماں خیمے سے باہر نکلتی تھیں تو جہاں پر زمین نرم دیکھتی تھیں' گمان ہوتا تھا کہ کہیں یہی میرے معصوم کی قبر نہ ہو۔ میرے علی اصغرؑ کی قبر نہ ہو---!

عزادارو! خدا تمہیں برداشت کی ہمت عطا فرمائے کہ تم آئندہ فقرے برداشت کر سکو جو میں بیان کرنے جا رہا ہوں۔ تین دن میں حرملہ نے سوچا کہ میں کیا چیز دکھاؤں مجھے انعام جو لینا ہے۔ تو کچھ دکھا کر ہی لوں گا۔ اس ملعون نے زمین پر نیزہ مارا اور ایک جگہ پر ایسا نیزہ مارا کہ اصغر (قرآن کا پارہ) نیزے میں اٹک گیا۔ پھر اس نے کیا کیا؟

ہائے ہائے نیزے سے سر قلم کیا۔ لاش پھینک دی اور جب گھوڑے دوڑائے گئے ہیں تو گلاب کا پھول گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند دیا گیا۔ دعا مانگو خدا کرے علی اصغرؑ کی ماں نے یہ منظر نہ دیکھا ہو' علی اصغرؑ کی دادی محشر کے روز ...... کیا ہوگا ایک ہاتھ قاتل کی گردن پر ہوگا مقتول اور شہید کا اور دوسرے ہاتھ پر سر ہوگا ایسے ہی ایک ہاتھ حرملہ کے گریبان میں ہوگا دوسرے ہاتھ پر معصوم علی اصغرؑ کا سر ہوگا کیونکہ دادی زہراؑ کربلا کے سانحے کو بیٹھی دیکھتی رہی تھیں مگر ظاہر نہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں ...... اللہ اکبر جل جلالہ وعم نوالہ۔

ooo

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمة المعبود بقدرته المطاع فی سلطانه المرغوب الیه فیما عنده والمرهوب من عذابه النافذ امره فی سمائه وارضہٖ الذی خلق الخلق بقدرته فمیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیّہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیه وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابه المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ پنجم

میرے پاک امامؑ کی شریف و معزز رعیت! حسینؑ کا گھرانہ بھوک برداشت کرسکتا تھا' پیاس نبھا سکتا تھا مگر قرآن سے جدا ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ اگر آلِ محمدؑ نہ ہوتے تو قرآن کی قدر بھی نہ ہوتی۔

امام سجادؑ فرماتے ہیں: جس کے پاس قرآن ہے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں' جس کے پاس قرآن ہے اس کو اور کیا چاہیے۔

قرآن تو ہم بھی پڑھتے ہیں مگر ہمیں تو پتا نہیں ہے لیکن ان کو پتا ہے کہ کون کون سی آیت کا کیا کیا مطلب ہے' کیا کیا تفسیر ہے؟ معصومینؑ کو پتا ہے کہ کیسے کیسے نازل ہوئی؟ کس کس چیز پر نازل ہوئی؟ کس وجہ سے نازل ہوئی؟ اس کی مدتِ نزول کتنی ہے؟ اس کی بنیاد کیا ہے؟ آپ بھی تو مومن اہل علم ہیں۔ آپ کو بھی چاہیے کہ قرآن کے ساتھ تعلق رکھو' مطلب یہ کہ اپنی زندگیاں قرآن کے سانچے میں ڈھال لو۔ خصوصاً مجالس میں' یہ سمجھا کرو مولاؑ تمہیں سلامت رکھے۔ یہ منبر رسولؐ تمہارا دینی مدرسہ ہے۔ بات کو سمجھو' پیغمبر اس دینی مدرسے میں بیٹھ کر تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ کبھی توحید بیان فرماتے' کبھی

نبوت بیان فرماتے' کبھی معجزات کا ذکر کرتے اور زیادہ تر شرعی احکام بیان فرماتے۔ شرعی احکام کے ذریعے سے آپ کا گہرا تعلق ذات ایزدی سے ہوگا۔ وہ ذات کسی چیز کی محتاج نہیں۔ مثلاً کھانے پینے کا' عورت کا محتاج' اولاد کا محتاج' جنت کو تمہارے لیے بنایا گیا' تمہارے خلوص کے لیے شرعی احکام کو بھیجا گیا۔ جو شریعت پر عمل کرے گا اسے جنت میں بھیجیں گے۔ یہ بات کہ شریعت کا پابند کیسا ہوتا ہے؟ ایسا کہ دشمن بھی اس کا عیب نہیں پکڑ سکتا۔ ابوجہل جیسا ملعون بھی کہتا ہے کہ محمدؐ کو میں صادق اور امین سمجھتا ہوں۔

اب شرعی احکام قرآن اور حدیث میں ہیں۔ حدیث میں شرح ہے اور قرآن مجموعہ ہے اہل قرآن بھی نہ ہو' اہل حدیث بھی نہ ہو' تم کہو کہ قرآن اور حدیث کے وارث اہل بیتؑ! میں آپ کا مرید ہوں۔ تم پر جنت واجب ہو جائے گی۔

دین اسلام بنانے والا اللہؐ' پہنچانے والا رسولؐ اللہ' بچانے والا اسداللہؑ قیامت تک حفاظت کرنے والے اس کے گیارہ بیٹے حجج اللہ اور خود اسلام۔ اگر میں قرآن کی آیات تلاوت کروں تو گھبراؤ گے تو نہیں۔

کون خدا جس نے اپنی قدرت قاہرہ کے ذریعے قیامت کی گیارہ نشانیاں بیان کیں:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ـ اذا الشمس کورت ٥

واذا النجومُ انکدرتْ ٥ واِذَا الجِبَالُ سُیرتْ ٥ واذا

العِشَار عُطِّلت ○ واِذَا الوحوش حشرت واذا البِحَار
سجرت ○ واِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا المؤدةُ سُئِلَتْ
○ بِاَیِّ ذَنۢبٍ قُتِلَتْ ○ واذا الصحف نشرت ○ واذا
السمآء کشطت مسرورًا ○

سورہ انشقاق میں فرماتا ہے:

واما من اوتیَ کتبہ ورآءَ ظھرہٖ ○ فسوف یدعوا
ثبورًا ○ ویصلی سعیرًا ○ انہ کان فی اھلہٖ مسرورًا

بازار لگے ہوئے ہوں گے اور لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں گے' یک دم اللہ تعالٰی قیامت کی خاطر سورج کی روشنی کو ایسے لپیٹ لے گا جیسے کپڑے کو تہہ کرکے لپیٹتے ہیں۔ ستارے بے نور ہو جائیں گے' پہاڑوں کو اُکھاڑ کر ہوا میں اڑا دیا جائے گا گویا پہاڑ اپنی حیثیت کھو بیٹھیں گے' ہوا میں تحلیل ہو جائیں گے۔ ہمیں زیادہ معبود ہے۔ ہر کوئی خودغرضی میں پڑ جائے گا اور معطل ہو جائے گا کہ کوئی اسے پوچھنے والا نہ ہوگا۔ جنگل کے سب جانوروں کو اکٹھا کیا جائے گا اور نفسانفسی کا عالم ہوگا۔ جتنے سمندر ہیں وہ سب ابدی شکل اختیار کر جائیں گے' قبریں کھودی جائیں گی۔ ایک ------ وہ نکلے گا ایک خود اور ایک اس کی ماں' ایک لڑکی کی بدمعاش ماں نے اسے اس لیے زندہ درگور کر دیا تھا کہ یہ لڑکی ہے اور اس کی شادی کرنا پڑے گی اور ہمارا مال اس پر ضائع ہوگا۔ اس کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس کا کیا جرم تھا؟ جو اسے قتل

کیا۔ ہمارے اعمال پھیلا دیے جائیں گے۔ ہمارے ساتھ ایسا تعلق ہوگا جیسے جانور کی کھال کا تعلق اس کے جسم سے ہوتا ہے۔ جحیم آگ کو تیز کیا جائے گا' جنت کو قلیل کیا جائے گا۔ ہر نفس سمجھ جائے گا کہ میں نے کون سے اعمال سرانجام دیے ہیں۔

لوگو! یہ سب قرآن کے احکامات ہیں۔ قرآنی آیات ہیں میں خود سے نہیں بنا رہا۔ قرآنی احکامات کو سمجھو۔ خوف خدا دل میں پیدا کرو۔ ایسی حرکت کون برداشت کر سکتا ہے؟ ان گیارہ کاموں کے کرنے والا کون ہے فقط وحدہ لاشریک۔

محمدؐ کی تعریف مجھ جیسا جاہل کیا عرض کر سکتا ہے۔ تعریف اس کی کرے تو خدا کرے یا پھر علیؑ ابن ابی طالبؑ کریں۔ آپ ذرا توجہ فرمایئے گا شیعوں کی عام طور پر شکایت کی جاتی ہے کہ پیغمبر کی تعریف نہیں سنتے اور علیؑ پر زیادہ متوجہ ہیں۔ شکایت کرنے والے ہمیشہ غلط کرتے ہیں اس لیے کہ یہ جاہل محمدؐ کو تو غلط ملط مان لیتے ہیں لیکن علیؑ کو نہیں مانتے' ایسا نہیں ہے کہ محمدؐ سے محبت کرتے ہیں۔

پیغمبر اسلام روحی و ارواح العالمین له الفداء علیؑ نے ان کے کمالات کو دو لفظوں میں بند کیا ہے۔ کون ہے محمدؐ؟ علیؑ فرماتے ہیں: اَلْاَنْــوَرُ الاَطْیَبُ۔ انور نور سے ہے' نور کا ایک مرکز ہے روح۔ دوسرا مرکز کون ہے عقل ایک اور مرکز کون ہے علم۔ محمد عقل میں بھی انور ہے اور عالم ہے اس کے برابر

کا کوئی عالم نہیں۔ روح میں بھی انور ہے جیسے ان کی روح اکمل ہے' ایسے کسی کی روح اکمل نہیں ہے۔ عقل میں بھی یہ اتنا کامل ہے کہ ان جیسا کامل العقل کوئی نہیں۔

اطیب کہتے ہیں بہت زیادہ پاکیزہ کو محمدؐ ذات میں بھی پاکیزہ' صفات میں بھی پاکیزہ' اقوال میں بھی پاکیزہ' افعال میں بھی پاکیزہ (سبحان اللہ)

دیکھئے صرف دو لفظوں میں پاک پیغمبر کے سارے کمالات و فضائل میرے امام علم لدنی کے مالک علیؑ نے بیان کر دیئے تھے۔ لمبی علیؑ کی تعریف سوائے لمبی داڑھی والے بزرگوں کے' جو ہمیں کافر کہتے ہیں' تمام لوگ کرتے ہیں۔

علیؑ کی تعریف کی گئی ہے۔ کہتے ہیں:

الْقُرآنُ مَعَ عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ مَعَ الْقُرآنِ

قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔

خدا کے لیے ایک دوسرے کو سمجھایا کریں۔ علیؑ کے گھر جیسا گھر سقیفہ میں کوئی نہیں تھا اور قرآن کسی کے ساتھ نہیں تھا علیؑ کے ساتھ تھا' یعنی قرآن بھی بے مثال اور لاجواب' علیؑ بھی بے مثال اور لاجواب۔ علیؑ گھر میں بیٹھے ہیں اور پیغمبرؐ نے فرمایا:

قرآن علیؑ کے ساتھ ہے علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔ یہ جہاں جائے قرآن اس کے ساتھ ہے۔

جتنے بزرگوار علیؑ کے مخالف ہیں اس کا مطلب ہے وہ قرآن کے بھی مخالف ہیں اور جن کے ساتھ قرآن نہیں ہے وہ ہمارے کیا لگتے ہیں؟ ہمارا ان سے کیا تعلق ہے؟ حیران کر دیتے ہیں' لکھتے بھی خود ہیں بڑی بڑی داڑھیوں والے مولویو! بڑی داڑھیوں والے بدمعاش نہیں ہوتے؟! بدمعاش بھی داڑھیاں رکھتے ہیں۔

مولویو! آج وہ جملے تمہیں سناتا ہوں جو تمہاری کتاب میں لکھے ہوئے ہیں۔ ابوجہل نے کہا: کہ ایک بوڑھے کے ساتھ اسلام ہے اس کو بھی مارو اور اس کو تو مارنا فرض ہے۔ اسے ضرور ماردینا اگر قدرت توفیق دے۔

علیؑ کتاب ہوتے تو قرآن ہوتے' قرآن اگر آدمی ہوتا تو علی ابن طالبؑ ہوتا۔

خندق میں دیکھئے علیؑ آ رہا ہے عمر بن عبدود کے مقابلے پر اگر غالب آ جاتا عمر بن عبدود تو نہ مسلمان رہتا نہ دین رہتا' کوئی چیز باقی نہ رہتی۔

ذرا دیکھو پیغمبر کیا فرما رہے ہیں:

بَرَزَ الاِیمَانُ کُلُّهُ اِلَی الشِّرکِ کُلِّهِ

مجسم ایمان مجسم شرک کے مقابلے پر جا رہا ہے۔

میں کسی کی مذمت نہیں کر رہا' نہیں کرتا' کس نے رسولؐ کا ساتھ دیا' کس نے آسانیاں فراہم کیں۔ رسولؐ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا آسان ہے۔ عمر بن عبدود کے مقابلے پر نہ پہلا جا سکا' نہ دوسرا جا سکا' نہ تیسرا جا سکا۔ کیوں؟ مر

جائیں گے---علیؑ تو شہادت پر ایسے عاشق ہیں جیسے یعقوب یوسف پر عاشق تھے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: علیؑ سے' اگر میں شہید ہو جاؤں یا تم شہید ہو جاؤ تو صبر کرلو گے۔

علیؑ نے فرمایا: میں فخر کروں گا کہ میں شہید ہو گیا اور صبر کروں گا۔

پھر کیا کیا' عمر بن عبدود کے مقابلے میں کیا کہا ہے؟ ان کی تعریف کیسے کی ہے' جب ایک ضربت لگائی میرے آقا نے اس کی گردن پر تو رسولؐ نے فرمایا:

ضَربَۃُ عَلِيٍّ یَومَ الخَندَقِ اَفضَلُ مِن عِبَادَۃِ الثَّقَلَین

پیغمبرؐ اسلام کے علاوہ جتنے انبیاء ہیں' جتنے اوصیاء ہیں' جتنے ملائکہ ہیں' اولیاء ہیں' ان سب کی عبادت سے علیؑ کی ایک ضربت (جو عمر بن عبدود کو لگائی) افضل ہے۔

داڑھی والے مولوی کہتے ہیں رسولؐ خدا تو علیؑ سے بھی افضل ہیں اور ساری مخلوق سے باقی بھی افضل ہیں۔ کافر ہے جو جنگ ہی نہ کر سکے وہ افضل ہے۔ یہ تو علیؑ کا کام ہے' کون ایسا پیدا ہوا ہے علیؑ کے سوا جو تلوار اٹھا کر دشمن سے محمدؐ کو بچائے جو محمدؐ کی خاطر پہاڑوں سے ٹکرا جائے؟ کون ہے؟ وہ واحد شخص جو محمدؐ پر قربان ہونے والا تھا۔ علیؑ ابن ابی طالب ہے۔

علیؑ جنگ جمل میں ہتھیار پہن کر تلوار اٹھا کر جب آگے بڑھنے لگے تو

رسولؐ کہتے ہیں۔ امیرالمومنین! پھر پیچھے دیکھ لیجئے گا' واپس لوٹ آیئے۔ فرمایا: میں قتل ہوں گا تو دین کا کوئی نقصان نہ ہوگا' آپ کے قتل سے دین اجڑ جائے گا' ختم ہو جائے گا۔

میں تجھے کہتا ہوں کہ تو علیؑ کو مارے گا تو بھی علیؑ کا کچھ نہ بگڑے گا۔

وہ دیکھ جبریل امین آسمان کو چھوڑ کر حسنینؑ کے پنگھوڑے کی ڈوری ہلا رہے ہیں۔ بتولؑ جب چکی پیس پیس کر تھک جاتی ہیں' اندر آتی ہیں اور جبریلؑ چکی پیس دیتے ہیں اتنے اعلیٰ مراتب ہیں علیؑ کے گھرانے کے' اس سے اندازہ کریں مولا تمہیں سلامت رکھے۔

میں جاہل ہوں علیؑ کے فضائل کماحقہٗ میں نہیں سمجھ سکتا' کہیں آپ کا خیال ہو' دیکھو ان کی تلوار کو دیکھ کر بھی جبریلؑ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور فرمایا:

لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفِقَار

بیوقوفو! کوئی ایک صفت تو دوسروں کی دکھاؤ۔ ثبوت تو دکھاؤ' کہتے ہیں حضورؐ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ کے ساتھ تو گدھا بھی ہوگا جس پر حضورؐ چڑھتے تھے؟ کیا کہا؟ میں نے کچھ غلط کہا ہے؟ پاگلو! کون ہو؟ دیکھئے مہر نبوت کے اُوپر ۔۔۔محمدؐ کی حفاظت کی خاطر۔۔۔! علیؑ جیسا کڑیل جوان اٹھا نہیں سکتا۔ میں کہتا ہوں یا علیؑ یہ یہاں رکھیں میری پشت پر۔ چادر اٹھا لائیں جس کا قدم نبوت پر ہو' ان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ اس سے بڑی فضیلت اور کیا بتاؤں؟

ایک سُنی اُس کی آنکھ دُکھ رہی تھی۔ میں نے دیکھا مسجد حرام میں حج کے موقع پر مجھے بتانے آیا کہ میری آنکھ میں تکلیف ہے۔ میں نے کہا: بے وقوف! اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبت آتی ہے تم خدا سے دُعا مانگو کہ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے۔

اس نے پوچھا: کون ہو تم؟

میں نے کہا: میں شیعہ ہوں میں سید ہوں۔

کہنے لگا: رسولؐ پاک کی قبر مبارک دیکھی ہے وہاں اُن کے دوست سو رہے ہیں۔ سبحان اللہ کیا بات ہے یاروں کی۔ تو کیا ہمیں قبر رسولؐ پر جانا چاہیے؟ میں جانتا ہوں قرآن میں وہ بھی سو رہے ہیں جو تارکِ قرآن ہیں، قرآن میں فرعون سو رہا ہے، ہامان بھی موجود ہے............ جہاں خنزیر لکھا ہے وہاں ہاتھ تک نہیں لگا سکتے کیونکہ وہ ہے نجس العین۔ قرآن کریم میں تو بہت سارے گندے (خراب کردار) سو رہے ہیں۔

پھر کیا ہم قرآن کو چھوڑ دیں۔ اب کیا ہے کہ جس چیز کو دل تسلیم کرے وہ اپنانی چاہیے۔ وہ اگر قبر رسولؐ کے قریب سو بھی رہے ہیں تو بغیر حق کے سو رہے ہیں اس لیے جو آپ کا دل کہتا ہے اسے آپ کہیں اور جو جس قابل ہوتا ہے اسے وہی ملتی ہے عزت یا ذلت!!

کون علیؑ جس کی ایک ضربتِ ثقلین کی عبادت سے بھی افضل ہے۔ جسے توحید کہے نورِ ایمان نہیں کل ایمان ہے۔

بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ اِلَی الشِّرْکِ کُلِّہٖ

کسی پر پہلے حملہ نہیں کیا۔ جو بھی آیا اسے کہا بھئی پہلے تم حملہ کر کے اپنا شوق پورا کرلو۔ پتا نہیں میں تو یہی کہتا ہوں یہ میرا ذاتی جملہ ہے کہ موت اس شخص (علیؑ) سے ڈرتی ہے۔ عزرائیل علیؑ سے ڈرتے ہیں' ورنہ کون ایسا شخص ہے جو موت کو مقابلے کی دعوت دے کہ آ جاؤ۔ عزرائیل گئے حضرت موسیٰؑ کے پاس جو نبی ہیں کلیم اللہ ہیں۔

حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں: عزرائیل کیسے آئے ہیں آپ؟ ملاقات کرنے آئے ہیں یا رُوح قبض کرنے کے لیے۔

حضرت عزرائیل فرماتے ہیں: روح قبض کرنے کے لیے۔

کہا: اچھا مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں بچوں سے مل لوں۔

عزرائیل کہتے ہیں: نہیں میں اتنی مہلت نہیں دے سکتا۔

کہا: اچھا اتنی مہلت دے دو کہ میں سجدہ کرسکوں۔

عزرائیل نے سجدے کی مہلت دے دی۔ اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰؑ مخاطب ہو کر کہتے ہیں میرے پروردگار! عزرائیل سے کہہ دے کہ یہ مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں اپنے بچوں کو خدا حافظ کہہ دوں۔

توحید جوش میں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل سے کہا' عزرائیل یہ میرا بندہ ہے موسیٰؑ کو ملنے دو بچوں سے' ان کا ایک بچہ بالکل چھوٹا تھا' اللہ سے فرماتے ہیں پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے برباد ہو جائیں گے'

حوادثات زمانہ کا شکار ہو جائیں گے کیونکہ میری موت آ پہنچی ہے۔

موسیٰ! عصا اٹھاؤ۔ موسیٰ نے عصا اٹھایا' دریا کی جانب جانے کا حکم ملا۔ موسیٰ گئے۔ توحید نے حکم دیا کہ عصا کو دریا پر مارو۔ جب حضرت موسیٰ نے عصا دریا میں مارا' دریا پھٹ گیا اور اندر سے پتھر نکل آئے۔ توحید نے حکم دیا پتھر کو بھی عصا مارو' پتھر پر جب عصا مارا تو اندھا کیڑا نکلا اور اس کے منہ میں خوراک تھی' رزق تھا۔ موسیٰ جیسے میں اس کو رزق دے رہا ہوں تیرے بیٹوں کو بھی پال لوں گا۔

توحید سے حضرت موسیٰ نے درخواست کی کہ عزرائیل سے فرمایئے کہ آ کر میری روح قبض کر لے کیونکہ بچے تیری حفاظت میں ہیں۔ مجھے اب کوئی فکر نہیں۔

لیکن نہ تو کبھی علیؑ نے اور نہ ہی حسینؑ نے یہ کہا کہ میرے بعد میرا کنبہ برباد ہو جائے گا۔ اللہ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے...... بات سمجھ رہے ہیں نا آپ' یا نہیں سمجھ رہے!!

پہلے چھ دن میں نے اہل بیتؑ کی شہادتیں پڑھی ہیں۔ آج میں حبیب کی شہادت پڑھ رہا ہوں۔

توجہ فرمایئے گا!

حضرتؑ نے کیا فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ میرے صحابہ سے زیادہ کسی کے صحابہ وفادار ہوں گے۔ کون صحابہ؟ جن سے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: یہ

لوگ میرے قتل کے درپے ہیں' تمہیں بھی قتل کر دیں گے۔ تم قتل نہ ہو۔ جاؤ میں نے آپ کو اجازت دی۔ تم میں سے ہر ایک میرے اہل بیتؑ میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ لو۔ ہاتھ پکڑ لو' مطلب میری بیعت میں ہی رہو۔ آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں صحابہ یہ نہ سوچیں کہ حسینؑ ہم سے نفرت کر رہے ہیں۔

میرے اہل بیت کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ صحابہ ایسے تڑپے ہیں ایسے تڑپے ہیں کہتے ہیں اے فرزندِ رسولؐ! آپ کیا فرما رہے ہیں؟ اگر یہ ہمیں قتل کریں' پھر زندہ کریں' پھر قتل کریں' پھر زندہ کریں' ستر بار بھی وہ لعین ایسے کریں تو بھی ہم آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

مسلم بن عوسجہ آئے' پھر زہیر دوڑ کر آئے۔ مولا مجھے قتل کریں اور جلا ڈالیں' ہزار مرتبہ میرے ساتھ یہ سلوک کریں تو بھی میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ یہ تو ایک بار کا مرنا ہے۔ جیسے صحابہ کرام حسینؑ کو ملے ایسے نہ تو علیؑ کو ملے اور نہ ہی محمد مصطفیٰؐ کو ملے۔

رشتہ داروں سے فرمایا: اگر آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو منہ دکھانے کے قابل رہیں گے' فرزندِ رسول کو دشمنوں میں چھوڑ دیں' نہ تلوار اٹھائی نہ نیزہ اٹھایا ہمارے سے یہ نہیں ہو سکتا' ہم نہیں جائیں گے۔

صحابہ میں ایک حبیب ابن مظاہر تھے۔ بچپن میں پیغمبر اکرمؐ انہیں گود میں اٹھاتے' بوسے دیتے' سینے سے لگاتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس بچے میں کیا خصوصیت ہے۔ فرمایا میرا بیٹا حسینؑ چھوٹا سا تھا تو حسینؑ کے پاؤں کی مٹی اُٹھا

کر آنکھوں سے لگاتا۔ حسینؑ نے حبیب ابن مظاہر کو کربل سے پیغام بھیجا' کیا؟ فقیہ اسلام حبیب ابن مظاہر آج میں دشمنوں کے نرغے میں ہوں' میرا کوئی مددگار نہیں' آیئے میری مدد کیجیے (اللہ اکبر)۔

حبیب نے جب یہ بات سنی--- قاصد نے دروازے پر آ کر کہا کہ میں حسینؑ کا قاصد ہوں۔

کون؟ حسینؑ کا قاصد! یہ بات سن کر باہر آئے' حسینؑ کے قاصد کیسے آئے ہو؟

آہستہ بولو ابن زیاد کو پتا چل جائے گا تو مجھے جانے نہ دے گا۔ زوجہ سے کہتے ہیں پتا نہیں آقا نے مجھے کیوں بلایا ہے ان کا کیا مطلب و مقصد ہے۔

زوجہ نے کہا' کیا؟ رسول کا بیٹا تمہیں مدد کے لیے بلا رہا ہے اور تم کہہ رہے ہو اُن کا کیا مطلب ہے' تمہیں شرم نہیں آتی۔

حبیبؓ نے کہا فکر نہیں کرو میں جا رہا ہوں۔

زوجہ نے کہا: تم میری فکر مت کرو میں اجڑ بھی گئی تو کچھ حرج نہیں۔

وہ کہتے ہیں مسجد کوفہ کے قریب میرا گھوڑا کھڑا ہے میں لے کر آتا ہوں۔ ایسے راستے سے گئے جو شارع عام نہ تھا تاکہ کسی کو پتا نہ چل سکے۔

جب وہ مسجد کوفہ کے قریب آئے تو دیکھا' گھوڑا کھڑا ہے' غلام کہہ رہا ہے اے میرے سردار کے گھوڑے' اگر میرا سردار نہ آیا تو میں تجھ پر بیٹھ کر رسول کے بیٹے کی مدد کے لیے پہنچوں گا۔ جب یہ فقرہ حبیب نے سنا' آہ نکل گئی۔ کہا: مولا

کیا آپ اتنے مظلوم ہو گئے ہیں کہ غلام بھی آپ کی مدد کو تیار ہیں۔ اللہ اکبر!

حبیبؓ گھوڑے پر سوار ہو کر چلے۔ غلام نے کہا اللہ کے واسطے مجھے بھی ساتھ لیتے جائیے۔ میں بھی بتولؑ کے بیٹے کی خدمت کروں گا' اسے ساتھ لے آئے' غبار کا ہٹنا' حبیب کا ظاہر ہونا' فرزندِ رسولؐ کی قدم بوسی کرنا۔ جب یہ اطلاع ملی جناب زینبؑ عالیہ کو کہ میرے ماں جائے (بھائی) کی مدد کے لیے حبیبؓ ابن مظاہر آئے ہیں۔

میری بی بی نے فرمایا: اماں فضہ جاؤ' جا کر حبیبؓ سے کہو: علیؑ کی بیٹی تمہیں سلام کہہ رہی ہیں۔ جب فضہ نے آ کر یہ پیغام دیا' حبیبؓ کے سر سے پگڑی اتر گئی' رو کر سر اُٹھا کر کہتا ہے: امیرالمومنینؑ کی بیٹی ہو اور مجھے سلام بھیجے۔ اللہ اکبر!

اے شیعو! چاہے روؤ یا نہ روؤ حسینؑ اور زینبؑ کا نام رلاتا ہے۔ حسینؑ جب خیمے میں گئے تو میری بی بی زینبؑ عالیہ کی کمر سیاہ ہوئی پڑی تھی۔ پتا نہیں کیا چیز ماری میری بی بی کی پشت پر' ہاتھوں پر نیل اور کالے کالے داغ پڑے ہوئے تھے۔

کوئی کہتا ہے کہ جناب زینبؑ کی عظمت کو بھی یاد رکھنا اور اس مظلومہ معصومہ بی بی پر ہونے والے ظلم کو بھی یاد کر کے رونا۔ محمد علی پردہ دار سے پوچھو کیا آپ اُونٹ کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ سکتی تھیں؟ تم اپنی پردہ داروں سے پوچھنا' کیا وہ ننگے اُونٹ پر بیٹھ سکتی ہیں۔ اتنا ظلم برداشت کیا جتنا کوئی برداشت نہ کر

سکتا تھا۔

کوفہ شہر تمہارا کچھ نہ رہے تم اجڑ جاؤ' شام شہر تو بھی غرق ہو جائے' کاش تمہارا ذرہ بھی باقی نہ رہے۔ حبیبؓ ان سے کہو جنگ بند کر دیں۔ ابوثمامہ صیداوی نے کہا: فرزندِ رسولؐ ہم مارے تو جائیں گے ہی اب عین ظہر کی نماز کا وقت ہے۔ میں اذان دیتا ہوں آپ جماعت کروا دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا دشمن سے کہو آخر تم مسلمان کہلاتے ہو تم بھی نماز پڑھو' ہم بھی نماز پڑھیں گے' جنگ بند کر دو۔

حصین بن نمیر ولدالزنا کا ایک لفظ ہے۔ کیا؟ کہا حسینؑ تیری نماز قبول نہیں ہوگی۔ حبیبؓ کو طیش آ گیا۔ کہتے ہیں فرزند رسولؐ میں تمہارے نانا کے پیچھے بھی نماز پڑھتا رہا اب تب پڑھوں گا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس بکواس کا جواب دوں' تلوار اٹھائی' حملہ کیا' اس ناری کو فی النار والسقر کیا۔ پھر جو حملہ کیا اگرچہ ضعیف تھے پھر بھی ۳۰ سے زیادہ ناریوں کو فی النار کیا۔ لیکن عزادارو کسی طرف سے ان پر پتھروں کی بارش تھی' کہیں سے تیر آ رہے تھے' کہیں سے نیزے آ رہے تھے' کہیں سے تلواریں لگ رہی تھیں۔ کمزور جسم اور پانی بند بالکل پیاسا' معلوم نہیں کس طرح برداشت کرتے رہے۔ ایک لعین نے ایسا حملہ کیا کہ عاشق حسینؑ زین سے زمین پر آ رہا۔ اللہ اکبر!

جب مسلم بن عوسجہ شہید ہوئے۔ حسینؑ کا جانا اور حبیب بھی ساتھ تھے۔ حبیب مجھ سے وہ شرمائیں گے۔ حبیبؓ ان سے پوچھو شاید کوئی وصیت کریں۔

حبیبؓ گئے مسلم میں نے آپ کے پیچھے نہ آنا ہوتا نا' تو آپ مجھے کچھ وصیت کرتے اور میں آپ کی وصیت پوری کرتا۔ زخموں سے چور ہیں' مسلم فرماتے ہیں حبیب!

انا اوصیک بھذا الرجل (الغریب) میں تمہیں اس مرد کی وصیت کر رہا ہوں' حسینؑ کا خیال رکھنا' جسے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اللہ اکبر جل جلالہ وعم نوالہ۔

یہ ہے صحابہ کی پوزیشن اپنی موت بھول گئی ہے بس ایک فقرہ ہے کہ جو امام نے فرمایا:

یَاشِیقِی اِن شَرِبتُم مَاءَ عَذب فَاذکُرُونِی

اے میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پیو تو میری پیاس کو یاد کر لینا۔

اَو سَمِعتُم بِغَرِیبِ اَو شَہِیدِ فَاندبُونِی

جب کسی مسافر شہید کا سنو تو مجھ پر آنسو بہا لینا۔

بے نماز نہ ہونا اور اگر گناہ کرتے کرتے بوڑھے ہو جاؤ گے تو دوران مجلس آنسو رخساروں تک آ جائیں تو تم بخش دیے جاؤ گے۔ اب دل چاہتا ہے کہ ایک معجزہ ایک حدیث پڑھ دوں۔ آپ توجہ فرمائیے گا۔ تین فقرے ہیں:

اَحَبُّ العبادِ الی اللّٰہ

بندوں میں سے زیادہ محبوب اللہ کی طرف کون ہے؟

الْبَكَّاؤُنَ لِخَشْيَةِ اللّٰهِ

جو خدا کے خوف سے روئیں

الْمُجْتَنِبُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ

کیا کرے گا؟ ان کا حساب نہیں لے گا

الزاهدون فی الدنیا

دنیا سے نفرت کرنے والے ہوں۔

ان کو کیا دے گا؟ جنت کے سارے دروازے کھول دے گا جس طرف سے مرضی آنا' جانا۔

اگر ہم میں سے کسی میں کوئی عیب ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس عیب کو چھوڑ دے۔ اس میں کوئی عار محسوس نہ کرے--- اپنی حقیقت پر نظر رکھو۔ تجھے پتا چلے کہ تم کیا ہو؟ یہ کون کہہ رہا ہے' حسنینؑ کا بابا کہہ رہا ہے مالا بن آدم والفخر اوّله نطفه آخره جیفه آدم کا بیٹا کیا لگتا ہے اور کس بات پر فخر کرتا ہے۔

اوله نطفة اس میں دو ناپاک قطرے ہیں ایک ماں کا اور ایک باپ کا۔ آخره اجیفة جب مرے گا' ہم سب مریں گے۔ میت کو اگر غسل نہ دیا ہو اور میت کو ہاتھ لگائیں تو مسِ میت کا غسل واجب ہو جاتا ہے۔

قال علیؑ مالا بن آدم والفخر اوّله نطفة آخره جیفة۔

گھر آئے تو صابن اور زمین میں سے وہاں سے بدبو۔

وتقتله الشرقة تنبتة

کوئی شے سمجھے اور اڑ جائے تو موت واقع ہو جائے گی۔

العرقة لا یرزق نفسه ولا یدفع حتفه

مچھر جو نظر بھی نہیں آتا وہ ڈنگ مارے تو تمہیں درد ہوتا ہے۔

رزق پر طاقت نہیں رکھتا' میں موت کو روک نہیں سکتا' پھر یہ کیا چیز ہے؟

بزرگوار سامعین! خدا کا واسطہ ہے قرآن کو نہ چھوڑو۔ جس نے قرآن کو چھوڑا وہ کہیں کا نہیں رہا۔ اور قرآن معجزہ ہے پیغمبر کی ذات کا۔

فرمایا اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورت کے مقابل ایک سورت نہیں بنا سکتے تو پھر پورا قرآن تو بہت وسیع ہے۔

آخر میں کیا فرمایا؟

انا اعطینک الکوثر ٥ فصل لربک وانحر ان شانئک هو الابتر

یہ تین آیات ہیں۔ سب سے چھوٹی سورت ہے' یہ جو سب سے چھوٹی سورت ہے تم سب مل کر میرا مقابلہ کرو--- عرب کے سارے لوگ لڑنے پر تیار تو تھے' مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان میں مقابلے کی سکت نہ

تھی۔۔۔ کتنی عظمت ہے' قادر کریم کا کلام فصاحت' بلاغت اور وسعت میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اب وہی قرآن لوگوں کے گھروں میں برباد ہو رہا ہے' ایمان سے بتایئے کہ الماریوں میں بند قرآن کو دیمک نہیں چاٹ گئی' کچھ رحم کھاؤ کہیں یہ نہ ہو کہ یہی قرآن تمہاری شکایت لگا دے۔ تین چیزوں کو تم لوگ راضی رکھو جنت تمہارے لیے واجب ہو جائے گی۔ ایک علماء' دوم مساجد' سوم کتاب اللہ۔ توجہ فرمایئے غریب نواز! پھرنے کا نام شیعہ مذہب نہیں' دوڑنے کا نام شیعہ مذہب نہیں۔ میں تو کہتا ہوں ماتم بھی کرو تو زہرا کی بیٹی کو یاد کر کے جیسے بی بی نے ماتم کیا ویسے کرنا' سمجھ نہیں آ رہی! کہیں تم سوچو کہ بناوٹ ہو گئی' اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بی بی نے جو ماتم کیا ہے نا اس کی مثال دنیا میں نہیں ہے۔ حضرت حجت کی آواز آتی ہے کہ جو بیبیاں لاشِ حسینؑ پر آئیں وہ منہ پیٹ رہی تھیں' سر کے بال بکھرے ہوئے تھے' اسے رسموں میں مت ڈالو' رواج سمجھ کر مت کیا کرو۔ شریعت سے پوچھ کر ماتم بھی کرو' مجلس بھی سنو اور مجلس پڑھنے والا جھوٹ بھی نہ بولے۔ دین اللہ کے نزدیک فقط اسلام ہے۔ اسلام کے بنانے یعنی (مقنن دین) والا اللہ' پہنچانے (مبلغ دین) والا رسولؐ اللہ' بچانے (حامی دین) والا اسد اللہ اور قیامت تک حفاظت (محافظین دین) کرنے والے اس کے گیارہ بیٹے حجج اللہ اور خود اسلام۔

خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اسے پسند ہیں اہل بیتؑ جو سچے اور پرہیزگار

ہیں اور قرآن نے سچے اور پرہیزگاروں کی جو تعریف کی ہے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

لَیسَ البِرَّ اَن تُوَلُّوا وُجُوھَکُم قِبَلَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ

نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں جیسے نصرانی یا مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں جیسے یہودی۔

وَلٰکِنَّ البِرَّ مَن اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخِرِ وَالمَلٰئِکَۃِ والکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ

نیکی اس کا نام ہے کہ ایمان لاتا اللہ کی ذات پر، ایمان لاتا قیامت پر، ایمان لاتا فرشتوں پر، ایمان لاتا جتنی آسمانی کتب نازل ہوئیں، ایمان لاتا قرآن پر اور ایمان لاتا انبیائے کرام پر۔

اللہ کے واسطے توجہ رکھیے گا! جس نے دین کو بچایا، دین کو ہی نہ سمجھا تو بے دین ہو۔ بات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔

پانچ چیزوں پر ایمان ہو:

بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخِرِ وَالمَلٰئِکَۃِ والکِتٰبِ والنَّبِیّٖنَ

جو تمہارے گھر میں مال ہے اسے کیسے خرچ کرنا ہے۔

وَاٰتَی المَالَ عَلٰی حُبِّہٖ

اللہ کی محبت میں مال دو چھ شرطوں پر۔

ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰاکِینَ وَابْنَ السَّبِیلِ

وَالسَّائِلِینَ وَفِی الرِّقَابِ

چھ شرطیں ہیں اپنا قیمتی مال عطا کرنے کی: پہلے رشتہ دار، دوسرے یتیم، تیسرے مسکین، چوتھے مسافر، پانچویں مانگنے والے، چھٹے غلام آزاد کرنا۔ غلام تو ہیں نہیں۔

اپنا مال ان چھ شخصوں پر خرچ کرے:

وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوفُونَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوا وَالصّٰبِرِینَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِینَ الْبَاْسِ ـ اُولٰٓئِکَ الَّذِینَ صَدَقُوا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُونَ

یہ تمہارے چہاردہ معصومین کی تعریف قرآن نے بیان کی ہے اور انسان کو ساری صفتیں سنائی ہیں۔ یہ ساری صفات سنا رہے تھے کہ ایک شخص آیا۔ فرزندِ رسولؐ میں مقروض ہوں، مجھے ایک ہزار درہم دے دیں۔

کہا: قنبر جاؤ اس کو ایک ہزار لا دو۔

تم سمجھ رہے ہو کہیں تمہارا کوئی اور خیال ہو۔ صحابہ کی مذمت میں نہیں کر رہا لیکن بکواس نہ کرو کہ دوسرے حضرت علیؑ سے افضل ہیں۔ کیوں افضل ہیں؟ یہ کیا بے ہودہ بات کی ہے۔

غبار چھٹا ہے اس میں سے جن برآمد ہوا، نام ہے اس کا ''ارسا''۔ اس

نے کہا: میں جن ہوں۔ کیوں آیا ہے؟ میں پناہ مانگنے آیا ہوں۔ کافر جن ہیں جو ہمیں مارتے ہیں اور پیٹتے ہیں۔ کوئی بہادر جوان بھیجیں جو ان کو انجام تک پہنچائے اور ہمیں مصیبت سے نجات دلائے۔ محمدؐ نے پہلے بزرگ سے کہا جایئے۔ اس نے کہا: میں ان کی بولی نہیں سمجھتا۔ وہ زیرزمین ہیں میں زیرزمین کیسے جاؤں؟ دوسرے بزرگ نے کہا کہ میں زمین میں جاسکتا ہوں نہ ان سے بات کرسکتا ہوں۔ اصل میں دونوں نے غلط کہا جب کہ انہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہم جنوں سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔

میں تو سمجھتا ہوں دونوں بہانے بنا رہے تھے۔ کہنا ہی اس کو چاہیے تھا جس نے کبھی محمد کو انکار نہیں کیا!

یاعلیؑ آپ قدم رنجہ فرمائیں' بقا پہاڑ پر جائیں' زمین کو شق کریں' نیچے جائیں' انہیں جوتے لگائیں اور انہیں بھگائیں۔ تلوار ذوالفقار اٹھائی' بقا پر آئے۔ زمین میں اتنی تاب کہاں کہ وہ شق نہ ہو۔ انہوں نے اشارہ کیا زمین شق ہوگئی۔ ارسا اور مولا علیؑ اندر چلے گئے۔ تلوار سے آواز پیدا کرتے گئے بلند اور بلند' تاکہ سارے جن اچھی طرح سن لیں۔ سارے جن جمع ہوگئے۔ میرے مولا نے ۸۰ جنوں کو فی النار کیا۔ کہیں کچھ اور سمجھیں آپ!

لعنت ہے جنہیں اپنے دادا کی تمیز نہیں۔ ان سے زیادہ بدتمیز کون ہوگا۔ سیدو! تمیز سیکھو بدتمیز نہ بنو۔ لڑکی رسول کو دینی آسان ہے۔ (کھانا۔۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے)۔ لیکن میدان جنگ میں نفسِ رسولؐ جائے گا۔ زوجِ بتول

جائے گا۔

خاصانِ خدا میں سے سید امام جائے گا جس کے غضب کے موقع پر جبریلؑ کانپتا ہوا نظر آئے گا۔ فتح نصرت کر کے جنوں کو بھگا کر ان کی جان چھڑا کر واپس گئے۔ لیکن جتنا وقت مقرر کیا گیا تھا اس سے زیادہ دیر لگ گئی۔ پیغمبر بھی گھبراہٹ میں ہیں۔ سلمان بھی گھبراہٹ میں ہیں کس بات پر؟ یہ دیکھ کر کہ علیؑ کی تلوار خون سے آلودہ ہے۔ یا علیؑ یہ کیا ہے؟ دیر کیوں ہو گئی' فرمایا: جن بے ایمان بہت زیادہ تھے۔ بات سمجھ رہے ہیں نا--- جتنے بھی تھے۔

میں یہ نہیں کہتا فلاں بھاگ گیا فلاں رہ گیا' خود تاریخ میں دیکھیے میں اتنا کہتا ہوں علیؑ حاضر' فتح حاضر' علیؑ غیر حاضر فتح غیر حاضر۔ اسٹامپ تو کسی کو نہیں لکھ کر دیا' تم کیوں نہ لڑے؟ تم کیوں نہ لڑے' میرا خیال ہے ہر کسی کے ساتھ مہربان' پیارا بولنے والا تخلقوا باخلاق اللّٰہ اللہ کے اخلاق کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو۔

سمجھ رہے ہیں نا آپ۔ غریب نواز! بے مثال علیؑ۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تم رات کو نکل جاؤ۔ میں نے کیا کہنا ہے۔ شب ہجرت واضح کر رہی ہے۔ علیؑ کی ذات ایسی ہے جو تڑپ رہے تھے کہ کبھی جی بھر کر سوئیں۔ علیؑ کی ذات ایسی ہے جو نہ رات کو سوتی تھی نہ دن کو آرام کرتی تھی۔ وہ اپنے پروردگار کی خاطر جاگا کرتے تھے۔ پتا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے جاگنے کو نیکیوں کی وجہ سے عبادت تصور کرے گا۔

یا علیؑ! میں جا رہا ہوں۔ میرے بستر پر سو جانا۔

جی ضرور! میں آپ کے بستر پر سوؤں گا' اس طرح آپ بچ جائیں گے نا!

فرمایا: ہاں۔

پھر علیؑ نے فرمایا: بس ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ پھر آپ بستر رسولؐ پر سوئے اور خوب خراٹے لیے۔ وہ بے دین 'نامراد تلواریں سونتے کھڑے تھے کہ ہم محمدؐ کو یہ کریں گے وہ کریں گے۔ تم کسی کو کیا ذبح کرو گے تمہارا ذبح کرنے والا بستر پر موجود ہے۔ سمجھ میں آ رہا ہے نا!

مہاجر مدینے والے دلیر تھے نہیں۔ اللہ کے بندو! ہجرت کر کے آئے ہو تو کچھ فائدہ بھی اٹھاؤ۔ محمدؐ سے اپنے دامن میں کچھ لے بھی لو۔ علیؑ دنیا کو جیل سمجھتے تھے۔ جیل میں شریف نہیں جاتے۔ وہ چاہتے تھے کہ مجھے یہ لوگ ماریں' جنت میں جاؤں اور جیل سے رہائی پاؤں۔ دوسرے بزرگ تو ایسا نہیں سمجھتے تھے۔ انہیں مادی دنیا پسند تھی اور وہ دنیا کو ہی جنت سمجھتے تھے' نہ انہیں روز جزا یاد تھا اور نہ ہی کچھ اور احساس۔ وہ سمجھتے تھے یہی زندگی ہے۔ لہٰذا جتنا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے' اٹھانا چاہیے۔ آپ سب سمجھ رہے ہیں نا!

جب علیؑ بستر رسولؐ پر سوئے تو پوری رات خراٹے لیتے رہے۔ توحید (اللہ تعالیٰ) نے دو فرشتوں کو ندا دی۔ اے جبرئیلؑ! اور میکائیل! تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ لیکن کیا اتنا حوصلہ رکھتے ہو کہ ایک دوسرے پر جان قربان کر

سکو۔ حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیل نے عرض کیا: یا اللہ! تو تو زندگی اور موت کا مالک ہے مگر جان تو ہر ایک کو عزیز ہے۔ توحید نے فرمایا:

اِهبِطَا اِلَى الاَرضِ

زمین پر جاؤ دیکھو کیسے ایک بھائی دوسرے پر اپنی جان قربان کر رہا ہے' سمجھنے کی بات ہے!

جبریلؑ نے دیکھا۔ حیرت سے میکائیل کی طرف۔ جبریلؑ نے علیؑ کے سرہانے سے دیکھ کر اندازہ لگایا اور میکائیل حضرت علیؑ کے پاؤں کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ دونوں حفاظت کی خاطر گئے تھے مگر وہ علیؑ کے محتاج تھے۔ علیؑ سوائے خدا کے کسی کے محتاج نہیں۔ جب لوگ قتل کرنے آئے' چادر ہٹائی' حیران رہ گئے۔ کہتے ہیں یہ تو علیؑ ہے۔ محمدؐ تو نہیں ہے۔ علیؑ فرماتے ہیں: پھر تم نے تلواریں کیوں سونت لی ہیں۔ وہ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ رسولؐ ہوں گے۔ ہم آسانی سے ختم کر دیں گے۔ علیؑ سے پوچھا: محمدؐ کہاں ہیں؟ فرمایا: میرے حوالے کر کے گئے تھے۔ کافروں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ نفسِ رسولؐ ہے' زوجِ بتولؑ ہیں' انہوں نے تلواریں نیچی کر لیں۔

اگر کوئی دوسرا ایسا شخص مجھے دکھاؤ تو میں علیؑ کو چھوڑ دوں گا۔ حب علی ایمان کی نشانی ہے' بڑی قیمتی حدیث ہے۔ اگرچہ ہے چھوٹی سی۔ رسولؐ کے بیٹے حسینؑ سے کہا: حسینؑ ہمیں اپنی طرف منسوب کر لو۔

کیف اصبحت یا ابن رسول اللہ

رسول کے بیٹے آپ نے کیسے صبح کی؟

اصبحت ولی رب فوقی

میں نے صبح کی رب میرے اوپر مسلط ہے۔

والنار امامی

دوزخ کی آگ بھی جل رہی ہے۔

والموت یطلبنی

موت ہمیں طلب کر رہی ہے۔

والحساب محدق بی

حساب نے مجھے گھیر رکھا ہے۔

انا مرتهن باعمالی

میں اپنے اعمال کا مرہون ہوں۔

میں جسے دوست رکھتا ہوں اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ جسے پسند نہیں کرتا اسے اپنے سے دُور نہیں کر سکتا۔ میرے امور غیر کے ہاتھ میں ہیں۔ چاہے عذاب دے چاہے معاف کرے۔ میں ایک عاجز فقیر ہوں سب کے ذہن میں اگر یہ بات ہو تو کبھی وہ معصیت نہ کریں' کبھی غلط کام نہ کریں۔ مال پر اِترایا کرو نہ جائداد پر غرور کیا کرو۔ فخر کرو تو صرف ولائے آلِ محمدؐ پر' میرا خیال ہے اچھا اب میں ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

زہراؑ کے پیاسے بیٹے چار دن کے مہمان ہیں' مل کر زہراؑ کو پرسہ دیتے

ہیں۔ کسی چالاکی کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ سمجھو کہ زہراؑ بیٹے پر ایسے فریفتہ ہوئی ہیں کہ ہر ایک سے پُرسے کی خواہاں ہیں۔ اللہ اکبر!

روز عاشور بتولؑ کے بیٹے نے استغاثہ کیا:

هَل مِن نَاصِرٍ يَنصُرُنَا

کوئی ہے جو مجھ غریب کی مدد کرے؟

هَل مِن مُغِيثٍ يُغِيثُنَا

ہے کوئی جو ہماری فریاد سن کر پہنچے۔

هَل مِن ذَابٍ يَذُبُّ عَن حَرَمِ رَسُولِ اللّٰهِ

رسولؐ کی خواتین کی حفاظت کرنے والا کوئی ہے؟

اس استغاثہ نے حُر کے دل پر اثر کیا۔ وہ یہ سن کر اٹھا' پوچھا: کسی نے گھوڑے کو پانی پلایا۔ دوسرے نے کہا: نہیں۔ پانی کے بہانے گھوڑے کے قریب گیا مگر حالت یہ ہے کہ بری طرح کانپ رہا ہے۔ اتنا کانپ رہا تھا کہ ایک شخص نے پوچھا حُر کیا ہو گیا ہے؟ مجھ سے کوئی کوفے والا پوچھے کہ تو کتنا دلیر ہے مگر آج کیسی شکل ہو رہی ہے جیسے رعشہ کی بیماری ہو۔ حُر نے کہا: یار مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ میں جنت اور دوزخ کے درمیان ہوں' فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ دوزخ میں جاؤں یا جنت میں جاؤں لیکن میں دوزخ میں جانا نہیں چاہتا' گھوڑے کو مہمیز لگا کر وہ حسینؑ کی طرف گیا۔۔۔ لیکن گئے کیسے ہیں؟ شرم سے کپڑے سے منہ کو چھپایا ہوا ہے۔ وہاں پہنچ کر گھوڑے سے زمین پر اترے اور

کہتے ہیں فرزند رسولؐ، بتولؑ کے بیٹے میرا جرم سنگین ہے۔ میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس نے آپ کو روکا تھا۔ پردے داروں کے دل میں نے دہلائے تھے۔

لقد ارهب قلوب اولياء الله

اللہ کے بندوں کے دل میں نے ڈرائے ہیں۔

مجھ جیسے گناہگار کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس دین کے علم کے پرنسپل حسینؑ تھے۔ ہر ہر مضمون کا پروفیسر الگ الگ ہے۔ توبہ کا پروفیسر کوئی نہ تھا' توبہ کا پروفیسر ہونا چاہیے تھا--- میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

فرمایا: ہاں! ہو سکتی ہے۔ کیسا کریم ہے حسینؑ؟ فرماتے ہیں:

ارفع رأسک یاشیخ تاب اللہ علیک اپنے ہاتھ بلند کر اللہ تیری توبہ منظور کرے گا۔

ذرا عالم دیکھیے زہراؑ کی بیٹیاں پشیمان ہیں۔

حُر کہتے ہیں۔ حضور میں جیسے کھڑا ہوں' ایسے ہی میدان جنگ میں جا رہا ہوں۔ میدان جنگ میں گئے اور رجز پڑھا اور کہا کمینو! تمہیں شرم نہیں آتی' زہراؑ کے بیٹے کی تم نے دعوت کی اور اب ایسا سلوک کر رہے ہو' گویا وہ کسی قید میں مقید ہوں۔ نہ وہ واپس جا سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں' پانی بند کر دیا ہے دریا کا' وہی پانی کافر پی رہے ہیں' کتے پی رہے ہیں' خنزیر اس میں تیر تیر کر غسل کر رہے ہیں تمہیں شرم نہیں آتی۔ حسینؑ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان معصوموں کے ہونٹ بھی خشک ہو گئے ہیں--- ان لعینوں پر کوئی اثر نہ ہوا تو

ایسا حملہ کیا کہ بہت سارے جہنمیوں کو فی النار کیا۔ دل نے چاہا کہ ایک بار پھر حسینؑ کی زیارت کر آؤں۔ خون بہہ رہا ہے' تیر جسم میں پیوست ہیں۔ حسینؑ کے پاس آئے۔ مولاؑ میرا آخری سلام قبول کیجئے--- مجھے کوئی سمجھ نہیں آ رہی جیسے جیسے جوان جاتے رہے' مرتے رہے' شہید ہوتے رہے حسینؑ پر ویسے ویسے کمزوری طاری ہوتی رہی۔ پھر جب زخموں سے چور چور ہو گئے تو رحل زین پر سے زمین پر ھل اتی کی تفسیر نازل ہوگئی۔

حسینؑ کا جانا' پیشانی سے خاک صاف کی' اپنے زانو پر حُر کا سر رکھا۔ فرماتے ہیں: حُر تمہاری ماں نے تمہارا بہت خوبصورت نام رکھا ہے۔ حُر کہتے ہیں آزاد کو' تم دنیا میں بھی حُر تھے اور آخرت میں بھی حُر ہو۔

ایک اور صحابی ہے نام ہے وھب بن عبداللہ کلبی نصرانی۔ سمجھ آ رہی ہے نا۔

مخالف فضاؤں کے باوجود حسینؑ کی خاطر جان کی بازی لگا دی۔ ان کا نام حسینؑ کے مجاہدین کی فہرست میں لکھا گیا ہے۔ حضرت کا گزرنا' نیزہ اٹھا کر زمین پر مارنا' چشمے کا ظاہر ہونا' جب چشمہ ظاہر ہوا تا! حضرت نے فرمایا وھبؓ سے: جلدی وہاں پہنچیں' وھب جب آئے تو وہاں پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔ اس نے پوچھا یہ کیسا چشمہ ہے؟ بتایا گیا کہ ایک نورانی شکل والا تھا۔ اس نے نیزہ مارا تو چشمہ جاری ہو گیا۔ اس نے آ کر ماں باپ کو بتایا۔ اس کی شادی کو سولہ دن ہوئے تھے۔ فوراً جا کر حضرت کی خدمت میں اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول

کرنے کے بعد ماں نے کیا کہا؟ کہتی ہے: اگر تم حسینؑ پر جان قربان نہیں کرو گے تو میں تمہیں دودھ نہ بخشوں گی، تمہاری ماں نہیں بنوں گی۔

تلوار اٹھائی، میدان جنگ میں آئے، جوان تھے، بہت چستی اور تیزی سے جنگ کر کے ماں کی طرف پلٹے، ماں آپ راضی ہیں!

وہ کہتی ہے: بیٹے! میں اس وقت راضی ہوں گی جب تمہارا سر قلم ہو جائے گا حسینؑ کی خاطر۔ خواہش نفسانی کے پیچھے نہ لگنا، بات نہ ماننا۔

پھر تلوار اٹھائی اور میدان جنگ کی جانب چلے۔ ناریوں کو فی النار کیا۔ زمین پر گرے، سب سے پہلے ماں گئی۔ ان ظالموں نے بیٹے کا سر قلم کر کے ماں پر پھینکا۔ ماں نے وہی سر اٹھا کر ایک شخص کو مارا اور اس خارجی کو فی النار کیا۔ بی بی نے فرمایا: صدقے کر دیا میں نے اپنا بیٹا حسینؑ پر سے۔ مجھے بیٹے کے مرنے کا غم نہیں ہے۔

ابھی لاش پڑی ہی تھی کہ اس کی زوجہ آئی۔ آ کر سر گھٹنوں میں لے کر بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ شمر ملعون نے نوکر کو جو بھیجا تو اس نے ایسی تلوار ماری کہ اس خاتون کا سر دو ٹکڑے ہو گیا۔

الا لعنة الله على الظالمين

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمۃ المعبود بقدرتہ
المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ
والمرھوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہٖ
الذی خلق الخلق بقدرتہ فمیزھم باحکامہ واعزھم
بدینہ واکرمھم بنبیّہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیہ
وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی
کتابہ المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ ششم

بزرگوار سامعین! تمہارے ایمان کا محافظ قرآن ہے' کتاب اللہ ہے۔

ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم

یہ قرآن اس ملت کی ہدایت کرتا ہے جس میں کوئی کجی نہیں۔

یہ قرآن کیا کرتا ہے' ہدایت کرتا ہے اس ملت اور مذہب کی جس میں کوئی کجی نہیں' دہرا پن نہیں ہے۔ میرا خیال ہے تمہیں میری یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ میں مر بھی جاؤں تو جسے منبر پر بٹھاؤ اسے کہنا: بابا! آپ قرآن سنائیے۔ باقی جو لغو چیزیں ہیں تا قبلہ! ان کی ضرورت نہیں ہے--- کون قرآن؟

یٰسٓ وَالقُرآنِ الحَکِیم

اللہ تعالیٰ قرآن کی قسم کھا رہا ہے۔ اے سامع حق! حکمت والے قرآن کی میں قسم اٹھا رہا ہوں۔ سمجھ نہیں آ رہی۔ آپ دیکھئے قرآن اتنی عظمت والی کتاب ہے کہ اللہ قسم اٹھا رہا ہے۔ اس قرآن کو وہ چھوڑے گا جو شیطان کا مخلص

مطیع ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مطیع ہے وہ شیطانوں کے قریب نہیں پھٹکتا۔ جب شیطان کا وسواس ہو تو آپ پڑھا کریں لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ جو نہ بھاگے تو پھر کہنا۔

کتاب کے ہوتے ہوئے' پروردگار عالم کے حکم کے مطابق رسولؐ خدا کا ارشاد گرامی ہے: حق علیؑ کے ساتھ ہے علیؑ حق کے ساتھ ہے --- یا اللہ! جدھر علیؑ پھرے تو حق کو ادھر پھیر دے۔ غلط پھرنے بھٹکنے سے کچھ حاصل نہیں' پتا ہے کہ وہ غلط نہیں پھرتے مگر کہیں صحابہ وغیرہ سے حق کو منسوب نہیں کیا گیا' کہیں نہیں کہا گیا کہ یا اللہ جدھر یہ گھومیں حق کو اس طرف گھما دے۔

مومنو! کیا ساری عمر الٹی سیدھی باتیں سوچتے رہو گے۔ کچھ عقل کرو' کیا حماقت ہے' انسان خود بخود ہی سمجھ میں آجاتا ہے۔ ہر کسی کی اپنی اپنی شخصیت ہوتی ہے۔ علیؑ کو دیکھئے کبھی رسولؐ کی بات سے اختلاف نہ کیا' کسی صحابی کی طرح بہانے نہ بنائے۔ علیؑ صرف قرآن کا عالم نہیں ہے؟ قرآن کا بھی ہے' توریت کا بھی ہے' زبور کا بھی ہے' انجیل کا بھی عالم ہے۔ کوئی پاگل ہی ہوگا جو انہیں چیلنج کرے گا۔ علیؑ کی اتنی قابلیت ہے جب کوئی فیصلہ مشکل آپڑتا تو سب علیؑ کے پاس دوڑتے' یا علیؑ! ہمیں یہ بات سمجھا دیجئے۔ ہمیں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی۔

شریفو! منبر پر چڑھ کر بیٹھ جاتے ہو' جب سمجھ میں کچھ نہیں آتا تو کیوں بیٹھتے ہو۔ ہم مانتے ہیں کہ رسول کے صحابی ہیں کہیں نہ کہیں سے سید (سردار)

ہیں، ہمارے بھائی ہیں لیکن منبر کے اہل نہیں۔ منبر کے اہل کو جاہل نہیں ہونا چاہیے۔ جب اسے کچھ آتا نہیں تو ہمیں اس کا کیا فائدہ؟ میں کسی کی مذمت نہیں کر رہا، میں کسی کا مخالف نہیں۔ منبر رسولؐ پر میں کسی بھی غلط شخصیت کا قائل نہیں ہوں۔

دین کا بنانے والا (مقنن دین) اللہ، پہنچانے والا (مبلغ دین) رسولؐ اللہ، بچانے والا (حامی دین) اسداللہ، قیامت تک حفاظت کرنے والے (محافظ دین) اس کے گیارہ بیٹے حجج اللہ اور اس دین کا نام اسلام!! میں چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ بارہ اماموں میں سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا ہو، کوئی کام پڑا ہو اور یہ حل کر کے نہ دیں۔ منبر پر بیٹھے ہوں اور یہودی مسئلے پوچھیں تو کوئی چیز نہ آئے اور کبھی دائیں دیکھیں کبھی بائیں دیکھیں کتنی عجیب بات ہے۔ منبر پر وہ بیٹھے جو منبر کے قابل ہو۔

ایک حکیم تھا اس نے کہا:

یاعلی لقد زینت الخلافة ولم تذنبک رفعتها ولم ترفعک

خلافت کو تم نے زینت بخشی ہے خلافت نے تمہیں زینت نہیں دی۔ خلافت کو تم نے اونچا کیا ہے خلافت نے تمہارا مرتبہ نہیں بڑھایا۔

یہودی آ کر کوئی بات پوچھیں، کوئی بات نہ آئے تو وہ کہتے ہیں: بس

یہی پیغمبر ہے جس کا ایسا جانشین ہے۔ اسے صرف اپنا پتا ہے کہ یہ لوگوں کو بتائے کہ میں وصی پیغمبر ہوں--- یہ لوگ سلمانؓ سے ملے۔ آپ نے کہا: تم جانشین رسولؐ سے ملے ہی نہیں' آؤ تمہیں صحیح جانشین پیغمبر سے ملواؤں۔ جب وہ آئے تو امیر المومنینؑ کے دہن مبارک سے دریائے علم یوں ٹھاٹھیں مار کر بہہ رہا تھا کہ وہ حیران رہ گئے' اور کلمہ بھی پڑھ لیا۔ اب جو اللہ کی تعریف سے خوش نہیں ہوتا ایک فقرہ علیؑ نے اللہ کی تعریف میں کہا:

یا علیؑ! آپؑ نے اللہ کو کیسے پہچانا؟

علیؑ نے فرمایا:

عرفت اللّٰہ بنسخ العزائم

میں نے اللہ کو اپنے ارادوں کے توڑنے سے پہچانا۔ میرے ارادوں کو صرف وہی توڑ پھوڑ سکتا ہے دوسرا کوئی نہیں توڑ سکتا۔

علیؑ کا مقابلہ کرتے ہو اللہ کی نظر میں تو تم کچھ ہو نہیں' پیغمبر کے گھر کے ٹکڑے توڑنے کے لیے پڑھا لا الٰہ الا اللہ۔ میں کہتا ہوں علیؑ قرآن کا محتاج نہیں' قرآن علیؑ کا محتاج ہے کیونکہ جب تک علی تفسیر نہ کریں قرآن کا کچھ پتا نہیں چلتا۔ سمجھ میں نہیں آتا' جب تک تفسیر نہ ہو قرآن کا کسی کو پتا ہی نہیں چلتا ورنہ قرآن عام کتاب تو نہیں کہ ہر شخص کی سمجھ میں آجائے۔ قرآن کے معنی وارث قرآن بتاتا ہے۔ زبان علیؑ کی ہو تو پھر قرآن کی وضاحت ہوگی۔ پھر پتا

چلتا ہے کہ کون سے مرکز سے پھوٹ رہا ہے' کون سے قلب اقدس میں سے اُمڈ رہا ہے۔ ان کے بیٹے حسن مجتبیٰ علیہ السلام سیدہؑ کی گود میں لوح محفوظ کا مطالعہ فرماتے تھے۔ اور ادھر بڑے بزرگ کے جو عزیز ہیں انہیں قرآن کے معانی سے بھی آگاہی نہیں!

کتنی تعجب خیز بات ہے کہ آج تک آپ کو یہی پتا نہیں چلا کہ علیؑ کون ہیں؟ اس کے مرتبہ سے ناآشنا ہو۔ علیؑ افضل ہے کیا؟ علیؑ افضل نہیں ہے؟ افضل کے کیا معنی ہیں کہ دوسرے شخص کی نسبت علیؑ کا مقام و مرتبہ انتہائی بلند ہے۔ علیؑ افضل ہیں آدمؑ سے' علیؑ افضل ہیں نوحؑ سے' علیؑ افضل ہیں خلیل اللہ سے' علیؑ افضل ہیں کلیم اللہ سے۔ دوسرے پتا نہیں کون سی فضیلت رکھتے ہیں؟!

علیؑ کی فضیلت بچہ بچہ تسلیم کرتا ہے۔ دنیا میں اللہ کو اگر کسی نے پہچانا تو خاندانِ نبوت نے۔ دیکھیں سجادؑ کو کہ ان کے در پر جو بھی آئے۔ مسکین ہو تو بھی غنا' سائل ہو تو بھی غنا' فقیر ہو تو غنا۔ اے پروردگار! تیرا مسکین تیرے دروازے پر حاضر ہے' تیرا مانگنے والا تیرے دروازے پر حاضر ہے۔ یہ ہیں جو اللہ کی عظمت کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ کمالات دوسروں کے بھی ہوں گے۔ کچھ نہ کچھ کمالات کتے کے بھی ہوتے ہیں' کمالات کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ اس لیے کسی فرد اہل بیتؑ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے کچھ کمال کیا ہے بلکہ ہمیشہ یہ کہا کہ کمال اس پروردگار نے دیا' اس کی مرضی تھی کہ کمال دکھایا جائے اور اس کی مرضی ہو تو نہ دکھائے۔ وہ اللہ ہی ہے یتیموں کی پرورش کرنے والا' غریبوں

پر رحم کرنے والا' دشمنوں کو سزا دینے والا۔

ایک فقرہ مجھے یاد آ رہا ہے۔ آپ کو سناتا چلوں جب دو صفیں اکٹھی ہوئی ہیں نا ایک حسینؑ کی اور ایک دشمن کی۔ توحید کی طرف سے حسینؑ پر مصحف اترا ہے' توحید نے کیا فرمایا؟

''نصرت چاہیے تو وہ دے دیتا ہوں اگر مجھ سے ملاقات کرنی ہے تو وہ کرا دیتا ہوں''۔

حسینؑ نے عرض کیا: ''مجھے نصرت کی ضرورت نہیں' مجھے اپنی ملاقات کا موقع دے''۔

مجھے بتایئے کہ ایسا کہیں ہوا؟ اگر ہوا تو کس نے کیا؟ مجھے دکھاؤ تو سہی ذرا! یہ ہے سراسر توحید' قبلہ! سراسر توحید کون اللہ' قرآن کی آواز آئی:

یاایھا الناس اعبد ربکم الذی خلقکم

اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

میرا خیال ہے جس نے زمین کو ہمارے لیے فرش بنایا' آسمان کو ہمارے لیے چھت بنایا ہے۔ تو اگر خدا کا مخالف ہوگا تو خالی ہو جائے گا۔ تیرے پاس کچھ باقی نہ رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ توحید ہم سے صرف ایک بات چاہتی ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ بناؤ اور نماز پڑھے جاؤ' تجھے جنت بھی مل جائے گی' علیؑ کی ولایت کا قائل رہ' توجہ فرمایئے غریب نواز!

کون محمدؐ؟

اللھم صل علی محمد و آل محمد

تمام کائنات سے پہلے محمدؐ پیدا ہوئے۔ اُن کے ذکر سے نماز کو زینت دو۔

کہتے ہیں زینت کیسی؟ ہم تو محمدؐ کو انسان سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ برجوں میں تسبیحیں پڑھتے رہے' برج خلق کے مقامات ہیں جیسے برج شمس' برج قمر۔

کعبے میں علیؑ کی پیدائش توریت کے ذریعے بھی بیان کی گئی' زبور نے بھی بیان کی' انجیل نے بھی بیان کی اور قرآن نے بھی۔ جواب نازل ہو رہا ہے۔ کیا وہ جانتا ہے کہ کعبہ میں چند سال بعد علیؑ پیدا ہوں گے۔ انھیں آج تک نبی کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ جیسے کل آپ کا بزرگ بیٹھا تھا۔ کہتا ہے کیا ہو گیا ہے' کیا کرتے ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے اُٹھ کر ایک تھپڑ لگایا جسم پر انگلیوں کے نشان بن گئے؟ آفرین ہے اس بزرگ اور اس کی جنس پر۔ فرضی بات آپ کو نہیں سنائی' آپ سمجھ رہے ہیں نا!

ابھی میں نے آپ کو اہل تسنن کا جنازہ نہیں سنایا۔ وہ کیا ہے؟ جو غسل دے تا وہ پردہ کرے' کہا یا اللہ! ہمارے چھوٹوں کو بخشا' چھوٹوں نے زیادہ گناہ کیے ہیں؟ ہمارے بزرگوں کو بخشا' ہمارے زندوں کو بخشا' ہمارے مُردوں کو بخشا' بھئی اپنے لیے تو مانگو۔ افسوس ہے تم پر صرف دوسرے گناہگار ہیں تم نہیں

ہو۔ تمیز ہی نہیں ہے۔

یہ بات سنیوں میں ہے اور شیعہ مذہب میں کیا ہے؟ عورت ہے یا مرد ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبدُکَ وَابنُ عَبدِکَ وَابنُ اَمَتِکَ

اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے تیرے بندے کا بیٹا ہے' تیری کنیز کا بیٹا ہے۔

میرا خیال ہے کوئی بات تو کرو جنازے کی۔ شکر ہے زید کا جنازہ سبحان اللہ ابراہیم سے پڑھایا ورنہ کون ایسا بزرگ ہے جو جنازہ پڑھاتا۔ مجھے تو رہنے دو۔ میں تو معذور ہوں نہ اٹھ سکوں نہ بیٹھ سکوں نہ جنازہ پڑھا سکوں۔ نہ مجھے کسی بات کی سمجھ ہے۔ سفید داڑھی والا بوڑھا ہے' کمزور ہے' شیعہ نماز پڑھتے ہیں' ہاتھ کھول کر اور پانچ تکبیروں کے ساتھ' تو جہلاء کہتے ہیں کہ شیعہ تو نماز کے دوران مچھر اڑاتے ہیں بے وقوفو! لاوارثو' ہماری کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید میں لکھا ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانحَر

اپنے رب کی نماز پڑھ اور رفع یدین کر۔

میرا خیال ہے ان کی کتابیں ہیں جن میں جہالت ہے۔ پیغمبر کی سنت کو انھوں نے مذاق بنایا ہے نہ دین ہے نہ مذہب۔ رسول اکرمؐ کی ۲۳ سال کی محنت۔ کوئی آیا بیٹھا ہے' اس شخص نے کہا رسولؐ خدا میری آنکھ نکل گئی ہے۔

ڈیلا (Eye ball) بھی باہر نکل آیا ہے۔ آپؐ نے اس کی آنکھ کو ہاتھ لگایا' ڈیلا اپنے مقام پر واپس آ گیا اور آنکھ بالکل صحیح ہو گئی۔ درد بھی ختم' دوسری آنکھ جو صحیح تھی اس سے زیادہ نظر آنے لگا۔ محمدؐ کے ہاتھ کی برکت سے پہلی آنکھ کی بصارت زیادہ ہو گئی۔

ایک اونٹ ہانپتا کانپتا' زور زور سے چیختا چلاتا دوڑتا ہوا آیا' آ کر حضورؐ کے سامنے سربسجود ہو گیا' مصلے پر' حضرت عمر نے کہا کہ جسے اونٹ سجدے کریں ہم کیوں نہ کریں۔ اس بے چارے کو آج تک توحید کی سمجھ ہی نہیں آئی۔

ایک تاریخ کے پروفیسر نے یہ بکواس کی اسے اتنا نہیں پتا چلا یہ کہتے ہوئے کہ ثانی محمدؐ کا اصل جانشین ہے۔ جاہل انسان تجھے اتنا پتا نہیں چلا کہ ثانی نے کہا: ''محمدؐ تو بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے' لغو باتیں کر رہا ہے''۔ جاہل انسان کیا محمدؐ لغو باتیں کر سکتے تھے۔ دل چاہتا ہے ایسی بات کہنے والے انسان کو زندہ دفن کر دیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں محمدؐ کا جانشین وہ کہاں سے بن گیا؟ کہاں کا جانشین۔ پیغمبر کیا بات ہے تاریخ کے پروفیسر کی۔ یا تو یہ کہا کرو کہ ہم اولاد ثانی ہیں' کبھی تم لوگ اولاد علیؑ ہونے کا دعویٰ مت کیا کرو جو ثانی کے حواری ہیں اگر پروفیسر سے اس قسم کی باتیں سنی ہوتی ہیں۔ مولا تمہیں سلامت رکھے۔

کون محمدؐ؟ زمین پر دیکھئے' پہاڑ جھک جھک کر سلام کریں۔ درخت جھک جھک کر سلام کریں۔ آسمان کو دیکھئے انگلی کا اشارہ کرے تو چاند وہیں دو ٹکڑے ہو جائے۔ ملائکہ ان کی زیارت کو بے چین ہوتے ہیں۔ پیغمبر آپ سے ناراض

ہوئے ہیں' نامراد! ناراض نہیں ہوئے نماز پڑھنے لگے رہیں پیغمبروں کی خواہش تھی کہ محمدؐ کی زیارت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے بھیجا' جاؤ زیارت کر آؤ محمدؐ میں کون سی کمی ہے جو ناراض ہوں۔ جتنی بار بھی میرے پاک پیغمبر تشریف لے گئے روحی وارواح العالمین لہ الفداء یہ ضرور کیا' ہر ہر مقام پر نماز بھی پڑھتے رہے۔ جب پیغمبر یا امامؑ نماز پڑھ کر واپس آتے اس کا علم پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؑ نے دیکھا اللہ اکبر! فوج کھڑی ہے جنگ صفین کے موقع پر' فرمایا اپنی فوج کے جوانوں سے' یہاں آؤ یہ جو ریت کا ٹیلہ ہے نا' اس میں مُردوں کی نشانیاں ہیں۔ کسی کو بھیجا۔ اس نے کہا یا قلندہ (قلندہ مچھلی کو کہتے ہیں) بہت ساری مچھلیاں ہر طرف سے نکل آئیں۔ وہ ڈر گیا۔ واپس آیا' کہتا ہے وہ تو بہت زیادہ ہیں میں کس سے بات کروں؟

فرمایا: قنبر!

کہا: لبیک۔

فرمایا: جاؤ' معلوم کرو۔

ایک بڑی سی مچھلی نمودار ہوئی ---حضرت علیؑ فرماتے ہیں اس دریا کا نام بتاؤ۔

وہ کہتی ہے امیرالمومنینؑ میں دو ہزار سال سے مری ہوئی ہوں۔ آپ میرا نام جانتے ہیں' میرے باپ کا نام جانتے ہیں تو اس کا نام کیوں نہیں جانتے؟ واپس چلی گئی۔

کس قدر ذہین تھے حضرت علیؑ ۔ جس دریا میں تمہارے والد بزرگوار غسل فرماتے ہوں گے اس دریا کی مچھلیوں کے نام اور ان کے باپ کے نام حضرت علیؑ جانتے تھے اور لوگوں کی موجودگی میں مچھلیوں سے بات کرنے کا مقصد علیؑ کا یہ تھا کہ ان بے دینوں کو بتا سکیں کہ مچھلیاں تک مجھے جانتی ہیں تم بے دینو نہ بھی جانو تو کیا ہو جائے گا۔

کون علیؑ ؟ جس طرف توجہ فرمائیں مُردے کو زندہ کروا سکتے ہیں۔ کمزور کو طاقتور بنا سکتے ہیں۔ میں آپ کو اپنا ذاتی واقعہ سناتا ہوں۔

میرے ساتھ ایک مسافر نجف کی طرف جا رہا تھا۔ اس کا تعلق بلوچ قبیلے سے تھا۔ وہ طالب علم بھی تھا' میرا بھائی بھی تھا۔ اسے بخار تھا اور کچھ اس قسم کا بخار تھا کہ اس کے بدن سے بدبو نکل رہی تھی' اس کے اخلاق میں بدبو رچ بس گئی تھی۔ میں قبر پاک کے پاس سے گزرا۔ میں نے کہا یا علیؑ میں درخواست کر رہا ہوں کہ مجھ پر ایک مصیبت نازل ہو گئی ہے' بیماری سے بھی ڈر لگتا ہے۔ تیمارداری بھی ضروری ہے اور اپنی صحت بھی۔ یا یہ ضروری ہے یا وہ ضروری ہے۔ میں اس کی تیمارداری کیونکر کروں؟ کہیں مجھے بھی بخار نہ ہو جائے۔

علیؑ میدان جنگ میں غازی' مسند قضا پہ قاضی' مکی مدنی اور حجازی۔ رسولؐ فرماتے ہیں کہ ان کے کمالات کو کوئی نہیں جان سکتا جس کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔ اس کے کمالات کون جان سکتا ہے۔

اے ذاکر! کوئی ننھیال والوں کی فضیلت سناتے' تم جو ننھیال کے پیچھے باولے کتوں کی طرح بھاگتے ہو' کوئی فضیلت سناتے کہ کون سی فضیلت؟ یہی فضیلت (مرحب آیا ہوا ہے یہ تو ہمیں مار ڈالے گا)۔ جاہل انسان اگر تمہیں مار دیتا تو تمہیں اسی طرح پر رونے والا بھی ہوتا۔ وہ بار بار کہہ رہے ہیں کوئی ہے جو اس کمینے کا جواب دے۔ علیؑ بار بار کھڑے ہوتے۔ رسولؐ خدا فرماتے آپ بیٹھے رہیئے۔ ابھی آپ خاموش رہیئے۔ وہ تو امتحان لے رہے تھے۔ اس میں سفید داڑھی والا' کالی داڑھی والا' گورے' کالے بھی لوگ شامل تھے۔ پتا نہیں کیا کیا مصیبتیں جمع ہوئی تھیں' کس کس گندی نسل کے لوگ موجود تھے۔ ان کی زبان حال سے معلوم ہوا یا محمدؐ ہم آپ کے لیے اسلام بچانے کی خاطر کیوں لڑیں' آپ سید ہیں یا تو آپ خود لڑیں یا آپ کا بھائی لڑے۔ علیؑ کی خواہش پوری ہوگئی۔ تلوار اُٹھا کر ملعون کو ایسی لگائی کہ وہ کتے کی طرح بھونکنے لگا۔

میدان جنگ میں وہ غازی مسند قضا پر قاضی' مکی' مدنی اور حجازی۔

آج تک علیؑ کے متعلق کسی نے نہیں کہا۔ دیکھئے جناب ضرب تو نہیں لگی شاید لگی ہو مگر ایسی ضربت نہیں لگی کہ عیب پیدا ہو۔ باقی بہت سے ایسے بھی لوگ ہیں کوئی بھاگ جاتے ہیں کوئی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کوئی ثابت قدم رہتے ہیں۔ علیؑ ایسے شخص ہیں جو ہمیشہ ثابت قدم بھی رہے اور کوئی زخم بھی نہیں لگا۔ یہ علیؑ کا معجزہ ہے کہ ان کو کوئی ایسا زخم نہیں لگا جس سے عیب پیدا ہوتا...... اللہ اکبر!

آج نو محرم ہے۔ میں علیؑ کو پُرسہ دوں گا پہلے میں آپ سے کو یہ بتاتا

ہوں کہ ساری فوجیں تیار ہیں۔ حضرت امام حسینؑ اندر تشریف فرما ہیں۔ فرماتے ہیں عباسؑ ان سے کہو میں اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہوں ایک رات کی مہلت دے دو۔ حالانکہ مہلت کا فائدہ یزیدی لشکر کو ہی تھا کیونکہ کل یہ بھوک اور پیاس کے سبب زیادہ کمزور ہو جاتے۔ عباسؑ کا آنا اور عمر ابن سعد کو کہنا کہ فرزندِ رسولؐ و بتولؑ کا فرمان ہے کہ ایک رات کی مہلت دے دو صبح جیسے چاہے کر لینا۔ وہ لعین کہتا ہے میں مہلت نہیں دوں گا۔ عمر بن حجاج وہاں بیٹھا تھا' کہتا ہے عمر بن سعد تجھے شرم نہیں آتی۔ کتنے بے غیرت ہو تم سے اگر کافر بھی ایک رات کی مہلت مانگتے تو تم دے دیتے یہ تو محمدؐ کا بیٹا ہے...... اللہ اکبر!

ملعون نے بادلِ نخواستہ مہلت دی۔ صحابہ کو بھی بلایا' اہل بیتؑ کو بھی بلایا۔ کہا میں نے آپ کو فارغ کیا۔ آپ جا سکتے ہیں۔ یہ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ اگر آپ میرا ساتھ نہیں دیں گے تو یہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔ میرے اہل بیتؑ کا ہاتھ بھی پکڑ لو' ان کو بھی لے جاؤ۔ ان جرأت مند صحابہ نے بے انتہا جرأت کا مظاہرہ کیا۔

فرزند رسولؐ آپ کو تنہا چھوڑ کر محمدؐ کو کیا منہ دکھائیں گے کہ تیرے بیٹے کو نرغۂ اعداء میں چھوڑ آئے ہیں۔ ہم نہیں جائیں گے۔ جن کو جانا تھا وہ جا چکے تھے جو رہ گئے تھے وہ ثابت قدم تھے۔ (اب تھوڑی سی توجہ غریب نواز!)

بہن نے جب یہ بات سنی تو فرمایا: بھائی کبھی مجھے یہ مت کہنا کہ چھوڑ کر چلی جاؤ۔

ہلالؓ بن نافع خیمے کا پہرہ دے رہا تھا۔ وہ یہ گفتگو سن رہا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا جو چھوڑنا چاہتا ہے وہ چھوڑ جائے۔ ہلالؓ گیا حبیب کے خیمے پر' آواز دی: حبیبؓ زہراؑ کی بیٹیوں کو تجھ پر اعتماد نہیں۔ حبیبؓ نے تعجب سے کہا' کیا؟ حبیبؓ نے آواز دی: اے میرے دوستو! باہر نکل آؤ سب سے پہلے عباسؑ نکل کر آئے۔ حضرتؑ نے فرمایا: آپ ہمارے آقا زادے ہیں اپنے بھائیوں کو لایئے۔ بتولؑ کی بیٹی کے دروازے پر آئے' زینبؑ کے دروازے پر آ کر کہا: خاندانِ عصمت! ہم پر یا اعتماد کرو اگر آپ اعتماد نہیں کرتے تو میں خود اپنا سر کاٹ دیتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: بہن زینب آپ نے حبیبؓ کی آواز سنی۔ زینبؑ نے برقعہ پہنا' دروازۂ خیمہ پر آ کھڑی ہوئیں اور فرمایا: ہاں ہمیں اعتماد ہے۔ میری بی بی برقعہ پہن کر خیمے سے باہر آ گئیں اور فرمایا:

ایھا الطیبون قوموا اے پاکیزہ ولادت والو! جناب فاطمہؑ کی بیٹیوں' بہوؤں' پوتے' پوتیوں کی حفاظت کرو...... اللہ اکبر!

آج مجھے پُرسہ دینا ہے علیؑ بن ابی طالبؑ کو۔

عقیلؑ کوئی خاندان مجھے ایسا ملے جو سب سے دلیر ہوگا اس سے رشتہ کروں گا۔ قادر کریم مجھے بیٹا دے گا میں بیٹے کو حسینؑ پر قربان کروں گا۔ انتظام کیا حضرت عقیلؑ نے شادی کا' کس کے لیے؟ تاجدار امامت کے لیے۔ وہ فرماتے ہیں مجھے ان کی خوشنودی چاہیے۔ نکاح ہو گیا۔ جب علیؑ کے دروازے پر آئی تا تو درِ علیؑ کو جھک کر چوما' دہلیز کو چوم کر اندر گئی۔

لولو والمرجان کے موتی ٹوٹے ہوئے دیکھے تو دل کٹ کر رہ گیا۔ ایک ایک فرد کا سات بار طواف کیا۔ کہتی ہے شاہزادے میں آپ کی لونڈی بن کر آئی ہوں۔ آپ کی خدمت کروں گی۔ آپ کے کپڑے دھوؤں گی مجھے اپنی خدمت کا موقع دیجئے۔ میری خدمت قبول کیجئے گا۔ یہ میری عاجزانہ درخواست ہے' نواں یا دسواں مہینہ تھا کہ حضرت عباسؑ علمدار کی ولادت ہوئی اور ابتداء امیرالمومنین علیؑ نے کی۔ حضرت علیؑ تشریف لائے' عباسؑ کو آغوش میں لیا' آغوش میں لے کر کپڑا جو شہزادے پر لپٹا تھا' اُتار کر عباس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا ان کے بازوؤں کو چوما اور رونے لگے' اتنا روئے' اتنا روئے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔

حضرت ام البنین جو حضرت عباسؑ کی ماں تھیں' کہتی ہیں یا علیؑ میرے بیٹے کے ہاتھوں میں کوئی عیب ہے کیا؟

فرمایا: آپ کو کیا پتہ کہ یہ ہاتھ کس کام آئیں گے؟ عباسؑ کی یہ پوزیشن تھی کہ جہاں حسینؑ بیٹھا کرتے تھے وہ کھڑے رہا کرتے تھے' بیٹھتے نہ تھے۔ جیسے ہی حسینؑ تشریف لاتے تو حسنؑ جو حسینؑ کے بڑے بھائی تھے کھڑے ہو جاتے۔ لوگ کہتے فرزندِ رسول چھوٹے بھائی کی اتنی تعظیم؟ تو آپ فرماتے کہ حسینؑ میں میرے بابا کا رعب و جلال ہے۔ اس ہیبت کے زیرِ اثر میں اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔

کربلا کے میدان میں آنا روز عاشور ہے۔ قربان ہونے والے قربان

ہوتے جا رہے ہیں۔ غیور عباسؑ کی سماعتوں سے سکینہ کی آواز ٹکرائی:

"چچا عباسؑ کی موجودگی میں میں پیاسی رہوں"۔

یہ سننا تھا کہ عباسؑ علمدار حسینؑ کے پاس تشریف لائے' فرمایا: "آقا مجھے اجازت دیجئے میں سکینہؑ کے لیے پانی لے آؤں یا اجازت دیجئے کہ اپنی جان دے آؤں۔ میں اب جینے کے قابل نہیں رہا۔ معصوم بچوں کے رونے کی آواز مجھے بے قرار کر رہی ہے۔

حسینؑ نے بھائی کے چہرے کو دیکھا جو مانند کتاب واضح تھا اور بے قراری عیاں تھی۔ عباسؑ آپ تو میری فوج کے سپہ سالار ہیں۔ آپ کے جانے سے میری فوج ختم ہو جائے گی۔ میری حفاظت کون کرے گا؟

فرمایا: آقا مجھے بتائیں وہ فوج کہاں ہے جس کا میں سپہ سالار ہوں۔ مشک اٹھائی۔ ذوالفقار کے دستے کو ہاتھ میں لیا۔ میدان کی جانب چلے۔ کم از کم ۳۰ ہزار فوج تھی دشمن کی' ذوالفقار کے دستے پر ہاتھ رکھ کر ان ناریوں کو فی النار کرتے ہوئے فرات کے کنارے پر تشریف لائے۔ مشک بھری' ارادہ کیا کہ پانی پیوں' پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ سے پانی بہا دیا۔

عزادارو! کیا سوچا ہو گا کہ حسینؑ پیاسے ہوں اور میں پانی پی لوں۔ حسینؑ کے معصوم پیاسے ہوں اور میں پانی پی لوں۔ اللہ جانتا ہے کہ اگر آپ پانی پی لیتے تو حسینؑ بھی خوش ہوتے' خدا بھی خوش ہوتا مگر ایسی مثال قائم کی ہے' ایسی مثال قائم کی کہ اتنی بے لوث محبت کرنے والا وفادار بھائی کائنات

میں آج تک پیدا ہی نہیں ہوا...... اللہ اکبر!

لے آئے؟ پانی؟ عباسؑ پانی لے کر چلے' دو ملعون کھجور کے درخت کے ساتھ چھپے کھڑے تھے۔ جب حضرت عباسؑ ان کے قریب سے گزرے ایک ملعون نے ایسا وار کیا کہ دایاں ہاتھ قلم ہو گیا۔ مشک کو بائیں ہاتھ سے سہارا دے کر تلوار سے حملہ کیا' ایک ظالم نے بائیں طرف سے ایسا حملہ کیا کہ بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ سوچا کہ مشک کو کندھے پر ڈال کر کسی نہ کسی طرح پہنچانے کی کوشش کروں۔ کوئی تیر برسا رہا ہے کوئی تلوار مار رہا ہے کوئی پہلو میں نیزے مار رہا ہے۔ تیروں کی بارش ہو رہی ہے۔ علیؑ کی امانت (عباسؑ) گھوڑے پر بیٹھے۔

لم یستطع حرکه حرکت کی طاقت نہیں۔

کسی ظالم نے سر پر ایسا گرز مارا کہ سر دو ٹکڑے ہو گیا اور امانت علیؑ زمین پر آ رہی۔

یا اُخا ادرک اخاک

بھائی' اپنے بھائی کی مدد کے لیے آؤ۔ میں گر گیا۔

حسینؑ کے آنسو بہتے جا رہے تھے جب بھائی کے پاس آئے تو ایک تیر آنکھ میں بھی لگا ہوا تھا۔ بھائی کے پاس آ کر فرماتے ہیں: بھائی!

الآن انکسرت ظھری میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔

قلت حیلتی

میرے جنگ کے سامان ختم ہو گئے ہیں۔

ارادہ کیا' بھائی کا سر زانو پر رکھا۔ مٹی صاف کی۔ مٹی پر خون ہی خون ہے۔ بہت زیادہ خون تھا۔ مٹی کا صاف کرنا تھا کہ عباسؑ اس قدر روئے' اتنا زیادہ روئے کہ کوئی حد نہ رہی۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں عباسؑ کیوں روتے ہو؟

کہا: آقا آپ نے میرا سر تو اپنے زانو پر رکھ لیا اور خاک صاف کر دی۔ کچھ دیر بعد جب آپ خاک و خون میں لت پت ہوں گے تو نہ تو کوئی آپ کا سر زانو پر رکھے گا اور نہ کوئی خاک صاف کرے گا۔

حسینؑ فرماتے ہیں: مرتے وقت بھی میرا ہی خیال ہے۔ ارادہ کیا کہ بھائی کی لاش اٹھا کر شہداء کے درمیان رکھوں۔ مولاؑ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا میں آپ کی لاش کو اٹھا کر گنج شہداء میں رکھنا چاہتا ہوں۔

عباسؑ نے عرض کیا: جو آپ کے نانا کا حق آپ کی ذات پر ہے وہ کم نہ ہو۔ میں نے وعدہ کیا تھا اپنی بھتیجی سے کہ بیٹی پانی لاؤں گا میں وعدہ پورا نہیں کر سکا۔ میری موت کو دیکھ کر پردے داروں کا صبر ختم ہو جائے گا' وہ برداشت نہ کر سکیں گی۔ مجھے ادھر ہی رہنے دیجئے...... اللہ اکبر!

آج تک قبر مبارک حسینؑ کے روضے سے دور ہے۔ میں ایک حدیث آپ لوگوں کو سناتا ہوں۔ دیکھئے آپ لوگ دین دار ہیں' سمجھ رہے ہیں توجہ سے سماعت فرمایئے گا۔

پیغمبرؐ فرماتے ہیں:

اوصانی ربی بتسع

میرے رب نے مجھے نو چیزوں کی وصیت کی اگر یہ نو چیزیں آپ کے دل میں آ جائیں تو جھگڑے وغیرہ ختم ہو جائیں گے' جنگ و جدال بھی ختم ہو جائے گا۔

اوصانی بالاخلاص فی السر والاعلانیہ

میرے اللہ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ چاہے لوگوں میں ہوں یا تنہا مخلص رہو' ریاکار نہ ہو۔

دوسری وصیت میرے رب نے مجھے یہ فرمائی۔

بالقصد

میانہ روی اختیار کرو' چاہے مال دار ہوں اور چاہے غریب ہوں۔ نہ فضول خرچی کرو اور نہ بخل کرو۔

تیسری میرے پروردگار نے مجھے یہ وصیت کی ہے:

اگر کوئی حق ہو' چاہے محکوم پر قبضہ کیا ہو اور چاہے وہ راضی ہو' ہر دو صورتوں میں عدل کرنا' ظلم نہیں کرنا۔

○○○

تین بزرگ اس کے بھی بعد پیدا ہوئے۔ انہوں نے لوگوں کو کس دین دیا' اس سے سنا' اس سے سنا' کسی نہ کسی سے سن کر۔ شیعوں نے دین کس سے لیا؟ محمدؐ سے' علیؑ سے لیا' بالمشافہ لیا۔ حسنؑ سے لیا' حسینؑ سے لیا۔ حسینؑ سے دین کس نے لیا؟ سجادؑ نے لیا۔ سجاد سے دین کس نے سیکھا؟ محمد باقرؑ نے سیکھا۔ محمد باقرؑ سے دین کس نے سیکھا؟ جعفر صادق علیہ السلام نے سیکھا۔ اب یہ بالمشافہ دین لیا محمدؐ سے۔ میں یہ سمجھتا ہوں ان کے پاس رسولؐ کی پوری سنت ہے۔ انہوں نے سنی سنائی سے لیا کچھ صحیح لیا کچھ غلط لیا۔ ہم جائیں گے امام جعفر صادق علیہ السلام کے دروازے پر کہ آپ بناوٹ کے محتاج نہیں ہیں۔ قریش کے محتاج نہیں ہیں آپ کے پاس آپ کے نانا کی ساری شریعت ہے۔ وہی شریعت ہماری ہے کیونکہ آپ کے پاس محمدؐ کی صحیح شریعت موجود ہے اسی لیے آپ کے وسیلے سے اہل بیتؑ کا دامن پکڑے ہوئے ہیں۔ جس کے پاس شریعت نہ ہو وہ ہمارا کچھ نہیں لگتا۔ ہمارا تعلق اس سے ہے جو محمدؐ کی شریعت کا محافظ ہے۔ جو اس کی کی ہوئی بات کہے جو ان کے سچے قول کو نقل کرے جو آپ کو اپنی بات سے سیدھا راستہ دکھائے۔ ہم نے جو راستہ اپنایا وہ راستہ اس لیے اپنایا کہ جو صحیح شریعت دیتے ہیں وہ قیاس ویاس نہیں کرتے۔ ہم استنباط بھی نہیں کرتے۔ ان کا مرحب کے مقابلے پر جانا اور کہنا: ''تو مجھے نہیں جانتا میرا نام مرحب ہے؟'' حضرت علیؑ نے فرمایا' ''تو نہیں جانتا کہ میرا نام حیدر کرارؑ ہے؟ بہتر ہے تو واپس چلا جا' گڑ بڑ نہ کر یا پھر حملہ کر اور اپنی خواہش پوری کر''۔ یہ علیؑ کا کام ہے جو

پیغمبرؐ فرماتے ہیں:

اوصانی ربی بتسع

میرے رب نے مجھے نو چیزوں کی وصیت کی اگر یہ نو چیزیں آپ کے دل میں آ جائیں تو جھگڑے وغیرہ ختم ہو جائیں گے' جنگ و جدال بھی ختم ہو جائے گا۔

اوصانی بالاخلاص فی السر والاعلانیہ

میرے اللہ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ چاہے لوگوں میں ہوں یا تنہا مخلص رہو' ریاکار نہ ہو۔

دوسری وصیت میرے رب نے مجھے یہ فرمائی۔

بالقصد

میانہ روی اختیار کرو' چاہے مال دار ہوں اور چاہے غریب ہوں۔ نہ فضول خرچی کرو اور نہ بخل کرو۔

تیسری میرے پروردگار نے مجھے یہ وصیت کی ہے:

اگر کوئی حق ہو' چاہے محکوم پر قبضہ کیا ہو اور چاہے وہ راضی ہو' ہر دو صورتوں میں عدل کرنا' ظلم نہیں کرنا۔

OOO

تین بزرگ اس کے بھی بعد پیدا ہوئے۔ انہوں نے لوگوں کو کس سے دین دیا' اس سے سنا' اس سے سنا' کسی نہ کسی سے سن کر۔ شیعوں نے دین کس سے لیا؟ محمدؐ سے' علیؑ سے لیا' بالشافہ لیا۔ حسنؑ سے لیا' حسینؑ سے لیا۔ حسینؑ سے دین کس نے لیا؟ سجادؑ نے لیا۔ سجاد سے دین کس نے سیکھا؟ محمد باقرؑ نے سیکھا۔ محمد باقرؑ سے دین کس نے سیکھا؟ جعفر صادق علیہ السلام نے سیکھا۔ اب یہ بالشافہ دین لیا محمدؐ سے۔ میں یہ سمجھتا ہوں ان کے پاس رسولؐ کی پوری سنت ہے۔ انہوں نے سنی سنائی سے لیا کچھ صحیح لیا کچھ غلط لیا۔ ہم جائیں گے امام جعفر صادق علیہ السلام کے دروازے پر کہ آپ بناوٹ کے محتاج نہیں ہیں۔ قریش کے محتاج نہیں ہیں آپ کے پاس آپ کے نانا کی ساری شریعت ہے۔ وہی شریعت ہماری ہے کیونکہ آپ کے پاس محمدؐ کی صحیح شریعت موجود ہے اسی لیے آپ کے وسیلے سے اہل بیتؑ کا دامن پکڑے ہوئے ہیں۔ جس کے پاس شریعت نہ ہو وہ ہمارا کچھ نہیں لگتا۔ ہمارا تعلق اس سے ہے جو محمدؐ کی شریعت کا محافظ ہے۔ جو اس کی کی ہوئی بات کہے جو ان کے سچے قول کو نقل کرے جو آپ کو اپنی بات سے سیدھا راستہ دکھائے۔ ہم نے جو راستہ اپنایا وہ راستہ اس لیے اپنایا کہ جو صحیح شریعت دیتے ہیں وہ قیاس و یاس نہیں کرتے۔ ہم استنباط بھی نہیں کرتے۔ ان کا مرحب کے مقابلے پر جانا اور کہنا: ''تو مجھے نہیں جانتا میرا نام مرحب ہے؟'' حضرت علیؑ نے فرمایا ''تو نہیں جانتا کہ میرا نام حیدر کرارؑ ہے؟ بہتر ہے تو واپس چلا جا' گڑبڑ نہ کر یا پھر حملہ کر اور اپنی خواہش پوری کر''۔ یہ علیؑ کا کام ہے جو

کہتے ہیں پہلے اپنی حسرت پوری کر لے۔ دوسرا کوئی ایسے نہیں کہہ سکتا جیسے مرحب کو علیؑ نے کہا۔ اس نے حملہ کیا۔ علیؑ نے اس کا حملہ روک کر تلوار اس طرح کھینچ کر ماری کہ وہ بھوں بھوں کرنے لگا۔ اس کے سر سے گویا کتے کے بھونکنے کی آخری آواز آتی ہے۔ مگر جب انعام کا معاملہ آیا تو کیا انعام دیا۔=

اعطین الرایة غداً کل ایسے شخص کو علم دوں گا ---کس کو؟

یحب اللہ ورسولہ جو اللہ کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے اور اس کے رسول کو بھی ہمیشہ دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول بھی اُسے دوست رکھتے ہیں۔ کبھی سوچا ہے اللہ اور اس کا رسول کسے دوست رکھتے ہیں جو کوئی گناہ نہ کرے۔ جو اللہ کی کبھی نافرمانی نہ کرے۔ دوسرے الفاظ میں معصوم ہو کرار ہو فرار نہیں---! دوڑ کر حملہ کرتا ہے ڈر کر بھاگتا نہیں ہے۔ اب معصوم ہونا بھی نبی کے کلام سے ثابت ہو گیا۔ جرار ہونا بھی نبی کے کلام سے ثابت ہو گیا۔ کرار ہونا بھی نبی کے دہن مبارک سے نکلا۔ آج عمر کو بلا لیں کہ تو جائے ان کے پیچھے جو مرحب سے لڑیں' ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی فکر پڑی تھی۔ صلوٰۃ۔

بندے کو (بندوں کی بھی دو قسمیں ہیں) بندہ ہے کون؟ علیؑ کی ذات جس کی بندگی میں کبھی فرق نہیں آتا۔ دیکھئے مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک سائل نے سوال کیا کوئی ہے جو مجھے کچھ دے۔ کسی نے کچھ نہیں دیا۔ ہائیں رسولؐ کی مسجد سے خالی جاؤں۔ اب علیؑ تو قلندر تھے۔ علیؑ کی سخاوت کا مظاہرہ ملاحظہ فرمایئے۔ رکوع میں کھڑے ہیں۔ زانو سے انگشت اُٹھا کر

بہادر علیؑ ہے اور تلوار ذوالفقار ہے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ ہم جبریلؑ کی تقلید میں نعرۂ حیدری لگاتے ہیں۔ لیکن نعرۂ حیدری مت کہا کرو۔ کہا کرو نعرۂ ولایت نعرۂ حیدری تو ہے اللہ اکبر۔ میں سمجھتا ہوں نعرۂ حیدری غلط ہے نعرۂ ولایت۔ مگر جاہل جو کھڑے ہوئے تھے تو باپ دادا سے یہی سنا نعرۂ حیدری۔ لگتا ہے بالکل ہی اجڈ ہیں ورنہ کہنا چاہیے نعرۂ ولایت یا علیؑ۔ اونچی آواز سے کہیے یا علیؑ۔ نعرہ ہمیشہ اونچی آواز سے کہا کیجئے۔ تکبیر بھی اونچی آواز سے پڑھا کرو۔ مولوی کہتے ہیں علیؑ کا نام مت لیا کرو۔

کیونکہ تم علیؑ کا نام بغیر وضو کے لیتے ہو اور میں علیؑ کا نام وضو کر کے لیتا ہوں۔ وضو کیے بغیر میں علیؑ کا نام نہیں لیتا۔ (تم کیا بکواس کر رہے ہو)۔ بلند آواز سے صلوٰۃ پڑھیے۔

دین کا بنانے والا اللہ۔ آج میں نے علیؑ کی تعریف سے تقریر شروع کی ہے کیونکہ کچھ لوگ خدا کے دشمن ہیں اس لیے میں نے پہلے خدا کی تعریف نہیں کی تاکہ پہلے علیؑ کی تعریف کر دوں جس سے آپ خوش ہو جائیں۔ چاہے نہ بھی خوش ہوں بعد میں اللہ کی تعریف تو کرنی ہی ہے۔ کون اللہ؟ اللہ اکبر! پیغمبروں کو بھی اللہ نے معجزات عطا فرمائے مگر کتنے پیغمبروں کو؟ کس کو دیئے اللہ نے معجزے۔ موسیٰ! فرعون تمہارے لیے جادوگر بلائے بیٹھا ہے تم بھی جاؤ۔ موسیٰ گئے۔ انہوں نے جو نظر نیچے کی سارے اژدھے بن گئے۔ موسیٰ فرماتے

کہتے ہیں پہلے اپنی حسرت پوری کر لے۔ دوسرا کوئی ایسے نہیں کہہ سکتا جیسے مرحب کو علیؑ نے کہا۔ اس نے حملہ کیا۔ علیؑ نے اس کا حملہ روک کر تلوار اس طرح کھینچ کر ماری کہ وہ بھوں بھوں کرنے لگا۔ اس کے سر سے گویا کتے کے بھونکنے کی آخری آواز آتی ہے۔ مگر جب انعام کا معاملہ آیا تو کیا انعام دیا۔=

اعطین الرایۃ غداً کل ایسے شخص کو علم دوں گا---کس کو؟

یحب اللہ و رسولہ جو اللہ کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے اور اس کے رسول کو بھی ہمیشہ دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول بھی اُسے دوست رکھتے ہیں۔ کبھی سوچا ہے اللہ اور اس کا رسول کے دوست رکھتے ہیں جو کوئی گناہ نہ کرے۔ جو اللہ کی کبھی نافرمانی نہ کرے۔ دوسرے الفاظ میں معصوم ہو کرار ہو فرار نہیں---! دوڑ کر حملہ کرتا ہے ڈر کر بھاگتا نہیں ہے۔ اب معصوم ہونا بھی نبی کے کلام سے ثابت ہو گیا۔ جرار ہونا بھی نبی کے کلام سے ثابت ہو گیا۔ کرار ہونا بھی نبی کے دہن مبارک سے نکلا۔ آج عمر کو بلا لیں کہ تو جائے ان کے پیچھے جو مرحب سے لڑیں ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی فکر پڑی تھی۔ صلوٰۃ۔

بندے کو (بندوں کی بھی دو قسمیں ہیں) بندہ ہے کون؟ علیؑ کی ذات جس کی بندگی میں کبھی فرق نہیں آتا۔ دیکھئے مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک سائل نے سوال کیا کوئی ہے جو مجھے کچھ دے۔ کسی نے کچھ نہیں دیا۔ ہائیں رسولؐ کی مسجد سے خالی جاؤں۔ اب علیؑ تو قلندر تھے۔ علیؑ کی سخاوت کا مظاہرہ ملاحظہ فرمایئے۔ رکوع میں کھڑے ہیں۔ زانو سے انگشت اُٹھا کر

بہادر علیؑ ہے اور تلوار ذوالفقار ہے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ ہم جبریلؑ کی تقلید میں نعرۂ حیدری لگاتے ہیں۔

لیکن نعرۂ حیدری مت کہا کرو۔ کہا کرو نعرۂ ولایت نعرۂ حیدری تو ہے اللہ اکبر۔ میں سمجھتا ہوں نعرۂ حیدری غلط ہے نعرۂ ولایت۔ مگر جاہل جو کھڑے ہوئے تھے تو باپ دادا سے یہی سنا نعرۂ حیدری۔ لگتا ہے بالکل ہی اجڈ ہیں ورنہ کہنا چاہیے نعرۂ ولایت یا علیؑ۔ اونچی آواز سے کہیے یا علیؑ۔ نعرہ ہمیشہ اونچی آواز سے کہا کیجئے۔ تکبیر بھی اونچی آواز سے پڑھا کرو۔ مولوی کہتے ہیں علیؑ کا نام مت لیا کرو۔

کمینو! تم علیؑ کا نام بغیر وضو کے لیتے ہو اور میں علیؑ کا نام وضو کر کے لیتا ہوں۔ وضو کیے بغیر میں علیؑ کا نام نہیں لیتا۔ (تم کیا بکواس کر رہے ہو)۔ بلند آواز سے صلوٰۃ پڑھیے۔

دین کا بنانے والا اللہ۔ آج میں نے علیؑ کی تعریف سے تقریر شروع کی ہے کیونکہ کچھ لوگ خدا کے دشمن ہیں اس لیے میں نے پہلے خدا کی تعریف نہیں کی تاکہ پہلے علیؑ کی تعریف کر دوں جس سے آپ خوش ہو جائیں۔ چاہے نہ بھی خوش ہوں بعد میں اللہ کی تعریف تو کرنی ہی ہے۔ کون اللہ؟ اللہ اکبر! پیغمبروں کو بھی اللہ نے معجزات عطا فرمائے مگر کتنے پیغمبروں کو؟ کس کو دیے اللہ نے معجزے۔ موسیٰ! فرعون تمہارے لیے جادوگر بلائے بیٹھا ہے تم بھی جاؤ۔ موسیٰ گئے۔ انہوں نے جو نظر نیچے کی سارے اژدھے بن گئے۔ موسیٰ فرماتے

ہیں میں کیا کروں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے موسیٰ ڈر کیوں رہے ہو؟ موسیٰ اپنا عصا زمین پر پھینکو۔ عصا کا پھینکنا تھا کہ وہ اژدھے کی شکل اختیار کر گیا اور سارے سانپوں کو نگل گیا اور پھر کپڑے سے لپیٹتے ہی دوبارہ عصا بن گیا۔ کیونکہ جادوگر جادو کے ماہر تھے اللہ تعالیٰ نے ایسا معجزہ دیا کہ جادوگروں کا جادو ختم ہو جائے۔

عیسیٰؑ کے زمانے میں طب کا زور تھا مگر اس کا علاج بھی اللہ کے پاس تھا۔ میرا خیال ہے کہ عیسیٰؑ کے ہاتھ میں ایسی قوت دی کہ وہ پیدائشی اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیتے تو اس کی آنکھوں میں روشنی آجاتی۔ اس کی بصارت لوٹ آتی۔ پیغمبر کے زمانے میں کون سی چیز مروج تھی' فصاحت اور بلاغت میرا خیال ہے۔ بڑے بڑے شو بناتا اور نہ جانے کیا کیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تجھے ایسا معجزہ عطا کروں گا بلاغت وفصاحت ہی ختم ہو جائے گی۔ دعویٰ بھی کروں گا کہ تمام جن وانس جمع ہوں اور قرآن کا ہم پلہ بنائیں۔ اگر بنا سکو تو دس سورتیں بنا دو۔ اگر طاقت نہیں ہے تو محمدؐ جیسے انسان کو جس نے نہ کسی سے پڑھا' نہ کسی ماحول میں رہے' تاریخ کا نہ کسی اور چیز کا پتہ۔ اسے میں نے نبی بنایا۔ تم چھوٹی سے چھوٹی سورہ انا اعطینک الکوثر جیسی ایک سورہ تو بنا کر دکھاؤ تاکہ تمہاری صلاحیتوں کا اندازہ ہو۔ جب بنانے سے عاجز آ گئے تو کہتے ہیں (نعوذ باللہ) یہ تو جادو ہے۔ کم بختوں پر جادو ہے یا اللہ کی طرف سے اعزاز ہے جو محمدؐ کو عطا کیا گیا ہے۔ محمدؐ اب بھی ہے جب تک قرآن ہے محمدؐ زندہ

کون علیؑ! (توجہ سے سنئے گا) پاگل کی تقریر ہے علیؑ کے فضائل کی! اگر کہیں تو بیان کروں۔ ایک ارمان ہے کہ مجھ میں سُر نہیں ہے ورنہ سننے والے یہ کہتے واہ واہ آپ کیا خوب پڑھتے ہیں؟ بکواس کرتے ہیں، ہم کوئی میراثی ہیں۔ صدقے جاؤں صدقے سیدو! تم لوگ سید بنے پھرتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی۔

کون علیؑ! **الامر باوامر اللّٰہ بالعدل والاحسان۔**

علیؑ حکم کرتے ہیں عدل اور احسان سے **الباقر لعلوم الادیان** جتنے بھی دینی علوم ہیں ان سب کی تہہ تک پہنچنے والا۔ **التالی لسور القرآن**، قرآن کی سورتوں کی تلاوت کرنے والا۔ **الثاقب بعجاب الشیطن**، شیطان کی گمراہی کے پردے کو چیرنے والا۔ **الجامع لاحکام القرآن** قرآن کے احکام کو جمع کرنے والا۔

آپ کو میری خشک تقریر کہاں پسند آئے گی؟ میں کہتا ہوں ٹیڑھے میڑھے نقطے بیان نہ کیا کرو۔ سیاہ نقطے بیان نہ کیا کرو کہ اللہ علیؑ کا محتاج ہے۔ علیؑ اللہ کا محتاج نہیں۔ (جاہل شخص کیا بکواس کر رہے ہو کیا کافر ہو گئے ہو؟) اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ علیؑ ہر لحہ تک مرتے دم تک اللہ کا محتاج ہے۔ لغویات سن سن کر تم نے اپنے عقائد ہی بگاڑ لیے ہیں۔ پتا نہیں کیا بنا دیا ہے۔۔۔ اسلام اور شیعیت کو؟!

نامرادو! مجھے تمہارے موازنوں کا معیار ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ فلاں ہے

ہیں میں کیا کروں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے موسیٰ ڈر کیوں رہے ہو؟ موسیٰ اپنا عصا زمین پر پھینکو۔ عصا کا پھینکنا تھا کہ وہ اژدھے کی شکل اختیار کر گیا اور سارے سانپوں کو نگل گیا اور پھر کپڑے سے لپیٹتے ہی دوبارہ عصا بن گیا۔ کیونکہ جادوگر جادو کے ماہر تھے اللہ تعالیٰ نے ایسا معجزہ دیا کہ جادوگروں کا جادو ختم ہو جائے۔

عیسیٰ کے زمانے میں طب کا زور تھا مگر اس کا علاج بھی اللہ کے پاس تھا۔ میرا خیال ہے کہ عیسیٰ کے ہاتھ میں ایسی قوت دی کہ وہ پیدائشی اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیتے تو اس کی آنکھوں میں روشنی آ جاتی۔ اس کی بصارت لوٹ آتی۔ پیغمبر کے زمانے میں کون سی چیز مروج تھی' فصاحت اور بلاغت میرا خیال ہے۔ بڑے بڑے شو بناتا اور نہ جانے کیا کیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تجھے ایسا معجزہ عطا کروں گا بلاغت و فصاحت ہی ختم ہو جائے گی۔ دعویٰ بھی کروں گا کہ تمام جن و انس جمع ہوں اور قرآن کا ہم پلہ بنائیں۔ اگر بنا سکو تو دس سورتیں بنا دو۔ اگر طاقت نہیں ہے تو محمدؐ جیسے انسان کو جس نے نہ کسی سے پڑھا' نہ کسی ماحول میں رہے' تاریخ کا نہ کسی اور چیز کا پتہ۔ اسے میں نے نبی بنایا۔ تم چھوٹی سے چھوٹی سورہ انا اعطینک الکوثر جیسی ایک سورہ تو بنا کر دکھاؤ تاکہ تمہاری صلاحیتوں کا اندازہ ہو۔ جب بنانے سے عاجز آ گئے تا تو کہتے ہیں (نعوذ باللہ) یہ تو جادو ہے۔ کم بختوں پر جادو ہے یا اللہ کی طرف سے اعزاز ہے جو محمدؐ کو عطا کیا گیا ہے۔ محمدؐ اب بھی ہے جب تک قرآن ہے محمدؐ زندہ

کون علیؑ! (توجہ سے سنئے گا) پاگل کی تقریر ہے علیؑ کے فضائل کی! اگر کہیں تو بیان کروں۔ ایک ارمان ہے کہ مجھ میں سُر نہیں ہے ورنہ سننے والے یہ کہتے واہ واہ آپ کیا خوب پڑھتے ہیں؟ بکواس کرتے ہیں، ہم کوئی میراثی ہیں۔ صدقے جاؤں صدقے سیدو! تم لوگ سید بنے پھرتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی۔

کون علیؑ! الامر باوامر اللّٰہ بالعدل والاحسان۔

علی حکم کرتے ہیں عدل اور احسان سے الباقر لعلوم الادیان جتنے بھی دینی علوم ہیں ان سب کی تہہ تک پہنچنے والا۔ التالی لسور القرآن، قرآن کی سورتوں کی تلاوت کرنے والا۔ الثاقب بعجاب الشیطن، شیطان کی گمراہی کے پردے کو چیرنے والا۔ الجامع لاحکام القرآن قرآن کے احکام کو جمع کرنے والا۔

آپ کو میری خشک تقریر کہاں پسند آئے گی؟ میں کہتا ہوں ٹیڑھے میڑھے نقطے بیان نہ کیا کرو۔ سیاہ نقطے بیان نہ کیا کرو کہ اللہ علیؑ کا محتاج ہے۔ علیؑ اللہ کا محتاج نہیں۔ (جاہل شخص کیا بکواس کر رہے ہو کیا کافر ہو گئے ہو؟) اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ علیؑ ہر لحہ تک مرتے دم تک اللہ کا محتاج ہے۔ لغویات سن سن کر تم نے اپنے عقائد ہی بگاڑ لیے ہیں۔ پتا نہیں کیا بنا دیا ہے۔--- اسلام اور شیعیت کو؟!

نامرادو! مجھے تمہارے موازنوں کا معیار ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ فلاں ہے

فلاں ہے۔ (ارے خدا کے بندو یا چلے جاؤ یا اطمینان سے بیٹھے رہو)۔ یا تو آیات پڑھوں گا یا خاندان نبوت کے فضائل پڑھوں گا۔ لغویات نہیں پڑھوں گا۔

الحاکم وعلی الانس والجآن

علیؑ نے دیکھا کہ بہت بڑا طوفان اٹھا ہے جو کرۂ ہوائی کی طرح کا ہوتا ہے۔ بگولا نہیں۔ بگولا اور چیز ہوتا ہے۔ سب لوگ گھبرا گئے۔

فرشتے حیران ہوئے۔ پوچھا کیا ہے؟

طوفان میں سے آواز آئی کہ میں جن ہوں اور مسلمان ہوں۔ سارے کافر جن مجھے مارتے ہیں۔ آپ کوئی انتظام کریں۔ کوئی ایسا شخص بھیجئے جو مجھے ان سے نجات دلوا سکے۔ بندہ بھیجنے کا سن کر رسول نے سفید داڑھی والے کی طرف دیکھا۔ جاؤ گے۔ وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ میں تو جنوں کی بولی نہیں سمجھتا۔ دوسرے سے پوچھا اس نے بھی اپنے بڑے بھائی کی بات دہرا دی۔۔۔ سفید داڑھی والے صاحب ایمان تھے اور باقیوں میں سے کوئی مسلمان نہ تھا' سب کافر تھے۔ تعجب ہے سفید داڑھی والا بھی کیسا صاحب ایمان تھا۔ لیکن علیؑ کا ایمان ملاحظہ ہو۔

رسولؐ نے فرمایا: یا علیؑ آپ جائیے یہ نہیں بتایا کہ وہاں جا کر آپ کو کیا کرنا ہے؟ کچھ نہیں بتایا۔

علیؑ نے تلوار اٹھائی۔ تلوار بغل میں دبائی۔ جنوں کو مارنے کے منصوبے

سوتے نہیں ہیں۔

آگے کیا ہے "ز"۔ الزافی والراکع کمال کی طرف بڑھنے والا تردید حاصل کرنے والا بغیر دوا کے۔ الساتر لعورات النسوان عورتوں کے پردے کو قائم کرنے والا۔ الشاکر لما اولادہ زاھد والمنان شکر کریں اس کا جو زاہد ہے اور احسان کرنے والا ہے۔ الصابر یوم الضرب .... جنگ کے مقام پر جتنا علیؑ صابر ہے دوسرا کوئی نہیں۔

الوارث بروؤس الادنان

مدمقابل کے سر پر سے پھلانگنے والا۔

اللہ کے حق کو زور سے طلب کرنے والا بغیر سستی کے۔

الظاھر الی اھل زمان

زمانے والوں کے لیے ظاہر ہے غالب ہے۔

العلی علمہ - اس کا علم قرآن میں سب سے بلند ہے۔ الغالب بالشجعانِ دلیروں پر غلبہ حاصل کرنے والا۔ الغالب برؤس العدوان ۔ دشمن کے سروں کو آگے بڑھنے پر کاٹنے والے علیؑ آگے کیا ہے۔ "ق" القوی شدید الارکان قوت والا اور سخت رکنوں کا مالک علیؑ۔ الکامل بلانقصان۔ کمال والا اور نقصان نہ کرنے والا۔ الازم لعوامل الرحمٰن۔ رحمٰن کے فرامین کو نہ چھوڑنے والا۔ ان سے منسلک رہنے والا۔ المزوج بغیر نسوان وہ علیؑ جس کی شادی ایسی خاتون سے ہوئی جو کل عورتوں کی سردار

فلاں ہے۔ (ارے خدا کے بندو یا چلے جاؤ یا اطمینان سے بیٹھے رہو)۔ یا تو آیات پڑھوں گا یا خاندان نبوت کے فضائل پڑھوں گا۔ لغویات نہیں پڑھوں گا۔

الحاکم وعلی الانس والجآن

علیؑ نے دیکھا کہ بہت بڑا طوفان اٹھا ہے جو کرۂ ہوائی کی طرح کا ہوتا ہے۔ بگولا نہیں۔ بگولا اور چیز ہوتا ہے۔ سب لوگ گھبرا گئے۔

فرشتے حیران ہوئے۔ پوچھا کیا ہے؟

طوفان میں سے آواز آئی کہ میں جن ہوں اور مسلمان ہوں۔ سارے کافر جن مجھے مارتے ہیں۔ آپ کوئی انتظام کریں۔ کوئی ایسا شخص بھیجئے جو مجھے ان سے نجات دلوا سکے۔ بندہ بھیجنے کا سن کر رسول نے سفید داڑھی والے کی طرف دیکھا۔ جاؤ گے۔ وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ میں تو جنوں کی بولی نہیں سمجھتا۔ دوسرے سے پوچھا اس نے بھی اپنے بڑے بھائی کی بات دُہرا دی۔۔۔ سفید داڑھی والے صاحب ایمان تھے اور باقیوں میں سے کوئی مسلمان نہ تھا' سب کافر تھے۔ تعجب ہے سفید داڑھی والا بھی کیسا صاحب ایمان تھا۔ لیکن علیؑ کا ایمان ملاحظہ ہو۔

رسولؐ نے فرمایا: یا علیؑ آپ جائیے یہ نہیں بتایا کہ وہاں جا کر آپ کو کیا کرنا ہے؟ کچھ نہیں بتایا۔

علیؑ نے تلوار اٹھائی۔ تلوار بغل میں دبائی۔ جنوں کو مارنے کے منصوبے

سوتے نہیں ہیں۔

آگے کیا ہے "ز"۔ الزافی والراکع کمال کی طرف بڑھنے والا تردید حاصل کرنے والا بغیر دوا کے۔ الساتر لعورات النسوان عورتوں کے پردے کو قائم کرنے والا۔ الشاکر لما اولادہ زاھد والمنان شکر کریں اس کا جو زاہد ہے اور احسان کرنے والا ہے۔ الصابر یوم الضرب ...... جنگ کے مقام پر جتنا علیؑ صابر ہے دوسرا کوئی نہیں۔

الوارث برؤس الادنان

مدمقابل کے سر پر سے پھلانگنے والا۔

اللہ کے حق کو زور سے طلب کرنے والا بغیر سستی کے۔

الظاھر الی اھل زمان

زمانے والوں کے لیے ظاہر ہے غالب ہے۔

العلی علمہ - اس کا علم قرآن میں سب سے بلند ہے۔ الغالب بالشجعان دلیروں پر غلبہ حاصل کرنے والا۔ الغالب برؤس العدوان - دشمن کے سروں کو آگے بڑھنے پر کاٹنے والے علیؑ آگے کیا ہے۔ "ق" القوی شدید الارکان قوت والا اور سخت رکنوں کا مالک علیؑ۔ الکامل بلانقصان۔ کمال والا اور نقصان نہ کرنے والا۔ الازم لعوامل الرحمٰن۔ رحمٰن کے فرامین کو نہ چھوڑنے والا۔ ان سے منسلک رہنے والا۔ المزوج بغیر نسوان وہ علیؑ جس کی شادی ایسی خاتون سے ہوئی جو کل عورتوں کی سردار

ہے۔

غلط کہا جاتا ہے کہ جناب مریمؑ جناب بتولؑ سے شان میں افضل ہیں۔ ان جیسی خاتون نہ پہلے گزری نہ بعد میں آئی۔

آگے ہے: النامی ذکرهٗ فی الفرقان ان کا ذکر قرآن میں مشہور و معروف ہے۔ والولی لمن ولی بالایمان وہ اس کا ولی ہے جو ایمان کے ساتھ اس سے دوستی رکھے۔ الیسر الهادی بالبرهان ہدایت کرتے ہیں دلیل کے ساتھ۔ الیسر والصاحب لمن اراد منه بالاحسان جو احسان کرنے آیا علیؑ اس کے حق میں نرم ہے۔

اچھا بھئی! اب تھوڑا سا وعظ بھی کر دوں۔ توجہ ہے (سبحان اللہ) جو داد دو گے وعظ کی تو کرتا ہوں۔ نہیں دو گے، بیزار ہو گے تو پھر میں وعظ کو ضائع نہیں کرنا چاہتا (سبحان اللہ، ماشاء اللہ)۔

نو کلمے ہیں تین مناجات میں، تین حکمت میں، تین آداب میں (خدا کے واسطے دماغ میں بٹھالو) یہ نہ کہا کرو بابا کہ ہم خالص دنیادار ہیں۔ خالص دنیادار کا مطلب ہے کہ بالکل ہی بے دین ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کوئی سید یہ جملہ کبھی نہ کہے۔ میری تقریر سنو تین مناجات میں کیا ہے۔

کفٰی بی عزا ان اکون لک عبدا علیؑ کی کافی عزت ہے اگر تیرا بندہ ہے۔

کفی بی فخرا ان تکون لی ربًا علیؑ کے لیے کافی فخر ہے کہ تو علیؑ کا رب ہے۔

انت کما اُحب تو ویسا ہی ہے جیسا میں چاہتا ہوں۔

ویسے ہی سمجھتا ہوں جیسا تو چاہتا ہے۔ ارے ایسے فقرے تو محمدؐ کے منہ سے بھی کسی نے نہیں سُنے۔ آدمؑ کے منہ سے بھی نہیں سنے۔ تین تحفے ہیں دانائی کے۔ تیری کیا قیمت ہے؟ تو بتا تیری کیا قیمت ہے۔

علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

قیمت المرء فایحسن آدمی کی قیمت اس کے اچھے کام سے ہے۔

جو کام کا آدمی ہے تو اس کی قیمت ہے ورنہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ آدمی کی قیمت کیا ہے اس کا اچھا کام۔ ما ھلک من عرف قدرہ جو اپنی قدر کو پہچانے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ ہماری آپ کی کیا قدر ہے۔

میں کیا سمجھتا ہوں میرا خیال ہے قولہ البکا ہمیشہ گندگی پھیلاتے ہیں' پانی ختم ہوتا ہے۔ موت واقع ہوتی ہے۔ رزق پر طاقت نہیں رکھتا۔ موت کو روک نہیں سکتا۔ کتنا بڑا آدمی ہے؟ من عرف قدرہٗ جو اپنی قدر کو پہچانے۔ ما ھلک وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔

کیا کہا ہے؟ المرء فحبوءۃ آدمی اپنی زبان سے کھولے گا تو پتا چلے گا کہ یہ عالم ہے' جاہل ہے' شریف ہے' کمینہ ہے کہ کون ہے۔

پھر فرماتے ہیں: واحتج الی من شئت تکن اسیرہ جب تو پہلے

محتاج ہو محتاج ہو کر اسی کے ہاتھ قیدی بن۔ امنن علی من شئت تکن نظیرہ جس پر مرضی احسان کر، اس پر حاکم بن جا۔ احتمل من شئت جس سے چاہے بے پرواہی کر۔ اس کا حامی بن کر رہ۔ یہ نو کلمے ہیں جو کسی نے نبی سے سنے نہ کسی ولی سے سنے۔ (بلند آواز سے صلوٰۃ پڑھیں)

چار فقرے بتائے اللہ نے۔ چار فقرے بتائے کہ خیر خواہوں کو بتاتا۔ اللہ فرماتا ہے: آدم! چار فقرے ہیں ایک کلمہ تیرے لیے مخصوص ہے۔ ایک کلمہ میرے لیے مخصوص ہے ایک میرے اور تیرے درمیان ہے ایک تیرے اور مخلوق کے درمیان ہے جو کلمہ میرے لیے مخصوص ہے تو اس کی عبادت کرنا اور میرا شریک کسی کو مت ٹھہرانا۔ جو کلمہ تیرے لیے مخصوص ہے تو اس کا محتاج ہے۔ تیرے اعمال کی جزا تجھے مل جائے گی۔ جو کلمہ تیرے اور میرے درمیان ہے تیرا کام ہے دُعا مانگنا میرا کام ہے دعا قبول کرنا۔ جو کلمہ تیرے اور مخلوق کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرتا وہی چیز دوسروں کے لیے بھی پسند کرنا۔

آج میں حضرت مسلم کو پرسہ دیتا ہوں ان کے دو بیٹے ہیں۔ جو کل نہیں آئے ان کی خاطر پڑھ رہا ہوں۔ چار بہنیں ہیں حسینؑ کی نانا کی قبر پر توجہ سے سنے گا۔ کیا کہتی ہیں ہماری زینب بی بی:

نانا! عُیُونَنَا مَجرُوحَۃٌ روتے روتے ہماری آنکھوں میں زخم پیدا ہو گئے ہیں۔ قلوبنا مقروحۃ نانا! ہمارے دل مجروح ہو گئے۔ رِجَالُنَا مَقتُو

نانا! ہمارے مرد قتل کر دیے گئے ہیں۔ اَطفَالُنَا مَذبُوحَۃٌ نانا! ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ذبح ہو گئے ہیں۔ اَموَالُنَا مَنھُوبَۃٌ ہمارے اموال لوٹ لیے۔

حسینؑ جب علی اصغرؑ کو لے کر گئے ہیں نا! میدان میں تو فرماتے ہیں اے ظالمو! تمہاری نگاہوں میں گناہگار تو میں ہوں۔ میرا بچہ تو بے قصور اور معصوم ہے نا۔ تمہارا اگر یہ خیال ہے کہ مجھے پانی دو گے تو میں پی لوں گا۔ میں اپنے معصوم بچے کو زمین پر لٹا رہا ہوں اسے اپنے ہاتھ سے پانی پلا دو۔ عمر سعد نے اشارہ کیا حرملہ کی طرف۔ اے حرملہ انہیں چپ کراؤ۔ تیر کا آنا اور معصوم علی اصغرؑ کی گردن پر لگنا باقی سب تیر جسم پر لگے ہیں۔ حسینؑ نے زخمی بیٹے کو اٹھایا۔ اُٹھا کر سوچتے ہیں اگر میں اس معصوم بچے کو خیمے میں لے گیا تو اس کی ماں مر جائے گی۔ میں اسے یہیں دفن کر دیتا ہوں۔ تلوار سے قبر کھودی اور اپنے معصومؑ بیٹے کو دفن کیا۔ قبر کے اوپر مٹی ڈال دی۔ ربابؑ خیمے سے دیکھتی رہیں کہ سرکار نے میرے بیٹے کو دفن کر دیا ہے' تو جہاں کہیں نرم زمین دیکھتیں بتولؑ کی بہو زمین پر بیٹھ کر گریہ و نالہ میں مشغول ہو جاتیں۔

عزادارو! دل کھول کر روؤ۔ یہ کون رباب ہیں؟ بہنیں وہ نہیں کر سکیں جو گھر والی نے کر دکھایا۔ رباب مدینہ میں چھاؤں تلے نہیں بیٹھیں۔ چھت کے نیچے نہیں بیٹھیں۔ رات کو بھی باہر رہیں۔ دن کی دھوپ میں بھی باہر رہیں۔ کسی نے پوچھا: بی بی دھوپ میں کیوں بیٹھتی ہو؟

فرمایا: ''میں نے اپنی آنکھوں سے فرزند رسولؐ کو دھوپ میں تڑپتے

دیکھا۔ میں ساری عمر دھوپ میں گزاروں گی۔ کبھی چھاؤں میں نہیں بیٹھوں گی''۔ دونوں بہنوں نے مشورہ کیا کہ انہیں چھاؤں میں لایا جائے۔ ایک نے دائیں بازو سے پکڑا دوسری نے بائیں بازو سے پکڑا۔ زیادہ زور سے نہیں پکڑ رہی تھیں کیونکہ نہایت کمزور ہو چکی تھیں اور پھر جو دیکھا تو ۔۔۔۔۔ پڑ گئیں تو ان دونوں بہنوں کے ہاتھوں پر آ رہیں' گریں اور دونوں نے ایک ساتھ اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا۔ دیکھ کر فرماتی ہیں: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (جناب رباب دنیا سے گزر گئیں)۔

ooo

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمۃ المعبود بقدرتہ المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ والمرھوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہٖ الذی خلق الخلق بقدرتہ فمیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ واکرمھم بنبیہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیہ وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ ہشتم

میرے پاک امام علیؑ کی رعیت! قرآن حیران ہے مولا علیؑ کی عادات پر۔ جو رات کو بھی قرآن کی تلاوت کرے' دن میں بھی قرآن کی تلاوت کرے' قرآن سے پوچھ کر کھڑا ہو۔ قرآن سے پوچھ کر بیٹھے' قرآن سے پوچھ کر ہر کام کرے۔ آپ کی خدمت میں میں دین کے مسائل بیان کرتا ہوں خدا کے ڈر سے' خدا کہے گا: تو نے کیوں نہیں بیان کیا؟ میں جو کہوں کہ وہ نہیں سنتے تھے۔ وہ کہے گا: بے شک نہیں سنتے تھے تو سناتا تو سہی میں تو سنتا ہوں۔ تجھے ثواب تو مل جاتا۔

عالم کا کام دھوکا دینا نہیں ہوتا۔ عالم کا کام جنت کو سستا کرنا نہیں ہوتا۔ اس لیے میں احادیث آپ کی خدمت میں پڑھتا ہوں۔ دین اللہ کے نزدیک فقط اسلام ہے۔

تحقیق کرو' کسی کو گالی مت دو۔ برا بھلا مت کہو۔ مگر تفتیش تو کرو کہ دوسرا دین کیا ہے' کون سا ہے؟

چار بزرگ تھے اہل سنت والجماعت کے' آپس میں ہی اختلاف ہے۔

کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔ چار لوگ ہیں چار مختلف باتیں ہیں تو پھر پیروی کرنے والے کس کی پیروی کریں۔ رسولؐ نے تو ایک ہی بات کہی ہو گی نا۔ چار باتیں تو نہیں کہی ہوں گی۔ ہمارے بارہ آئمہ سے جو پوچھیں جو کچھ علیؑ نے فرمایا وہی کچھ بارہویں امامؑ کہیں گے (سبحان اللہ!)

وہی کچھ حسن عسکریؑ فرمائیں گے وہی کچھ موسیٰ کاظمؑ فرمائیں گے اور وہی جعفر صادق علیہ السلام فرمائیں گے۔ کچھ اختلاف نہ ہوگا۔

امام ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ امام جعفر صادقؑ نے پوچھا کہ عراق کا مجتہد تو ہے؟

کہا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: نماز اہم ہے یا روزہ۔

کہا: نماز اہم ہے۔

فرمایا: جو اہم ہے وہ عورت کو مخصوص ایام میں معاف ہے اور جو غیر اہم ہے اُس کی مخصوص ایام کے بعد قضا کرنی پڑتی ہے۔ پھر اہم میں معافی کیوں ہے اور غیر اہم میں تکلیف کیوں؟ بے چارہ خاموش ہو گیا۔

اللہ کے آئمہ کے ساتھ بولنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ شکر کرو کہ آپ سیدھے راستے پر آئے ہو لیکن اس سیدھے راستے پر اب عمل بھی کرو جو عمل نہ کرے اور صرف زبان سے کہے تو انسان منافق بن جاتا ہے۔ توجہ ہے نا---!

اللہ کی تعریف کرنی ہے۔ پوری تعریف تو میں نہیں کر سکتا۔ وہ اللہ ہے

پوری تعریف تو یا وہ خود کرے یا محمدؐ کریں یا علیؑ کریں۔ البتہ تھوڑی سی تعریف حسب استطاعت میں بھی کرنا چاہتا ہوں' کون اللہ؟ سب کی حاجتوں کو پورا کرنے والا۔ کون اللہ؟ تمہارے دل کے رازوں کو جاننے والا' کون اللہ؟ مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبتوں کو دور کرنے والا' کون اللہ؟ غمگین لوگوں کے غم کو دور کرنے والا' کون اللہ؟ کوئی ایسی چیز نہیں جسے کھول کر دیکھنے میں وہ کسی کا محتاج ہو۔ ہر چیز اس کے سامنے کھلی اور واضح ہے۔

پیغمبرؐ کی تعریف خود خدا کرے یا علیؑ جو ان کے ساتھ اکٹھے رہتے ہیں۔ آسمانوں پر دونوں اکٹھے نمازیں پڑھتے تھے۔ پیغمبرؐ کے متعلق جو لغویات بکواس کی ہیں ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں' پیغمبر کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ یہ جو کہتے ہیں کہ ایک رات اور دن کی قضا ہے۔ ایسے ہی الزام لگاتے ہیں رسولؐ پر۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ پیغمبر کی پوزیشن تو یہ تھی کہ انہیں پیشاب' پاخانہ کرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا (توجہ فرمایئے)

جن کی یہ پوزیشن ہو ان کے متعلق یہ کہنا کہ پیغمبر نے اونٹنی پر پیشاب کر دیا (کیا بکواس ہے) پیغمبرؐ کی سیرت کو خراب کرنے کے لیے ''کراڑوں'' نے ''رنگیلا رسول'' (نعوذ باللہ) لکھا۔ یہ مسلمانوں نے پیغمبرؐ پر حملے کیے ہیں۔ اگر ان کی سیرت آئمہ سے پوچھتے تو ایسا نہ ہوتا۔ ایک جگہ پر قضائے حاجت کے لیے کوئی چیز کوئی جگہ نہ تھی' چھپنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا درختوں کو' سب اکٹھے ہو گئے' پردہ بن گیا تو آپؐ نے وہاں رفع حاجت کی۔ جس کی

اتنی عظمت ہو اس کے متعلق سمجھ میں نہیں آتا کیا کہیں۔ آسمان میں احمد (احمد superlative degree ہے) نے اتنی عبادت کی ہے۔ ان کے برابر کی حمد وثنا آسمان میں کسی دوسرے نے نہیں کی اور نہ زمین پر۔ جتنی ان کی تعریف ہوئی' کسی اور کی نہیں ہوئی۔ قرآن میں یٰسین والقرآن الحکیم ـ انک لعلٰی خلق عظیم تو خلق عظیم کا مالک ہے۔ اس کے معجزات آسمان پر بھی ہیں' زمین پر بھی ہیں اس کے مرنے کے بعد بھی ہیں' اس کی زندگی میں بھی ہیں۔ بچپن میں بھی اس کے معجزات موجود ہیں۔

ایک عورت دوڑتی ہوئی آئی۔ میرے شوہر کی آنکھ نکل گئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا! لے آ۔ وہ لے کر آئی۔ اس کی آنکھ' آنکھ کی جگہ پر رکھ کر حضورؐ نے جو اپنا دست مبارک پھیرا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ نکلی ہی نہیں تھی اور نہ کبھی اس میں درد ہوا تھا' اس کی بینائی' دوسری آنکھ جو صحیح سالم تھی سے بھی تیز تھی۔ حاجت مند جو رسولؐ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور آ کر کہتے تھے ہمارے حق میں دعا کیجیے۔ پیغمبرؐ کی دُعا اسی وقت قبول ہو جاتی تھی۔ پیغمبرؐ نے فرمایا: یا علیؑ ذرا جایئے ان جنوں کے مزاج درست کر آیئے۔ نہ سر گیا نہ سالا گیا نہ گورا گیا نہ کالا گیا۔ کون گیا؟ علیؑ ابن ابی طالب۔

علیؑ فرماتے تھے کہ میں جیل میں نہیں رہنا چاہتا۔ دنیا جیل ہے۔ بس میں جلدی یہاں سے نکلوں۔ اس لیے آپ دیکھتے رہتے تھے کہ کہیں سے شہادت ملے تو میں جان چھڑاؤں۔ باقی بزرگ جتنے بھی تھے ان کا دل چاہتا تھا

کہ ان کی زندگی میں تھوڑا اور اضافہ ہو جائے۔ تھوڑی اور عیاشی کر لیں۔ اپنی اپنی سمجھ ہوتی ہے نا۔

علیؑ کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا: قسیم النار والجنة جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا۔ حضرت فرمائیں گے یہ تیرا ہے یہ میرا ہے اے لوگو! جن کا ایسا امام ہو جو جنت اور دوزخ تقسیم کرے انہیں اور کیا چاہیے؟ ان جیسا خوش نصیب بھی کوئی ہوگا۔ جس سے ذکر کی بات سنی جہنم کے کنارے کھڑا ہو گیا اور اس کی شفاعت کروا دی۔ کتنے خوش قسمت ہیں ہم۔ سیدوں اور اہل بیتؑ کے دشمنوں کا دوست ہو تو ہمارا بھی دشمن۔ لیکن جب خون جوش مارتا ہے نا' رسول کے رشتے نے اسے مجبور کیا کہ آ کر در آل محمدؐ پر جھکے۔ انشاء اللہ جنت الفردوس میں مقام پائے گا۔ علیؑ کے جس بیٹے کو دیکھیں علیؑ نظر آئیں گے۔ محمدؐ نظر آئیں گے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا!

اولنا محمد و آخرنا محمد اوسطنا محمد و کلنا محمد

ہمارے پہلے بھی محمدؐ ہیں' آخری بھی محمدؐ ہیں' درمیان والے بھی محمد ہیں۔ سب کے سب محمدؐ ہیں۔

جس کو دیکھیں محمدؐ کی صورت ہے' محمدؐ کی سیرت ہے' محمدؐ کا کردار ہے' محمدؐ والی دلیری ہے۔ محمدؐ والی جرأت ہے' محمدؐ والی قربانی ہے (توجہ ہے نا غریب

نواز!)

علیؑ کا تذکرہ ملنگوں کی کمزوری ہے۔ یہ کوئی کمزوری نہیں۔ مگر علیؑ اللہ کا محتاج ہے--- محمدؐ کے گھر کے قیامت تک فضائل بیان کروں تو بھی ان کی تعریف وتوصیف کا حق ادا نہیں ہوگا--- اللہ کا محتاج کیوں ہے؟ ظاہر ہے وہ خالق و مالک ہے۔ محمد کا کوئی فرمان ہو سر دوڑ سکتے ہیں' سالے بھاگ سکتے ہیں مگر علیؑ ان کا فرمان ٹال نہیں سکتا۔ علیؑ کافروں کے سر کاٹنے کے لیے ہر لحہ تیار اور یہ بزرگ نجانے کیا کیا بکواس کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر علیؑ کو حکم کریں تو وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں تیرہ زخم کھائے بیٹھا ہوں۔ رسول اللہ میں کیونکر جاؤں۔ رسولؐ اللہ کام کہتے کہتے تھک جائیں گے مگر علیؑ کام کرتے کرتے نہیں تھکتے۔ کہیں کچھ اور خیال ہو۔ جن جنگوں میں علیؑ شامل نہیں ہوئے فتح نصیب نہیں ہوئی۔ جہاں جہاں علیؑ موجود ہیں وہاں ہر موقع پر فتح و کامرانی ملی۔ صحابہ کرام موجود تھے مگر صحابہ کرام کیا کریں۔ طاقت ہو تو کچھ کریں' کچھ کر سکتے ہوں تو کریں۔ صحابہ کرام کے بس کی بات جنگیں نہیں تھیں۔ علیؑ کی شان تھی کہ کچھ اس طرح کا کھانا کھاتے تھے کہ ذاکروں کی third class بھی نہیں کھا سکتی۔ سوکھی روٹی بغیر سالن کے کھایا کرتے تھے۔ یہ ان کی غذا تھی مگر جب درِ خیبر کو اکھاڑا تو ستر مرد جس دروازے کو ہلا نہیں سکتے تھے اُسے تنہا علیؑ نے اکھاڑ دیا۔ ان کا ہاتھ ید اللہ تھا۔ ان کی عین عین اللہ تھی۔ میں تو سمجھتا ہوں ان کا جتنا وجود تھا سارا اللہ کے دین کا خادم تھا۔ کتا بھونک رہا تھا عمرو بن

عبدود۔ صحابہ کرام سے رسولؐ نے کہا جاؤ تلوار لو اور مقابلہ کرو۔ جاؤ' جاؤ کوئی نہیں اُٹھ رہا۔ علیؑ کھڑے ہوئے محمدؐ کا دہن اقدس کھلا۔

ذَهَبَ الْاِيمَانُ كُلُّهٗ اِلَى الشِّرْكِ كُلِّهٖ

کامل ایمان کامل شرک کے مقابلے میں جا رہا ہے۔

مومن تو شکست کھا سکتا ہے ایمان شکست نہیں کھا سکتا۔ آج تک مجھے سمجھ نہیں آئی مرحب کے مقابلے میں علیؑ گئے۔ رسولؐ نے کیا فرمایا: کل میں ایسے جوان کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کو دوست رکھتا ہے' اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے خدا فتح دے گا۔ رات کو سب جاگتے رہے۔ نجانے صبح جھنڈا کس کو ملتا ہے؟ انہیں یہ نہیں پتا کہ ان میں سے کوئی بھی جھنڈے کے قابل نہیں۔ جھنڈے کو جو زینت بخشتا ہے وہی جھنڈے کے لینے کا حق دار ہوتا ہے۔ اسی لیے تو جبرئیلؑ آسمانوں میں کہتا ہے' عرش عظیم پر کہتا ہے:

لافتیٰ الا علیؑ لاسیف الا ذوالفقار

تلوار ذوالفقار ہے اور جوان علیؑ ہے دوسرا کوئی نہیں۔

اگر علیؑ نہ ہوتے' تو توحید کو کوئی دوسرا بندہ پیدا کرنا پڑتا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء۔ (ہم صحابہ کو برا نہیں کہتے)

شیعان علیؑ ہیں وہ جو غری نہیں کرتے

اصحاب نبیؐ پر وہ تبرٰی نہیں کرتے

لعنت کے سزاوار کو چھوڑا نہیں جاتا
لیکن وہ میری پر تبرئی نہیں کرتے۔

نعرۂ حیدری!

صحابہ برے نہیں ہوتے بلکہ کچھ لوگ خود کو صحابہ کہلانے پر مصر ہیں۔ صحابی رسول کون ہیں سلمانؓ --- صاحب ایمان ابوذرؓ، عمارؓ، مقدادؓ جو پیغمبرؐ پر ہر لحہ جاں نثار کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اب دو باتیں کروں گا اور پھر مصائب --- توجہ فرمائیں گے (انشاءاللہ)۔

فرض کریں میں آپ کو کہتا ہوں بے ایمان۔ جو بے ایمان نہیں ہیں آپ' تو میں نے جھوٹ بولا۔ آپ کا کیا نقصان۔ ایک جھوٹ ستر ہزار گناہ کے برابر ہے۔ اور جو بے ایمان ہو تو پھر ایمان پورا کر لو۔ فاسق و فاجر ہو تو چھوڑ دو۔ عالم کا کام کیا ہوتا ہے تمہیں اوامر و نواہی سنائے --- کوئی کہتا ہے: میری بیٹی بی اے پاس (سبحان اللہ) کوئی کہتا ہے: میرا بیٹا بی اے پاس۔ دین کا کیا حاصل کیا؟ بی اے کی دین کو ضرورت نہیں۔ اب بے ایمان ہوا یا نہیں ہوا۔ جس رزق کا وہ ضامن' اس کی خاطر بیٹی بیٹے کو بی اے اور بی کام کرایا کیا جہالت ہے' احمق' بیوقوف پتا نہیں بی۔ اے' اور بی کام کیا بلائیں ہیں۔ تو اسے قرآن پڑھاتا' اسے دین پڑھاتا۔ دیکھو وہ نمازیں قضا کر دیتے ہیں خمس بھی نہیں دیتے۔ دس بندے قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوں گے (اللہ کے واسطے توجہ فرمایئے گا) مجمع البیان کی تفسیر ہے۔ اس میں ان دس گروہوں کے متعلق لکھا ہے۔ ایک

گروپ وہ ہے جن کی شکل بگڑے گی۔ استغفر اللہ' استغفر اللہ!

کیا قصور تھا؟ حرام کھاتے تھے' نہ خمس نکالتے تھے نہ زکوۃ ادا کرتے تھے۔ چیزیں چوری کروا کر کھاتے تھے۔ حرام کھانے والے سور کی شکل کے ہو کر اٹھیں گے۔ دوسرا گروپ بندروں کی شکل کا ہو کر اُٹھے گا وہ کون سا ہے؟ چغلیاں لگانے والا۔ اس کی بات اسے بتائی' اس کی بات اسے بتائی' اس کی چغلی اٹھائی۔ فلاں کو شکایت لگائی۔ ایسے لوگ بندر کی شکل کے ہو کر اٹھیں گے۔ بعض لوگ ایسے زمین پر بکھریں گے جیسے روئی کے ذرے زمین پر پڑے ہوتے ہیں۔ یہ کون سے لوگ ہیں سور کھانے والے۔ کتنے ہو گئے تین' چوتھا ان لوگوں کے ہاتھ زخموں سے بھرے ہوں گے۔ یہ کون سے لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمسایوں کے لیے باعث آزار ہیں۔ ہمسایوں کی عزتیں جن سے محفوظ نہیں تھیں' یا جنہوں نے ہمسایوں کا حق کھایا ہو۔ کتنے ہو گئے؟ چار۔ پانچواں وہ گروہ ہوگا جو کانوں سے بہرے اور زبان سے گونگے ہوں گے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اعمال پر ناز کرتے ہیں کہ ہم بہت نیک ہیں۔ بات سمجھ میں آ رہی ہے نا؟

کتنے ہو گئے پانچ۔ چھٹا گروہ آنکھوں سے اندھے ہوں گے۔ یہ کون سے لوگ ہیں؟ وہ جج ہیں جو غلط فیصلے کرتے ہیں۔ کتنے ہو گئے ہیں؟ (چھ) ایک گروہ وہ ہوگا جس گروہ کی حالت یہ ہوگی۔ زبان باہر نکلی ہوگی اور رال بہہ رہی ہوگی اس طرح کہ لوگ اُن سے کراہت محسوس کریں گے۔ یہ کون سے لوگ ہیں یہ وہ عالم ہوں گے جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔ (بات سمجھ میں نہیں

آئی)۔ سات گروہ ہو گئے آٹھواں گروہ کون ہوگا فرمایا: دوزخ کی کھجوروں کے اوپر انہیں پھانسی چڑھایا جائے گا۔ یہ کون ہیں؟ یہ حکومت کے جاسوس ہیں۔ دسواں گروہ وہ ہوگا جن کے کپڑوں میں سے بو آ رہی ہوگی یہ کون ہیں؟ لوگوں کی عزت تارتار کرنے والے' بدکاری کرنے والے لوگ۔ یہ جہنم کے کپڑے پہن کر جہنم میں کھڑے ہوں گے۔

پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: چھ کام تم لوگ کرو میں جنت کا ضامن ہوں (اللہ کے لیے توجہ کرو) یہ حدیثیں تمہیں ہر جگہ سنائی نہیں دیں گی۔ عقلمند بنو' انسان بنو۔ وہ کون سے چھ کام ہیں:

۱- جب بات کرو جھوٹ نہ بولو۔

۲- جب وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو۔

۳- کسی کی امانت میں خیانت مت کرو۔ اس کی امانت نہ کھاؤ۔

۴- آنکھوں کو حرام کی طرف مت دیکھنے دو۔ کسی پرائی عورت کو مت دیکھو۔ حرام کی طرف نظر نہ کرو۔

۵- اپنے ہاتھوں کو غلط استعمال سے روکو۔

۶- اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو۔ غیر کے برتن میں پیشاب نہ کرو۔

یہ چھ کام آپ کرو۔ پیغمبرؐ فرماتے ہیں میں آپ کی جنت کا ضامن ہوں۔

مومنو! مولا حسینؑ جوں جوں ہمارے پاس سے دور ہو رہے ہیں۔

(آج کیا تاریخ ہے)۔ پانچ ہے نہیں چار ہے۔ باقی صرف چھ روز رہ گئے۔ آپ غور کریں اپنا پیارا بیٹا مر جائے تو آپ لوگ رونے کے محتاج رہو گے۔ کس قدر دھاڑیں مار مار کر روؤ گے اور عاشور کے روز حسینؑ کے ساتھ نہ صحابہ ہیں نہ بیٹے ہیں۔ جیسے صحابہ اللہ تعالیٰ نے حسینؑ کو دیئے اس طرح کے صحابہ علیؑ کو بھی نہیں دیئے۔ محمدؐ کو بھی نہیں دیئے۔ سمجھ نہیں آ رہی تمام اصحاب کو جمع کر کے حسینؑ نے فرمایا: یہ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ آپ لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہو۔ لیکن کوئی نہیں گیا۔ اصحاب حسینؑ نے کہا: ہم آپؑ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو کل روزِ قیامت رسولؐ اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے اگر ہمیں بار بار زندہ کیا جائے اور بار بار قتل کیا جائے تو ہم پھر بھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ ان انصار کے جذبے کو دیکھا اور حق نے رہنمائی کی تو راستہ روکنے والا حر بھی آ گیا۔ عرض کیا: فرزند رسولؐ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے مجھے معاف کر دیں میں آپ کے انصار میں شامل ہو کر آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ رسولؐ کے نواسے نے فرمایا: جاؤ میں نے معاف کیا۔ میدان کی طرف گیا' حملہ کیا' مگر مقابلے پر کم از کم ۲۳ ہزار لوگ تھے۔ کچھ لوگوں کا اندازہ ہے کہ ۳۰ ہزار لوگ۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی' تلواروں کا حملہ ہو رہا تھا۔ جن کے پاس مارنے کو کچھ نہ تھا وہ پتھروں کی بارش کر رہے تھے۔ حر کا ایک جسم ہے اور اتنی جوانب سے حملے' زخموں سے چور ہو گئے۔ کافی مضبوط اور بہادر شخص تھے۔ گھوڑے سے زمین پر گرے اور کہا:

السلام علیک یابن رسول اللہ ۔ یابن رسول اللہ میرا آخری سلام ہو۔

حضرت آئے‘ حُر کا سر اُٹھا کر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا۔ سر سے مٹی صاف کی۔ حُر تیری ماں نے تیرا نام حُر یعنی ’’آزاد‘‘ رکھا تا کہ تم دنیا میں بھی آزاد رہو اور آخرت میں بھی آزاد رہو۔

جب کربلا آنے کے لیے حضرت مکہ سے چلے ہیں تا تو حاجی بھی حج کر کے آ رہے تھے۔ زہیر بن قیس سخت گیر تھا‘ دلیر تھا‘ مانا ہوا شجاع تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ میں حسینؑ یا اسلام کے ساتھ چلوں یا تو پیچھے رہتا یا آگے نکل جاتا۔ ضروب ایک مقام ہے وہاں اتفاق سے دونوں کے خیمے اکٹھے لگ گئے۔ حسینؑ کے پاس صحابہ کے نام لکھے ہوئے تھے کہ کون کون سے صحابہ ان کے شریکِ سفر ہیں۔ زہیر کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ حضورؑ نے زہیر کے پاس قاصد بھیجا۔ قاصد سے کہا زہیر کے پاس جا کر کہو کہ تمہیں رسول کا بیٹا بلا رہا ہے۔ جب قاصد گیا تو زہیر کھانا کھا رہا تھا۔ قاصد نے پیغام دیا۔ کھانے سے ہاتھ کھینچ کر سب حیران و متحیر رہ گئے‘ نہ انکار کرتے ہیں اور نہ جانے کے لیے اقرار کرتے ہیں۔ زہیر کی بیوی نے کہا‘ جاؤ تو سہی پتا کرو وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ گیا‘ جا کر دیکھا کہ امامؑ کے چہرۂ اقدس پر غم کے آثار نمایاں ہیں۔ زہیر نے آ کر سلام کیا۔ امام نے جواب دیا: اجازت مانگی اور پھر بیٹھا۔ حضرت نے فرمایا: زہیر کیا تو نہیں چاہتا کہ یہاں بھی میرے ساتھ ہو اور آخرت میں بھی میرے ساتھ ہو۔ جب آخرت کا

نام سنا دل کی ساری بندشیں کھل گئیں۔ چہرے پر خوشی نمودار ہوئی۔ کہتا ہے فرزند رسولؐ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ پھر گیا اور رشتہ داروں سے کہا جو میرے ساتھ آنا چاہتا ہے آئے اور جو نہیں چاہتا وہ آگے چلا جائے۔ زوجہ سے کہا تم بھی اپنے میکے میں چلی جاؤ۔ اس نے کہا' سبحان اللہ آمادہ بھی میں کروں اور میکے میں بھی میں ہی جاؤں۔ تم رسول کے بیٹے کی خدمت کرو گے اور میں رسول کی بیٹی کی خدمت کروں گی۔ وہ مومنہ آ گئی۔ اللہ اکبر!

ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا۔ زہیر نے حملہ کیا۔ جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تیمم کر کے حضرت نے باجماعت نماز پڑھی۔ فرمایا: زہیر تم بھی اٹھو۔ سعید تم بھی اٹھو۔ جو تیر آتے تھے' زہیر اور سعید اپنے سینے پر کھاتے تھے۔ حضرت نے نماز ظہر ادا کی۔ زہیر نے کہا میرا دل یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میں آپ کو مصیبت میں گرفتار دیکھتا رہوں۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں میدانِ جنگ میں جا کر لڑوں۔ اجازت ملنے پر تلوار اٹھائی۔ غیض و غضب کو استعمال کیا۔ گھوڑا کمزور پڑ گیا۔ گھوڑے سے اتر کر گھوڑا بدلا۔ زخموں سے اس قدر چور ہو گئے کہ اٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ زمین پر گرے۔ فرزند رسول کو بلایا۔ فرزند رسولؐ ایک ایک لاش پر آئے۔ لیکن جب فرزند رسولؐ کی لاش کا وقت آئے گا۔ آتا ہے تو صرف گھوڑوں نے آنا ہے جنھوں نے آ کر سموں سے لاش کو پامال کرنا ہے۔ یا آنا ہے تو ظالموں کے ظلم نے آنا ہے۔ حسینؑ کی خدمت میں اور کسی نے نہیں آنا۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمۃ المعبود بقدرتہ
المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ
والمرھوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہٖ
الذی خلق الخلق بقدرتہ فمیزھم باحکامہ واعزھم
بدینہ واکرمھم بنبیّہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیہ
وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی
کتابہ المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

"بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے"۔

مجلسِ نہم

میرے پاک امام کی شریف رعیت! میں آپ کو زیادہ تنگ نہیں کروں گا جو فقرے میں بولوں توجہ سے وہ چند فقرات سن لو۔ محمدؐ کے برابر نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول ہے۔ جیسے قرآن کے برابر نہ توریت ہے نہ انجیل اور نہ زبور۔ قادر کریم نے آپ کو وہ شرافت عطا کی۔ آپ کو ایسا پیشوا عطا فرمایا جو پہلے پیشواؤں کے مقابلے میں بہت افضل و برتر ہے۔ قرآن نے آدمؑ کا گِلہ کیا' محمدؐ کا گِلہ نہیں کیا' علیؑ کا گِلہ نہیں کیا۔ انبیاء کا تھوڑا تھوڑا سا گِلہ قرآن میں موجود ہے مگر ہمارے پاک پیغمبر کا گِلہ کہیں نہیں کیا۔ بلکہ قرآن کہتا ہے:

قد نری نقلب وجھک فی السماء

ہم نے ان کے رخ انور کو آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔

تم بھی وہی مقام (اعزاز) حاصل کرنا چاہتے ہو جو تمہارے جد ابراہیمؑ نے حاصل کیا تو نماز میں اپنا منہ کعبے کی طرف کرلو۔ جتنے مسلمان کھڑے تھے سب نے منہ کعبے کی طرف کرلیا۔ یعنی محمد کا سوال توحید خدا کی واحدانیت کی

دلیل کے علاوہ وحی الٰہی ہے۔ علیؑ کی تعریف خداوند عالم نے اتنی زیادہ کی ہے اتنی زیادہ کی ہے کہ ان کی انگوٹھی دینے پر لوحِ محفوظ سے آیت نازل کی۔ بات سمجھ رہے ہیں نا! انگوٹھی لاکھ روپے کی تو نہیں۔ علیؑ کے ساتھ سلمان تھے۔ اب دیکھئے سلمان کے درجے کے برابر کسی کا درجہ نہیں لیکن خداوند عالم نے جیسے علیؑ کو عزت دی ہے اس طرح کسی اور کو نہیں دی۔ وہ جنت کی روٹیاں وہ بھی چھوٹی چھوٹی، تین دن نہیں کھائیں، قرآن نے ھل اتی کی جاگیر نازل کی (مولا آپ کو سلامت رکھے) نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ ولایت۔

ہمیں آج تک سمجھ نہیں آئی ایک درہم دن میں دیا راہِ خدا میں، ایک رات کو دیا، ایک چھپا کر دیا، ایک دکھا کر دیا۔ قرآن کی آیت اسی طرح نازل ہوئی الذین ینفقون اموالھم سراً وعلانیۃ مطلب کیا ہے کہ قرآن مجید علیؑ کے دینے پر عاشق ہے جس کو مرضی لے لو۔ میں صحابہ کرام کو کچھ نہیں کہتا۔ صحابہ کرام اللہ تمہیں بخشے۔ میں انبیاء کی بات کر رہا ہوں۔ انبیاء کو لے لو ان کے کون کون سے فعل کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ قیمت لگائی جو علیؑ کے فعل کی قیمت لگائی۔ علیؑ کا گھر بھی اتنا مقدس اور خوبصورت ہے، اتنا خوبصورت ہے کہ بیوی ان کی عابدہ، گھر والی ہے تو محمدؐ کے کمالات کی مظہر مبین۔ بیٹے ہیں تو لولؤ والمرجان کے موتی۔ جب بیٹھتے ہیں تو چالیس چالیس سال قرآن ہی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ تم پر قدرت نے اتنی مہربانی کی ہے کہ تمہارے پیشواؤں کی عظمت کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ نصرانی کر سکتے ہیں، نہ یہودی

کر سکتے ہیں' نہ مجوسی کر سکتے ہیں۔ اور علیؑ کی زندگی کیا ہے' کتنی جائداد اولاد کے لیے چھوڑ گئے؟ بہت بڑی جائداد۔ بہت گراں مایہ جائداد۔ کیا؟ توکل علی اللہ۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ۔

اب دیکھئے محمدؐ جیسے نبی کے لیے قرآن نے کیا فرمایا:

انا ارسلنک الا رحمةً للعالمین

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

ان کی موجودگی میں فرش پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوا۔ دو انعام ہیں اللہ کے ایک محمدؐ اور دوسرا محمدؐ کے متعلق ہے:

ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

جب تک تو موجود ہے اللہ ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔

وما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون

اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا وہ جب استغفار پڑھیں گے۔

دو امانتیں اللہ نے آپ کو دیں جس کے پاس اتنی قیمتی چیزیں ہوں اور وہ دوزخ میں جائے تو بڑا بدقسمت ہے۔ تم کچھ نہ پڑھو' صرف سترہ رکعت نماز پڑھو۔ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ نفل بھی نہ پڑھو۔ واجب کے تو پابند رہو' عابد بنو کہیں کچھ اور خیال نہ ہو۔

توحید کی اس طرح خدمت کرو۔ کہو پروردگار! تیرے برابر تو محمدؐ اور علیؑ

بھی نہیں تو کوئی دوسرا کون ہو سکتا ہے؟ محمدؐ سے کہو آپؐ کے برابر نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی وصی۔ سارے جہان سے پہلے محمدؐ کو پیدا کیا اس کے ساتھ ہی اس کے بھائی علیؑ کو خلق کر دیا۔ آسمانوں پر کیا کرتے تھے' وظائف پڑھتے تھے۔ اللہ کی توحید کے' اس کی واحدانیت کے۔

صلب عبدالمطلب کا کیا ہوا۔ دو اولادیں تھیں ایک عبداللہ کے صلب میں چلا گیا جہاں محمدؐ کو نبوت کا تاج عطا ہوا دوسرا ابوطالبؑ کی صلب میں چلا گیا جہاں علیؑ کو امامت کا تاج عطا ہوا۔ دشمن کو غلط فہمی ہوئی کہ محمدؐ کچھ نہیں جانتے۔ وہ سب کچھ جانتے ہیں' گھوارے میں بھی۔ ابولہب اور ابوجہل جیسے دشمن ہیں۔ دنیا کو کیا سنائیں اسی وجہ سے آپ خاموش رہتے اور وہ لوگ سمجھتے شاید آپ علم نہیں رکھتے۔ کیونکہ اپنے عیبوں کے متعلق ابوجہل اور ابولہب کچھ نہیں جانتے لیکن یہ تو ماننے والی بات ہے کہ اللہ کے گھر میں اللہ کا بندہ جاتا ہے۔

کون بی بی گئی ہے؟ علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد۔ یہ نہیں کہا کہ مجھے جانے دو' دروازہ کھولو' یا دستک دی۔ کیا فرمایا؟ فرمایا: اے میرے پروردگار مجھے دردزہ شروع ہے۔ بچے کی ولادت میرے لیے آسان فرمادے (توجہ فرمائیے گا) آسان کا کیا مطلب؟ اسی لمحے کعبے کی دیوار شق ہوئی۔ علیؑ کی امامت کا خلوص دیکھیے۔ بی بی اندر داخل ہوئی۔ دیوار دوبارہ بند ہوگئی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کبھی شق نہیں ہوئی۔ جو حلال زادہ ہوگا وہ علیؑ کے فضائل سے خوش ہوگا جو حرام زادہ ہوگا وہ علیؑ کے فضائل سے ناراض ہوگا۔ بات سمجھ میں آرہی ہے۔

پیغمبرؐ کو پتا چلا کہ جو میرے دادا عبدالمطلب کے صلب سے جدا ہوا تھا وہ دنیا میں آ گیا ہے۔ آپ دیکھنے آئے۔ آئے ہیں تو آنکھوں پر علیؑ نے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ کیوں آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں؟ وہاں ایک ملعون بیٹھا ہوا تھا جس کے متعلق آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی طرف توجہ نہ دیتا تھا۔ لوگو! سفید داڑھی والا بت پرست تھا۔ میرا خیال ہے وہ جائے جہنم میں' اپنی آخرت میں نمٹ لیں گے۔ ہمیں کسی سے کیا؟ مگر علیؑ کی شان دیکھیں کہ علیؑ دنیا کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔ پیدا ہوتے ہی آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہیں۔ محمدؐ کی آمد پر محمدؐ کے چہرے پر نظر کی۔ رسولؐ اللہ کو دیکھ کر وجہ اللہ خوش ہوئے۔ لسان اللہ نے کچھ قرآن سنایا' توریت سنائی' انجیل سنائی۔ کیا وہ کچھ نہیں جانتے تھے جو آپ سنا رہے تھے۔ عقل نہیں ہے۔ اگر وہ کچھ نہ سمجھ سکتے تو علیؑ نے قرآن' انجیل' توریت اور صحیفوں سے کیوں سنایا؟ تین راتیں جنابِ فاطمہ بنت اسد کعبہ میں رہیں اور توحید کو کھانے کا انتظام خود کرنا پڑا (ماشاء اللہ)۔

کسی ایسے شخص کا حال تو سنائیے جس کی جائے ولادت کعبہ ہو۔ کھانا توحید نے دیا ہو۔ سفید داڑھی ہونا فضیلت کا معیار نہیں کیونکہ وہ تو میری' اپنی ہے۔ آپ کی بھی ہے۔ نہیں ہے تو ہو جائے گی۔ داڑھی بزرگی کا معیار نہیں۔ لوگو! میں تمہارے چوتھے خلیفہ کی تعریف کر رہا ہوں۔ تین خلیفوں کی تعریف کر کے تھک گئے ہو۔ میں تمہیں چوتھے خلیفہ کی شان بتاتا ہوں۔ میں تمہاری اصلاح کر رہا ہوں جسے علیؑ پر ناراضگی ہو وہ ناراضگی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

ب بتائیے ایسے علم لدنی کا مالک' جو پیغمبر کا جانشین ہے۔ باقی مسلمان جن کو بنائیں وہ اسلامی حاکم ہیں لیکن اصل خلیفہ رسول کا کون ہے؟ علیؑ ہے' علیؑ ہے تو چوتھا خلیفہ۔ پہلا خلیفہ کون ہے آدم صفی اللہ۔ دوسرا خلیفہ کون ہے داؤد خلیفۃ اللہ' میرا کون ہے ہارون خلیفہ اللہ چوتھا کون ہے علیؑ ابن ابی طالب۔

ہم تو اپنے خلیفوں کو بلافصل بیان کرتے ہیں۔ چار خلیفے یہ توحید نے بنائے ہیں وہ ہی ہیں۔ علیؑ ایسا بزرگ ہے کہ خلافت کا محتاج ہے نہ حکومت کا محتاج ہے۔ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ فرماتے ہیں عبداللہ بن عباس سے' کہ خلافت کی قدر کرنا۔ مگر یہ تو احکام ہیں کہ احکام نافذ کریں ورنہ خلافت تو اپنے مقام پر ہی ہے۔ کسی نے خلافت نہیں کی' علیؑ کے سوا شیعہ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ خلافت ہے کیا؟ یہ علم قرآن ہے۔ یہ علم لوح محفوظ ہے۔ یہ علم احادیث ہے اور سب علیؑ کے سینے میں ہے۔

جب صحابہ محتاج ہوئے تو در علیؑ پر آئے۔ پانچ لوگ آئے حضرت عمر کی خدمت میں' انہوں نے زنا کیا تھا۔ کہا: انہیں پتھر مارو۔ علیؑ نے فرمایا: پوچھو تو سہی یہ کون ہیں؟ پتھر کے مستحق ہیں بھی یا نہیں۔ پوچھو ہوسکتا ہے ان کا علاج پتھر نہ ہوں۔ خواہ مخواہ پتھر نہ مارو۔

ایک سے پوچھا گیا تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نصرانی ہوں۔ فرمایا: اس کا سر قلم کرو۔ دوسرے سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے بتایا میں مسلمان ہوں۔ فرمایا: اس کو پتھر مارو۔ تیسرے سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا میں

غلام ہوں۔ فرمایا: اسے ۵۰ کوڑے لگاؤ۔

میرا خیال ہے اب وہاں جتنے صحابہ موجود تھے سب نے ایک خوبصورت جملہ کہا:

لولا علی لھلک عمر

اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عورت آئی زنا کروا کر۔ حضرت عمر نے فرمایا اسے سنگسار کرو۔

علیؑ نے فرمایا جو پیٹ میں ہے اس کا کیا گناہ ہے؟ اس کو جنم لینے دو۔ تب اسے پتھر مارنا۔ جب یہ خالی پیٹ ہو کیونکہ گناہ اس کا ہے اس بچے کا نہیں۔

یہ علیؑ کی مہربانی ہے وہ کیا رہبر تھے جو سیدھے راستے پر صحابہ کو بھی لے آئے' اُمت کو بھی لے آئے کہ سب کو کہنا پڑا کہ ان کی زبان محمدؐ کی زبان ہے۔ جیسے محمدؐ پر وحی نازل ہوتی ہے ان پر الہام ہوتا ہے۔ جیسے محمدؐ پہلے سے نبی تھے ظاہر چالیس سال بعد ہوئے اسی طرح علیؑ پہلے سے امام تھے ظاہر بعد میں ہوئے۔ ایسا نہیں تھا کہ پہلے بے ایمان تھا اور بعد میں ایمان لائے۔ میرا خیال ہے ایمان چھپا ہوا تھا' محمدؐ پر ظاہر کر دیا گیا۔ ایمان میں سب سے بہتر علیؑ کی ذات' علیؑ ایمان میں علیؑ، نماز میں علیؑ، حج میں علیؑ، زکوۃ میں ہر عبادت میں علیؑ بلند ہے' نیچے نہیں ہے۔

میدان جنگ میں علیؑ اتنا مسکراتے جتنا کوئی مسکرا نہیں سکتا۔ مسجد میں اتنا

روتے جتنا کوئی رو نہیں سکتا۔ ہر ہر مقام پر علیؑ اپنا فضائل بیان کرتے اور فرماتے کہ شکر ہے میں توحید کے دربار میں آ کر اپنا سر قلم کروانا چاہتا ہوں۔ آئے اور کوئی میرا سر قلم کردے میں شہادت کا جام نوش کروں اور دنیا کی جیل میں سے نکلوں۔

دوسرے لوگ کیا کرتے ہیں۔ کتوں اور جانوروں کی مانند کھانے پر جھپٹتے ہیں کہ بہتر سے بہتر جہاں سے اور جس ذریعے سے مل جائے۔ اور علیؑ کی کیا شان ہے کہ میں جیل میں اتنی دشواری سے رہتا ہوں' نہ سائل کو خالی ہاتھ لوٹا سکتا ہوں نہ مکین سے بے رحمی سے مخاطب ہو سکتا ہوں۔ سب لوگ مانگنے کے لیے میرے در پر آتے ہیں۔ اگر انہیں کچھ نہ دوں گا تو میں خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گا۔ کوئی حرج نہیں کہ بتولؑ بھی بھوکی رہیں' حسنؑ بھی بھوکا رہے' حسینؑ بھی بھوکا رہے۔ نہ فقیر بھوکا رہے نہ اسیر بھوکا رہے نہ مسکین بھوکا رہے۔

یہ علیؑ کی شان ہے کہ عورت ہے' خوبصورت ہے۔ علیؑ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔ علی مصروف رہے' سنتے رہے۔

وہ کہتی رہی: یا علیؑ میری طرف دیکھیے۔

تو کون ہے؟

میں دنیا ہوں۔

کیوں آئی ہے؟

آپ کو آزمانے کے لیے آئی ہوں۔ آپ کو سکون دینے آئی ہوں۔ مجھ سے شادی کر لیں' سکون پا لیں گے۔

اوہ بیوقوف' پاگل میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں اور چوتھی بار رجوع نہیں ہو سکتا۔

جس کا ایسا ایمان ہو وہ دنیا کی جانب مائل نہیں ہو سکتا۔ قرآن سے علیؑ کو اتنا اُنس ہے کہ وہ دن کو بھی قرآن پڑھتے ہیں رات کو بھی قرآن پڑھتے ہیں۔ اٹھتے ہوئے بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں' بیٹھتے ہوئے بھی قرآن پڑھتے ہیں۔ تیرے بچے قرآن نہیں پڑھتے۔ دین سے ناواقف نہیں۔ کیا پڑھا ہے بی اے اور ایم اے۔ بی اے سے مراد بیوقوف واحمق اور ایم اے سے مراد مطلق احمق۔ دین سے لاتعلق ہیں' نامراد خدا کا قائل بھی نہیں۔

وہ فرماتا ہے میں ہر کسی کے رزق کا ضامن ہوں۔ تمہارے بال کھینچے جائیں گے۔ داڑھیاں نوچی جائیں گی۔ اے داڑھیاں منڈوانے والو جب تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے دین کیوں نہیں پڑھا۔ تم نے ساری عمر کیا کمایا تو انہیں کیا جواب دو گے کہ ہم کیا کرتے رہے۔ (خدا کے لیے سنو یہ علیؑ کا کلام ہے)

اہل بیتؑ کا طرۂ امتیاز ہے کہ والدین کی خدمت کرو' صلہ رحمی کرو' بیماروں کی عیادت کرو۔ مسلمان کے جنازے میں شریک ہو۔ مومن کی دعوت قبول کرو۔ چار میل چل کر جاؤ اور فی سبیل اللہ مومن بھائی کی زیارت کر کے

آؤ۔ پانچ میل چل کر جاؤ اور کسی غمگین کی مدد کرو اور چھ میل بھی چلنا پڑے تو چلو اور پھر مظلوم کی مدد کرو اور تجھ پر لازم ہے کہ ہر وقت خدا سے گناہ کی بخشش طلب کرو۔

پانچ چیزیں پانچ مقامات کے لیے ہیں اگر وہاں رکھیں گے تو اپنے مقام پر ہوں گی اور اگر وہاں نہیں رکھیں گے تو وہ اپنے اصل مقام پر نہ ہوں گی۔ پہلی چیز کیا ہے؟ اس کا مقام کیا ہے؟ بھوک اور محنت' بھوکا رہے' محنت کرے تو تیرا علم ہوگا؟ لیکن تو چاہے کہ تیرا پیٹ بھر جائے بغیر محنت کے تو یہ کوئی بات نہیں یہ کوئی علم نہیں۔ دوسری بات کیا ہے اس کا ظرف کیا ہے۔ فرماتے ہیں عزت چاہتا ہے۔ تو خدا کی آواز آتی ہے عزت ہے میری اطاعت اور فرمانبرداری میں اور اگر تو اکڑ میں تکبر میں عزت سمجھتا ہے تو پھر...... اگر تم A.C کے ساتھ پھر واس کے ساتھ آؤ جاؤ تو لوگ کیا کہیں گے کہ جناب یہ A.C کا کتا ہے اور اگر اللہ کے دربار میں حاضری دیں تو کیا کہا جائے گا کہ اللہ کا مخلص بندہ ہے۔

(میرا خیال ہے۔ مولا تمہیں سلامت رکھے) اگر تم کسی بادشاہ کے دربار میں ملازمت کرو تو کہا جائے گا کہ کتا ہے بادشاہ کا بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔

تیسری چیز قلندری ہے قناعت سے کھانا اور ایک رزق ہے کثرتِ مال سے کھانا' قلندری قناعت میں وہ کثرتِ مال میں نہیں ہے۔ جس کے پاس بہت سا مال ہو تو اسے کہتے ہیں قارون اور اگر صبر و قناعت سے کوئی گزارہ

کرے تو اسے کہا جاتا ہے ''بندۂ خدا''۔ اللہ کی رضا مندی ہے کہ تو اپنے نفس کو ناراض کرے اور اگر تو اپنے نفس کو راضی کرتا ہے تو اللہ کی رضامندی کوئی نہیں ہے۔

اے امیرو! اے بڑے لوگو! جنٹل مین جج حضرات (توجہ سے سماعت فرمایئے) حیران ہوں۔ آرام! آرام کا مقام تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جنت کو قرار دیا ہے۔ کوئی سب کے لیے آرام تھوڑا ہے۔ آرام تو اہل ایمان کے لیے جنت میں ہے۔ آج ۶ محرم ہے۔ حضرت امامؑ کا کنبہ ہمارے پاس ۴ دن کا مہمان ہے۔ حُر کے آنے کے بعد! مستورات کا مسئلہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے حسینؑ کی بہن پر جس کی قلبی خواہش ہے کہ میرا سر کاٹ لیں میرے بھائی کو چھوڑ دیں۔ قلبی خواہش تھی جناب زینبؑ کی۔

بھائی سے کہتی ہیں بھائی آپ کے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اب بہن کو کیسے جواب دیں۔ خاموشی سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صبراً صبراً بہن صبر کو اختیار کرو۔ صبر کے برابر کسی چیز کا اجر نہیں۔ کاش مجھے میری ماں پیدا نہ کرتی تو میں بھائی پر یہ دن نہ دیکھتی۔

میرے خیال میں اس جیسا دردناک بین کوئی نہیں ہو سکتا۔ علیؑ کی شاہزادی نے کیا کہا۔ کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔ میں بھائی کا یہ دن نہ دیکھتی۔ علیؑ کی بیٹی کو پیغام بھجوانا پڑا کہ جاؤ! شمر کے پاس جا کر کہو علیؑ کی بیٹی کہتی ہے میرا سر قلم کر لو۔ میرے بھائی کو کچھ مت کہو۔

ایک نیک آدمی سو رہا تھا۔ محرم کے دن تھے۔ ایک فرشتہ دوڑا دوڑا آیا اور کہتا ہے: ''ذاکر سے کہو حسینؑ کی ماں کہتی ہے میرے بیٹے کا وداع پڑھو''۔

اللہ اکبر!

جب ذاکر نے حسینؑ کا وداع پڑھنے کا ارادہ کیا تھا حسینؑ خیمے میں آئے۔ بہنیں اکٹھی ہوئیں' بیٹیاں اکٹھی ہوئیں' بیویاں اکٹھی ہوئیں۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر کہتے ہیں السلام علیکم یا اھل بنت النبوہ اس سلام کے معنی ہیں کہ میں تم لوگوں سے جدا ہو رہا ہوں۔ خدا تمہیں سلامت رکھے۔

ہائے بھائی! ہمیں دشمنوں کے آسرے پر چھوڑ کر جا رہے ہو' کس کے آسرے پر چھوڑ رہے ہو۔

بہن زینب' اللہ کو یہی منظور ہے۔

سب نے سخت گریہ کیا۔ چھوٹی بچی رقیہ خاتون ۴' ۵ سال کی تھیں۔ کہتی ہیں بابا بعد میں جانا پہلے مجھے پانی پلایئے۔ پیاس سے میری جان نکل رہی ہے۔ جب چھوٹا بچہ بضد ہو جائے تو والدین کو بہت اذیت ہوتی ہے۔ سر پر دست شفقت پھیرا۔ سر کو چوما۔ دختر نیک اختر تو خیرات دے پانی آ جائے گا۔ رقیہ انتظار میں ہی بیٹھی رہ گئیں کہ میرے بابا کب میرے لیے پانی لاتے ہیں؟

شیر دل جاتے ہیں مسلم بن عوسجہ آئے سلام کیا اور کہا فرزند رسولؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی جان آپ کی ذات پر قربان کروں۔ امام سے اجازت لی۔ رجز پڑھے۔ تلوار کو ہاتھ میں لیا۔ نیزے سے ناریوں کو فی النار

کیا۔ تلوار سے سب پر وار کیے؟ بہت سوں کو مارا۔ یہ نہیں پتا چلتا تھا کہ کون مرا اور کون گرا۔ کہیں سے تیروں کی بارش' کہیں سے تلواروں کے حملے' کہیں سے نیزے کی انیاں اور جن کے پاس مارنے کے لیے کچھ نہیں تھا انہوں نے پتھر مارے جب بہت کمزوری طاری ہوئی تو گھوڑے پر قائم نہ رہ سکے۔ گھوڑے کی زین سے زمین پر آئے اور کہا مولا! میری لاش پر پہنچیں۔ حبیبؓ اور رسولؐ خدا کا بیٹا دونوں لاش پر پہنچے۔ حسینؑ نے حبیبؓ سے کہا: حبیب شاید ان کی کوئی خواہش ہو اور یہ مجھے بتانے میں شرمندگی محسوس کرتے ہوں تم پہلے جاؤ۔ تم اُن سے پوچھو کہ کوئی وصیت کرنا چاہیں تو کریں۔ مجھ سے وہ چھپائیں گے۔ حسینؑ ٹھہر گئے۔ حبیب آئے' مسلم! اگر میں نے تمہارے بعد نہ آنا ہوتا تو تم کوئی وصیت کرتے۔ میں تمہاری وصیت پوری کرتا۔ انہوں نے وصیت کی۔ انگلی اٹھائی اور زہراؑ کے فرزند کی طرف اشارہ کیا

انا اوصیک بھذا الرجل

میں تجھے وصیت کرتا ہوں اس مرد کی کہ اسے اکیلا نہ چھوڑنا۔

ہلال بن نافع کہتا ہے میں کھڑے ہو کر خیمے کا پہرہ دیتا ہوں۔ حسینؑ بہن کے گھر گئے۔ نہ علی اکبر ہیں نہ صحابہ ہیں صرف چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ ملعون' مردود جو چلے گئے تھے بیوی کو خدشہ تھا حضور نے فرمایا وہ چیز چھوڑ رہا ہوں جس میں کھوٹ نہیں۔ ہلال نے جب یہ الفاظ سنے تڑپ گیا۔ اس نے سوچا

زہراؑ کے بیٹے کو مجھ پر اعتماد نہیں رہا۔ دوڑ کر آتا ہے آ کے کہتا ہے حبیب زہراؑ کی بیٹیوں کو تجھ پر اعتماد نہیں۔ باہر نکلا' او میرے دوستو! خیموں سے باہر نکل آؤ۔ سب سے پہلے سید خیمے سے باہر نکلے۔ کہتے ہیں آقا زادے آپ تو ہمارے سردار ہیں۔ میں نے تو صحابہ کو بلایا تھا۔ سب خیموں سے نکل آئے۔ پتا ہے زہراؑ کی بیٹیوں کو کوئی اعتماد نہیں۔ زہراؑ کی بیٹیوں کو اعتماد نہیں ہے ہم پر۔ درخیمہ پر آئے۔ کہا: بیبیو! ہم پر اعتماد کرو یا اپنے ہاتھوں سے ہمارے سر قلم کر دیں۔

حسینؑ فرماتے ہیں بہن زینبؑ سن رہی ہو۔ سب سے پہلے یہ لوگ سر دینے کو تیار ہیں۔ یہ ہمیں نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ہمارے خالص دوست اور مہربان ہیں۔

زینب نے برقعہ پہنا اور صحابہ کے سامنے گئیں۔ دعا مانگو کہ زہراؑ کی بیٹی کا پردہ سلامت رہے۔ میری آقا زادی پردے کے ساتھ انصار و اصحاب میں گئیں اور فرمایا:

ایھا الطیبون اے پاکیزہ ولادت والو! فاطمہ کی بیٹی ہوں' بہوئیں اور بیٹیاں ساتھ ہیں تم ان کی حفاظت کرنا۔ دشمن کے حملے سے انہیں بچانا۔

عزادارو! میں آپ کو کیا بتاؤں جب صحابہ بھی چلے گئے۔ رشتہ دار بھی چلے گئے۔ عصرِ عاشور ہے۔ جب خیموں کو آگ لگتی ہے نا ایک چھوٹی سی بچی ہے جس کے کپڑوں کو آگ نے لپیٹا ہوا ہے۔ حمید کہتا ہے: تو کون ہے؟ بچی کو

کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ کہتی ہے یا شیخ میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے۔ میرے پاس کوئی قیمتی زیور نہیں ہے۔

اے بی بی میں تو آپ کے کپڑوں کی آگ بجھانے آیا ہوں۔

میں شجرۂ نبوت کی باعزت ٹہنی ہوں۔ ہمارے کپڑوں کو کسی اجنبی مرد کے ہاتھ نہیں لگے۔ اپنے کپڑوں کی آگ میں خود بجھاؤں گی۔ جس خیمے میں بیمار عابد سویا ہوا تھا اس خیمے کو بھی آگ لگا دی۔ پھوپھی کو پتا چلا نہ جانے بی بی کیسے خیمے میں آئیں۔ آ کر بیمار کو جس کی عمر ۲۳ سال تھی اُٹھا کر باہر لے آئیں۔ بیمار غش کی حالت میں ہیں کبھی آنکھ کھلتی ہے کبھی بند ہو جاتی ہے۔ پھر انہیں خیمے سے باہر لا کر دوڑی ہیں بھتیجے کو خیمے سے باہر لائیں۔ باہر لا کر ایک جگہ کھڑا کیا۔ کوئی چیز سیدانیوں کی آگ میں نہیں بچی۔ سارے خیام جل گئے۔ آگے آپ خود سمجھیں جب سیدانیوں کو قید کیا تا بچوں کو بھی قید کر لیا۔ بچے جب سپاہیوں کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرتے تو انہیں کوڑے لگائے جاتے بیبیاں اپنے بچوں کے اوپر چھا جاتیں تا کہ بچوں کو کوڑے نہ لگیں۔ علیؑ کی بیٹی کی کمر (پشت مبارک) کوڑے لگنے سے سیاہ ہو گئی۔ ہاتھوں پر جو رسی باندھی گئی میری پاک بی بی زینبؑ کے ہاتھ بھی سیاہ ہو گئے۔ کوئی نہ تھا جو میری بی بی کا خیال کرتا۔ ان کو پوچھتا یا اور کسی قسم کی تسلی دلاسہ دیتا۔

ہائے ہائے ۱۱ یا ۱۲ کو عمر بن سعد نے حکم دیا کہ (ذاکر اپنی بیوی سے پوچھو کیا اس کی کمر میں درد ہے۔ اپنی بیوی سے پوچھو)۔ او تم پردے داروں سے

پوچھ رہے ہو کہ ان کی کمر کا درد کیسا ہے اور اب وہ کام کر سکتی ہیں۔ جیسے سیدانیوں کو ننگے اونٹ کی پیٹھ پر بھیجا ہے کوفہ کے بے آب و گیاہ راستے میں جب بچے گرتے تو وہاں کوئی مرد بھی نہیں تھا۔ پوچھنے والا' اٹھانے والا' ہائے شامیو! تم نے زینبؑ و کلثوم کے بازو رسن بستہ کیے تم پر لعنت ہو۔

OOO

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمة المعبود بقدرتہ المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ والمرھوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہٖ الذی خلق الخلق بقدرتہ فمیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ واکرمھم بنبیّہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیہ وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ دہم

بزرگو! موت کے سامان کے واسطے قرآن اور حدیث کا وعظ سنو۔

دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم محمدؐ کی تعریف کرتے ہیں۔ ہم علیؑ کی تعریف کرتے ہیں۔ تم لوگ محمدؐ کی کیا تعریف کرو گے؟ کیا تم ان کے کمالات جانتے ہو؟ تم لوگ کیا علیؑ کی تعریف کر سکتے ہو کیا تم ان کے کمالات جان سکتے ہو؟ وہ تو اپنے کمالات میں ہیں ہی لاثانی۔ محمدؐ میں صرف ایک خامی ہے کہ وہ اللہ کا محتاج ہے۔ دوسری کوئی خامی نہیں۔ علیؑ میں دو خامیاں ہیں اللہ کا محتاج ہے' محمدؐ کا محتاج ہے تیسری کوئی خامی نہیں۔

اصل میں ایسا ہے کہ جب منبر رسولؐ پر کوئی مولوی بیٹھے تو اس کا فرض ہوتا ہے آخرت کی یاد دلائے۔ احکام شریعت یاد کروائے۔ مصیبت میں مبتلا ہیں آپ سارے مسلمان' تہتر فرقے۔ کیا؟ تہتر فرقے۔

کوئی کہتا ہے میں حق پر ہوں۔ دوسرا کہتا ہے میں حق پر ہوں غرضیکہ ہر کوئی اپنے آپ کو حق کا علمبردار سمجھتا ہے۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ حق پر ہے۔ کچھ ہوش کے ناخن لو۔ اگر تعلیم یافتہ (Educated) ہو تو وہ راستہ

اختیار کرو جو سیدھا ہو۔ ایک سنیوں کی کتاب ہے اس میں صرف جتنا برا بھلا شیعوں کو کہہ سکتا تھا اس نے کہا' باوجود برا بھلا کہنے کے۔ ہمارے پیغمبرؐ حضرت علیؑ سے فرماتے ہیں:

یاعلی انت وشیعتک فی الجنة

آپ اور آپ کے ماننے والے جنت میں جائیں گے۔

اگر کسی کتاب میں شیعوں کے لیے کوئی بری بات لکھی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کے لکھنے سے ہمارا کوئی نقصان نہیں لیکن اس نے علیؑ کی تعریف کی ہے۔ علیؑ کے کمالات رقم کیے ہیں۔ کیا کہا قرآن علیؑ کے ساتھ ہے' علیؑ قرآن کے ساتھ ہے یعنی علیؑ حق کے ساتھ ہے حق علیؑ کے ساتھ ہے یا اللہ (پیغمبرؐ فرماتے ہیں) جس طرف علیؑ جائیں حق کو اُسی طرف پھیر۔ مصنف کا ہم پر احسان ہے کہ کم از کم اس نے علیؑ کے فضائل تو بیان کیے ہیں۔ اگر کوئی ہمیں برا بھلا کہتا ہے تو ہمارے اتنے ہی گناہ جھڑتے ہیں اور ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نہ ہم ڈرتے ہیں۔ گلے شکوے کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم جیسے ہیں ویسے ہی رہیں گے۔ بات سمجھ میں آ رہی ہے یا نہیں آ رہی۔ میں جانتا ہوں تمہیں یہ بھی نہیں پتا کہ وہابی کون ہوتے ہیں؟ وہابی کا مذہب کیا ہے جیسے ہم لوگ گندے ہیں اسی طرح محمدؐ ایک عام شخص ہیں۔ محمدؐ بھی انسان ہیں ہم بھی انسان ہیں۔ فرق کیا ہے؟ انسانیت اگر پستی پر اُتر آئے تو سور سے بھی بری۔ امام الانبیاء کے پاس جائے بغیر پروں کی پرواز بیکار ہے۔ اللہ کے بعد ہم کسی کو

کچھ نہیں سمجھتے۔ یاد رکھو مشرک نہ بنو۔ اللہ کے بعد ہم محمدؐ و علیؑ کے علاوہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتے۔ محمدؐ و علیؑ کون ہیں' اللہ کے بندے ہیں' اللہ کے غلام ہیں۔ قرآن میں کیا ہے۔ دین اللہ کے نزدیک فقط اسلام ہے۔ پاگلو! بڑی داڑھی والو! اسلام کیا ہے؟ اہل بیتؑ کیا کہتے ہیں۔ الحمد میں بسم اللہ جزو ہے اس لیے نماز میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھو تو نماز نہیں ہوتی۔ امام شافعی بھی کہتے ہیں بسم اللہ الحمد کا جزو ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں جزو نہیں ہے۔ اب ہم کس سے سیکھیں جو ہمیں رسولؐ نے امانت دی ہے ہم اسے قبول کریں' امانت کیا تھی انی تارک فیکم الثقلین میں آپ لوگوں میں دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسرے اپنے اہل بیتؑ۔ ان میں سے اگر ایک نہ ہو تو دوسرا بھی نہ ہوگا۔ قرآن ان کی تعریف کرے گا یہ قرآن کی تعریف کریں گے۔ ہم امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ اہل بیتؑ سے دین بھی لیں گے' مذہب بھی لیں گے' احکام بھی لیں گے۔ خدا کی معرفت حاصل کریں گے لیکن معجزہ ضرور مانگیں گے۔ معجزہ ہوگا تو سچے ہیں۔ معجزہ نہیں تو جھوٹے۔ جس کے پاس معجزہ نہیں وہ جھوٹا بندہ ہے۔ اسے نہ ولی اللہ کہیں اور نہ کچھ اور کہیں جس کے پاس معجزہ ہے۔ وہ حق ہے۔

معجزہ اسے کہتے ہیں جو سوائے اللہ کے دوسرا کوئی نہ بنا سکے۔ (میرے واسطے کم لوگ ہی کافی ہیں بشرطیکہ عقلمند ہوں)۔ اب میں آپ کو اچھی باتیں بتاتا ہوں۔ حاکم آیا محمد کے پاس اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے۔ دوسری

تقریر کو برا نہ کہا کرو۔ میں بناوٹی سید ہوں۔ میں تمہیں (بخاری شریف) کتاب دکھاتا ہوں۔ میں نے کہا نہیں مجھے تمہاری کتاب کی ضرورت بھی نہیں اور تمہارے دین کی بھی ضرورت نہیں۔ جب سیدانیاں بازار میں ننگے سر پھریں گی۔ اپنی مسند کے سامنے آل رسولؐ کی مخدرات عصمت کو ننگے سر کھڑے کیے رکھا۔ ہماری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی اس لیے میں یزید پر بھی لعنت بھیجتا ہوں اور اس کے ماننے والوں پر بھی لعنت بھیجتا ہوں۔ گھبرا کے کہتا ہے کہ میرا استاد بتا رہا تھا کہ یزید مسخ ہو گیا تھا اور اونٹ بن گیا تھا۔ اونٹ بنا' حلال جانور بنا' سور بنتا یا کتا بنتا۔ میں نے اسے بتایا یہ بزرگوار اہل بیتؑ کے خیر خواہ ہیں۔ میرے دوست کے دوست میرے دوست اور میرے دوست کے دشمن میرے دشمن۔ میرے دشمن کا دوست میرا دشمن۔ اس لیے میں ذرا نرم پڑا۔ وہ چھ مہینے میرے ساتھ رہا اور شیعہ ہو گیا اور میرے اوپر سنت والجماعت کا ذرہ برابر اثر نہیں ہوا۔ حالانکہ میں وہاں دو سال رہا۔ اس نے کہا اللہ کرے جو تو نے پہلے پڑھا ہے بھول جائے۔ میں نے کہا یہ علم سیدوں کا ہے۔ کیوں کا نہیں۔ میں نے کہا: میں نے تو آل رسولؐ کی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے اور آل رسول نے علم کی تعریف اس طرح کی ہے کہ علم کیا ہے۔ چار تعریفیں ہیں۔ علم اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔

پہلا ان تعرف ربک دوسرا ان تعرف شنت ما صنع بک اس کے جو جو ما اراد منک ہیں انہیں پہچان لیا جس چیز کا تو ارادہ

کرے اسے اچھی طرح جان۔ جو چیز تجھے دین سے بے دین کر دے اسے چھوڑ دے۔ یہ چار چیزیں تو پیدا کرلے اور جنت کی ضمانت میں دیتا ہوں۔ کیا کہا رب کو پہچان' کیسے پہچانوں ایسا خالق ہے کہ اس جیسا اور کوئی نہیں۔

فرض کیجیے ایک درخت ہے۔ ساری دنیا بھی اکٹھی ہو جائے تو اس درخت کے پتوں میں سے ایک پتہ نہیں بنا سکتی۔ آپ دیکھیں وہ غلیظ قطرے ہوتے ہیں ایک ماں کا' ایک باپ کا' خون سے لوتھڑا بنا اور پھر آدمی کی شکل اختیار کر گیا۔ تبارک اللّٰہ احسن الخالقین ۔ بابرکت ہے وہ ذات جو سارے بنانے والوں میں سے ہمیں سب سے خوبصورت بنانے والا ہے۔ قطرہ ہوتا تو تجھ سے نفرت کرتے' لوتھڑا ہوتا تو تجھے کتے کے آگے پھینک دیتے۔ جب انسان بن گیا تا تو پھر سب پیار کرتے ہیں۔ ماں بھی چومتی ہے اور باپ بھی کہتا ہے میرے گھر کی رونق ہے۔ اور کس نے بنایا' اتنی خوبصورت شکل' تنے اچھے انداز میں۔ جس نے بنائی اس کا نام خدا ہے۔

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم

اے لوگو عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا۔

میرا خیال ہے تم لوگ اس کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ ایک چیز سے' چیز سے جمادات میں سے کچھ بنو گے یا نباتات میں سے بنو گے یا پھر

انسان بنو انسان بننے پر نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ہم انسانوں کے لیے' بندوں کے لیے نبوت بھیجی کہ جاؤ زمین پر جا کر میرا تعارف کراؤ۔ میرا تصور دو۔ میری تصدیق کرواؤ جو معجزے وہ آپ سے مانگیں گے میں دوں گا۔ ایسے خدا سے کبھی اپنا مذہب تو پوچھ کہ میں کہاں جاؤں۔

وہ کیا فرماتا ہے:

لا تعبدوا الشیطن انہ لکم عدو مبین

شیطان کی عبادت نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم

میری عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

کون سی عبادت؟ وہی جو آپ کو محمدؐ نے بتائی۔ محمدؐ نے کون سی عبادت تعلیم فرمائی ہے؟ وہی جو زہراؑ کو، علیؑ کو، حسن اور حسین علیہم السلام کو بارہ لعل آئمہ کو بالمشافہ عبادت کا طریقہ سمجھایا۔ اب اگر خدا کی عبادت پر عمل پیرا ہوتا ہے تو وہ یہی عبادت ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔ عہدۂ خلافت علیؑ کا حصہ ہے ورنہ کسی کا نہیں' کیا تمام صحابہ قابل احترام ہیں؟ ہر صحابی شریف بھی نہیں ہے۔ دیکھو داڑھی والے بزرگ۔ اذا جاء ک المنافقون جب منافق آئیں تو وہ کہے گا اللہ گواہی دے کہ تو رسول ہے۔ واللہ یعلم .... قولاً رسولاً لیکن اللہ گواہی دے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ جیسے جھوٹ کے بل بوتے پر یہ صحابہ نہیں بن گئے لیکن قرآن ان کے لیے منافقین کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ منافق

کہا ہے قرآن نے۔ پھر آپ لوگ کہیں گے کہ صحابہ کو منافق کہہ رہا ہے تو غلط کہہ رہا ہے۔ قیامت کے روز صحابہ کرام میں سے کسی کو فرشتے دوزخ میں بھیج دیں گے۔ بخاری شریف کے آخری باب میں لکھا ہے۔ رسولؐ نے فرمایا: اصحابی اصحابی۔ یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ فرشتوں نے کہا: تجھے کیا پتا تیرے بعد کیا کیا ہوا؟ رسولؐ نے فرمایا: سحقًا لاصحاب السعیر ۔ پوری ہو جہنم کی آگ۔ ایک وہ صحابی ہیں جسے سلمان کہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: سلمان منا اھل البیت سلمان کے متعلق آپ کا خیال بلند سے بلند تر تھا جو صحابہ کرام کے متعلق نہ تھا۔

او صدق نبی دے یاراں دا
اوندی آل دے تابعداراں دا
جنھے ساتھ دتا سرداراں دا

جو اہل بیتؑ کا نوکر ہے ہم اس کے نوکر ہیں جو اہل بیتؑ کا دشمن ہے وہ ہمارا کچھ نہیں لگتا۔ ہم قرآن سے سیکھتے ہیں۔ قرآن اگر کہہ دے علیؑ کو نہ مانو میں نہیں مانوں گا۔ ہم قرآن کے پیچھے ہیں۔ ہم قرآن کے مقابلے میں کسی چیز کو کچھ نہیں سمجھتے مگر کیا ہے علیؑ مسلک ہے قرآن اس کی روح۔ قرآن اس میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ قرآن کی تعلیم علیؑ چھوڑ نہیں سکتے۔ تم اگر قرآن چھوڑ دو تو علیؑ بھی تمہارا کچھ نہیں لگتا۔ ان کے متعلق اتنے صحیفے لکھے گئے۔ اتنا تذکرہ ہوتا ہے علیؑ کا کہ لوگ نہ سنتے ہوئے تھکتے ہیں نہ ذاکر پڑھتے ہوئے تھکتے ہیں۔ کیا

سفید داڑھی والے کے لیے کوئی ایسے واہ واہ کر رہا ہوتا ہے۔ مجھے بتائیے کس صحابی کے لیے اتنی تعریف ہوئی ہے۔ ہم کسی صحابی کا گلہ نہیں کرتے نہ حضرت ابوبکر کا نہ حضرت عمر کا اور نہ حضرت عثمان کا۔ ہم گلے نہیں کرتے۔ یہی کچھ ہم جانتے ہیں کہ اتنا علم کسی کے پاس نہ تھا جتنا علیؑ کے پاس تھا۔ ابوبکر صدیق سے پوچھا گیا فاخرہ عقل کے کیا معنی ہیں۔ کہتا ہے مجھے نہیں پتا۔ بعد میں اس نے حضرت علیؑ سے پوچھا آپ نے فرمایا گھاس اور چراگاہ کی قسم۔

اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں جو سچائی پر مبنی ہے۔ ہم اور آپ ہوں تو غلط بات کر سکتے ہیں۔ ابوبکر صاحب غلط بات نہیں کر سکتے۔ انہوں نے واضح طور پر بتا دیا کہ میں اس کے معنی نہیں جانتا۔ اور اگر علیؑ سے پوچھیں تو وہ فرماتے ہیں:

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی

مجھ سے جو چاہو پوچھو۔

اس سے پہلے کہ میں چلا جاؤں کیونکہ میرے جانے کے بعد تمہیں بتانے والا کوئی نہ ہوگا۔ جو چیز مرضی ہو پوچھ لو۔ یہ نہیں فرمایا فلاں چیز کے بارے میں پوچھو۔ آسمان کے متعلق پوچھو' زمین کے متعلق پوچھو۔ اس سے یہ بھی پوچھ لیں کہ یہ نر ہے یا مادہ (جن کے مذکر و مونث میں عام لوگ تمیز نہیں کر سکتے) وہ وہ بھی بتا دیں گے کہ نر ہے یا مادہ۔ بلند آواز سے صلوٰۃ پڑھو محمد و آل محمد پر۔

خلیفۂ وقت کے پاس تین شخص آئے۔ آ کر کہتے ہیں کہ آپ خلیفۂ وقت

ہیں۔ ہمارا جھگڑا نمٹا دیں۔ اچھا بتاؤ کیا جھگڑا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سترہ اُونٹ ہیں۔ تین حصے دار ہیں۔ ایک کا نصف حصہ ہے ایک کا تہائی حصہ ایک کا نواں حصہ کیسے تقسیم کریں؟ ایسے تقسیم کر دیں کہ بانٹے بھی جائیں اور ذبح بھی کوئی نہ ہو۔

کون تقسیم کر رہا ہے؟

علم لدنی کا مالک تقسیم کر رہا ہے۔

۱۷ اونٹ تمہارے ہیں مجھے بھی اجازت دو کہ میں اپنا اونٹ ساتھ ملاؤں۔ اب کتنے ہو گئے ۱۸۔ ۱۸ کا نواں حصہ دو۔ ایک کا حصہ ایک تہائی تھا۔ ۱۸ کو ۳ پر تقسیم کریں تو ۶۔ اب کل اونٹ ہو گئے ۸ جس کا نصف حصہ تھا اسے ۱۸ میں سے ۹ دے دیے گئے۔ اب ۸+۹=۱۷ سترہ بن گئے۔ آپؑ نے فرمایا تمہارا حصہ پورا ہو گیا۔ میرا اونٹ میرا حصہ ہے۔ اسے ادھر ہی رہنے دو۔ نعرہ ولایت (یاعلیؑ)

اب اگر میں اس کا ہدیہ مانگوں کہ ہدیہ دیں تو اس کا ہدیہ کون دے سکتا ہے؟ علیؑ کے تذکرے کا ہدیہ کون دے سکتا ہے۔ (پاگل) (بیوقوف)

لوگ مدینہ جا رہے ہیں۔ لشکر ساتھ ہے۔ راستے میں بیابان آ گیا ہے۔ پانی ختم ہو گیا ہے۔ کہیں پانی نہیں' سب نے کہا۔ بھئی ہم تو مر رہے ہیں۔ ابوعزیر تھا۔ ایک مقام راہب تھا۔ عزیر وہاں کھڑا تھا۔ رعد نے اسے دیکھا' اشارہ کیا۔ کوئی پانی کی سبیل ہے کیا۔ ۳۰ میل کے بعد پانی ملے گا۔ اردگرد تو

نہیں ہے۔ میں آپ کو نہیں دے سکتا۔ میں نے اپنے مزارع کے لیے رکھا ہے۔ وہ آدمی حفاظت کے لیے بیٹھا تھا۔ ایک بولنے کے لیے بیٹھا تھا جس کو گھر میں دین مل گیا۔ قرآن نہیں پڑھاتا۔ کہتا ہے ساتھ ساتھ پڑھ لیں گے۔ کلاس میں پاس بھی ہو جائیں گے۔ اللہ تو دیکھ رہا ہے نا! قرآن پڑھانے کا کیا فائدہ ہوگا اور اگر قرآن پڑھوا دوں تو پتا نہیں اس سے مسلمان بچے قرآن پڑھیں گے یا نہیں پڑھیں گے اور پھر میرے بچے کو پیسے ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ قرآن بھی پیسوں کے لیے۔ تراویح بھی پیسوں کی خاطر۔ کہتے ہیں نابینا ہوں کچھ کام نہیں کرسکتا' کتنے پیسے دو گے اگر میں قرآن پڑھوں۔ قرآن میں بھی تراویحوں میں بھی پیسے' دین کا اسے پتا نہیں خدا پر بھروسہ نہیں پھر تو وہ مطلق جاہل ہوا نا۔

حضور نے فرمایا: کیا کہا' قبلے کی طرف ایک لکیر کھینچ کر نشان لگایا۔ دیکھو میرے آقا کا علم ملاحظہ ہو۔ نشان لگایا' کھودنا شروع کیا' کھودتے کھودتے مٹی ہٹائی نیچے سے پتھر نکل آئے' کوئی فرق نہ پڑا۔ آپ نے فرمایا کنوئیں کے اوپر پتھر ہے۔ سب نے خوب زور لگایا پتھر ہٹانے کے لیے۔ کسی سے نہیں ہلا۔ جو خشک روٹی کھاتے تھے علی ابن ابی طالبؑ۔ آئے۔ آپ نے جو پتھر کو اکھاڑنے کے لیے کھینچا۔ پتھر اکھڑ کر دور درخت پر جا لگا۔ نیچے سے ٹھنڈے پانی کا کنواں برآمد ہوا۔ سب نے پانی پیا۔ مشکیں بھریں۔ اپنے اپنے برتن بھرے۔ اپنا سامان اٹھایا۔ ایک شخص درخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا:

مجھے اتارو مجھے اتارو۔ پوچھا گیا: کیوں؟ وہ کہتا ہے میں بھی تو پانی کی خاطر ہی بیٹھا تھا ورنہ کس لیے بیٹھنا تھا۔ کہتا ہے:

انت نبی 'مرسل' کیا تو اللہ کا نبی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

انت مقرب کیا تو اللہ کا فرشتہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

اس نے پوچھا: آپؑ کون ہیں؟

علیؑ نے فرمایا: میں وصی رسول ہوں۔ میں رسول کا جانشین ہوں۔

مولا مجھے اتنی مدت گزر گئی تھی آپ کے انتظار میں۔ مجھے کلمہ پڑھایئے۔ اسلام کے احکامات سکھایئے اور اپنے ساتھ لے جایئے۔ صحابہ کرام میدان جنگ سے کہیں کہیں بھاگ بھی گئے تھے۔ فرار ہو گئے تھے۔ یہ اب مسلمان ہو رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا اور وہاں شہید ہوں گا اور اپنا خون اللہ کی راہ میں بہاؤں گا۔ اس کی جوتی کے برابر کسی کی فضیلت نہیں۔ کم از کم علیؑ برداشت نہیں کریں گے۔ وہ اس کی جانثاری دیکھ کر اپنے ساتھ لے گئے۔

محمدؐ کے معجزات کا کیا کہنا ان کے ایک اشارے پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ محمدؐ نے علیؑ کے زانو پر سر رکھا ہوا ہے۔ اب علیؑ کیسے ان کا سر اٹھائیں۔ جب سورج طلوع ہوا رسولؐ اٹھے۔ علیؑ نے کہا اشارے سے نماز

پڑھی ہے پوری نہیں پڑھی۔ رسولؐ نے کہا دعا مانگو خدا سے کہ نماز کا وقت لوٹ آئے اور تم سجدہ کرو۔ وقت لوٹ آیا' نہ سفید داڑھی والے کا انتظار کرتا ہے نہ تیرا نہ میرا' علیؑ کا انتظار کر رہا تھا کہ علیؑ سر جھکائے سجدہ کرے تو میں جاؤں۔ وہ عصر کا سلام پھیرے تو وقت دوڑ کر مغرب کا اعلان کر دے اب جس کی یہ پوزیشن ہو اس کے لیے یہ کہا جائے کہ فلاں سے کمتر ہے' فلاں سے کمتر ہے' یہ سراسر بکواس ہے۔ وہ محمدؐ سے کمتر ہے' انبیاء سے بہتر ہے علیؑ۔

توریت' زبور' انجیل سارے صحیفوں کے علوم قرآن میں موجود ہیں۔ قرآن کے سارے علوم ان کتابوں میں نہیں تھے۔ آدم سے لے کر عیسیٰ تک قرآن کے عالم نہیں ہیں۔ علیؑ عالم قرآن ہے (بلند آواز سے محمد وآل محمد پر صلوٰۃ)

اصحاب ثلاثہ کو کیوں نہیں جانتا ہے کیا وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ تھے۔ میں نے کہا میں تو ایک سورہ فاتحہ پڑھ دیتا ہوں۔ کہا کیا تو یہودی نصرانی بن گیا ہے۔ میں نے کہا جو قبرستان میں فاتحہ پڑھتے ہیں کیا یہودی' نصرانی بن کر پڑھتے ہیں۔ اتنا گندا خیال میں نے کبھی نہیں سنا۔ (اللہ اکبر)

پیغمبرؐ جبریلؑ سے کہتے ہیں کہ مجھے وعظ کریں۔ پیغمبرؐ کو ضرورت ہے وعظ کی یا جبریلؑ کو۔ حضورؐ فرماتے ہیں مجھے وعظ کر اس کی آواز آئی: عــریــا جبرائیل عظنی

اسمع یامحمد عش ما شئت فانک منیر – جتنے عرصہ زندہ رہو

جسے چاہو دوست رکھو۔

واحبب لمن شئت فانک - جس سے چاہو محبت کرو

مفارق عنه - پھر اس سے جدا ہو جا۔

واعمل ما شئت - جو عمل بھی اپنی مرضی سے کرو۔

انک مسئول - تجھ سے اس کا سوال کیا جائے گا۔

مومن کی شرافت نمازِ تہجد میں ہے۔ اس سے وہ لوگوں کی طرف سے بے پرواہ ہو جائے گا یعنی لوگوں کا محتاج نہ رہے گا۔ جبریلؑ رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے۔ یارسول اللہ! اللہ نے آپ کو ہدیہ (تحفہ) بھیجا ہے۔ صبر سے بہتر، قناعت سے بہتر، زہد سے بھی بہتر، اخلاص سے بھی بہتر۔ اس سے بہتر یقین اور اس سے بہتر توکل علی اللہ۔

جبریل توکل کی شرط کیا ہے۔ یقین کر لیجیے کہ مخلوق کے حق میں نہ نقصان پہنچاتا ہے نہ نفع پہنچاتا ہے۔ مخلوق کے ہاتھ میں نہ دیتا ہے اور نہ روکتا ہے۔ جب مخلوق سے مایوس ہو جاؤ گے تو سارے اعمال خدا کی خاطر کرو گے۔ امید خدا سے رکھو گے۔ خدا کا خوف رکھو گے اور خدا کی ذات سے ہی طلب کرو گے۔ صبر کسے کہتے ہیں؟ شدت میں ہو تو بھی صبر کرو اور آرام کی کیفیت میں ہو تو بھی صبر کرو۔ آفات و بلیات میں مبتلا ہو تو بھی صبر کرو جیسے عافیت میں بھی صبر کرو۔ بھوک میں بھی اسی طرح صبر کرو جیسے پیٹ بھر کر کھا کر صبر کرتے ہو۔ پھر قناعت کسے کہتے ہیں؟ دنیا میں جو چیز تمہیں مل جائے اُس پر صبر کرو۔

گھوڑے پر صبر کرو اور اس گھوڑے کے ملنے پر خدا کا شکر ادا کرو۔ قناعت کے بعد کیا ہے رضا۔ راضی جو شخص ہو وہ اپنے سردار اور مولا سے ناراض نہیں ہو سکتا چاہے دنیا ملے اور چاہے نہ ملے۔ البتہ اپنے تھوڑے اعمال پر راضی ہو۔ زہد کسے کہتے ہیں؟ زاہد وہ ہے جو اللہ کے دوست کو دوست رکھے اور اللہ کے دشمن کو دشمن رکھے۔ زاہد وہ ہے جو دنیا کے حلال سے بچے اور حرام کو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ ساری مخلوق پر رحم کرے جیسے اپنے اوپر رحم کرتا ہے۔ ایک بار نوکر نے امام کا بچہ اٹھایا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں گر گیا۔ بچہ فوت ہو گیا' وہاں سے نوکر چلا کہ کہیں امام مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔

والکاظمین الغیظ - غصے کو پینے والے

والعافین عن الناس - لوگوں کو معاف کرنے والے۔

حضرت نے فرمایا: میں نے تمہیں معاف کیا۔ غصے کو میں پی گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ غصے کو پینے والے کو دوست رکھتا ہے۔ یہ ہے امام کی سیرت۔

ایسا کوئی امام دکھایئے۔ فلاں جگہ کا بزرگ اور فلاں جگہ کا بزرگ ان کے پاس کیا ہے؟ صرف ڈھونگ' ڈھکوسلا' یہ صرف خاندانِ نبوت کی شان ہے نہ دنیا کے محتاج ہیں۔ ایک شخص مسجد کے ایک کونے میں بیٹھا کھانا کھائے جا رہا تھا۔ امام نے فرمایا: زیادہ مت کھاؤ تمہیں تکلیف ہو گی۔ ان کے معجزات کی اتنی بھرمار ہے کہ کوئی گن نہیں سکتا۔ کیوں؟ بنی امیہ کو کیوں نہیں ملے۔ بنی عباس کو کیوں نہیں مل سکے۔ معجزات' بنی عباس اور ہیں' کہیں اصحاب ثلاثہ کو سمجھے بیٹھے

ہوں۔ بنی عباس اور بنی امیہ تباہ ہو گئے۔ خاندان نبوت کسی کے آگے نہیں جھکا۔ کسی سے شکست نہیں کھائی۔ کسی کے آگے منت نہیں کی۔ منت کی تو اپنے رب کی اور جو رب کی منت کرلے وہ سرخرو ہو جاتا ہے۔ پھر اسے کسی کی منت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لیے آئمہ ساری زندگی محتاج رہے تو اللہ سے مانگتے تھے صرف اللہ سے۔ اللہ ان کی دعا رد بھی نہیں کرتا۔

میں حضرت علیؑ کی قبر کے پاس سے گزرا۔ ایک طالب علم تھا۔ اس کے اخلاق میں بدگوئی تھی بدن میں بدبو تھی۔ وہ قبر کے سرہانے بیٹھا تھا۔ مجھے قبر کی زیارت کرنا تھی اور میں امام کی قبر پر آ کر گویا ہوا۔ یا اللہ! میں امامؑ سے کہتا ہوں' امام آپ سے کہیں گے اسے ادھر ادھر کیجیے تاکہ میں اطمینان سے دعا مانگ سکوں۔ اچانک وہ طالب علم غائب ہو گیا۔ میں امام کے معجزات پر پورا پورا یقین رکھتا ہوں۔ آگے کیا تھا زہد' زبان سے ایسے بچ جیسے مردار کی بدبو سے بچتے ہو۔ زبان کو بند کیے رکھو' زبان کو نہ کھولو۔ دنیا کی زینت' اسباب' مکانات ان سے ایسے بچو جیسے آگ میں چھلانگ لگانے سے گریز کرتے ہو۔ بہلول کھڑے ہوئے تھے تو ہارون رشید نے کہا میں نے نیا مکان بنایا ہے اس پر کچھ لکھ دو تو انہوں نے لکھا۔

رفعت الطین ووضعت الدین - مادیت کو بلند کیا اور دین کو جھکایا۔

رفعت الجس ووضعت النفس - دوسروں کو اونچا کیا' علیؑ کی شرافت نفس کو نیچا کیا۔

اپنے مال سے دوستی کی تو فضول خرچی کی اللہ کو فضول خرچی پسند نہیں اور اگر چنگیز کا مال ہے تو ظلم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ بہلول کی روحانیت کا اعلیٰ معیار تھا کہ اس نے پرواہ نہ کی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کیا تم ہارون رشید ہو،ہارون رشید ہو؟ اگر خدا نے تمہیں عطا کیا ہے تو غریبوں، مسکینوں کو بھی دیا کرو۔ اے بہلول! میرا لنگر صبح وشام ہوتا ہے تم وہاں پر کھانا کھا لیا کرو۔ بہلول کہتے ہیں: ''واہ سبحان اللہ' خدا تمہارا رازق ہے تو کیا میرا نہیں ہے۔ تمہیں یاد رکھے گا مجھے بھلا دے گا۔ میں تمہاری اس مہربانی کا محتاج نہیں ہوں۔ آگے کیا ہے اخلاص، مخلص کون ہے، انسان سے کچھ نہ مانگے، جو چیز ضرورت کی ہے، وہ اپنے پاس رکھے جو بچ جائے وہ اللہ کے نام پر دے دے۔ بندے سے نہ مانگے خدا سے مانگے اور اشارہ کر دے کہ مجھے صرف اس ذات کا آسرا ہے اور کسی کا آسرا نہیں۔ میں اس کا بندہ ہوں اور کسی کا بندہ نہیں ہوں۔ اپنے رب سے راضی ہوگا تو رب بھی اُس سے راضی ہوگا۔

جو شخص اللہ پر یقین ظاہر کرتا ہے اللہ اس کے یقین کو ثابت کر دیتا ہے۔ مخلص، یقین والا وہ شخص ہے کہ اللہ کی ذات پر پورا یقین ہو۔ کیا؟ جب نماز پڑھا کرو تو یہ یقین رکھو کہ خدا نظر آرہا ہے۔ ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ بیوقوفوا اگر ہم نہیں بھی دیکھ رہے ہوتے خدا تو ہمیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

حسینؑ تین دن کے مہمان ہیں۔ کاش آپ کربلا میں ہوتے تو مصائب سننے کے محتاج نہ ہوتے۔ وہاں ہوتے تو صحن زہراؑ کو دیکھتے، وہاں ہوتے تو

سیدانیوں کے بین سنتے' وہاں ہوتے تو شیر خوار بچے پانی کے لیے ترس رہے ہیں ہائے پیاس' ہائے پانی' سارے مصیبت میں مبتلا ہیں۔ آج مجھے پرسہ دینا ہے امام حسنؑ کو' ان کے بیٹے قاسمؑ کی میں شہادت پڑھتا ہوں۔ کون قاسمؑ' حسنؑ کا یتیم' علیؑ کا پوتا' حسینؑ کا لاڈلا بھتیجا۔ آ کر چچا سے کہتا ہے:

چچا جان! مجھے اجازت دیجیے میں میدان جنگ میں جاؤں اور آپؑ پر جان قربان کروں۔

امام حسینؑ تڑپ کر کہتے ہیں: تم میرے بڑے بھائی کی نشانی ہو۔ میں تمھیں اپنے ہاتھ سے میدانِ جنگ میں بھیج دوں۔ نہیں' یہ میرے لیے ناممکن ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم جاؤ' تم یہیں رہو۔

قاسمؑ سوچ رہے ہیں کہ کیا کریں' چچا کے پاؤں پر گر گئے۔ پاؤں کو چوما' ہاتھوں کو پکڑ کر آنکھوں سے لگایا۔ ہاتھوں کو چوم کر اجازت مانگی۔

امامؑ فرماتے ہیں: قاسمؑ یہ کسی صورت میں ممکن نہیں کہ میں تمھیں میدان جنگ میں جانے کی اجازت دوں۔ جاؤ' شاباش۔

قاسمؑ واپس پلٹ آئے۔ ماں کو بتایا۔ قاسم کی ماں آئیں' فرماتی ہیں: امام وقت میرے بیٹے کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا: میں اپنے بھائی کی نشانی کو میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ قاسمؑ سے زیادہ مجھے کوئی عزیز نہیں۔ قاسمؑ مجھے میرے سب بیٹوں سے زیادہ پیارا ہے۔

قاسمؑ سوچ میں پڑ گئے۔ پریشان ہیں کہ اجازت کیونکر حاصل کریں۔ خیال آیا کہ بابا نے ایک رقعہ دیا تھا اور فرمایا تھا جب حد سے زیادہ مجبور ہو جاؤ تو یہ رقعہ پڑھ لینا' تھوڑا سا سکون محسوس ہوا۔ دائیں بازو سے تعویذ نما رقعہ اتارا' کھولا' لکھا تھا:

قاسمؑ بیٹے! جب چچا پر مصیبت آئے تو جان قربان کر دینا۔

قاسمؑ خوش ہو گئے۔ چچا کے سامنے رقعہ کر کے کہتے ہیں یہ آپ کے بڑے بھائی کا فرمان ہے۔ امام حسینؑ رو کر فرماتے ہیں: جاؤ قاسمؑ بیٹا! اجازت ہے۔

جناب قاسمؑ زیادہ سے زیادہ عمر ۱۴' ۱۵ سال ہے یعنی یہ سمجھ لیجیے کہ نابالغ تھے کیونکہ بالغ ۱۵ سال کا ہوتا ہے۔ حضرت قاسمؑ کی عمر کہیں ۱۰ سال' کہیں ۱۲ سال' کہیں ۱۳ سال لکھی ہوئی ہے۔ ایسا نوجوان ہے' خوبصورت ہے' چہرہ نورانی ہے۔ عرب کا مشہور جنگجو عمرو بن سعد آزدی کھڑا ہو گیا۔ تلوار اٹھائی اور میدان میں قاسمؑ کے مقابلے پر آیا۔ آ کر کہتا ہے عمر ابن سعد سے کہ جس کے منہ سے دودھ کی بو آ رہی ہے میں اس کے مقابلے میں آؤں۔ میں تو ہزار مردوں کا مقابلہ کرنے والا ہوں۔ عمر ابن سعد کہتا ہے جاؤ۔ جب زیادہ تنگ کیا تو کہتا ہے اس کا سر قلم کر کے لے آؤ۔ وہ ملعون تلوار لے کر آیا' اور سر کے دو ٹکڑے کرنے کے لیے وار کیا۔ ہاتھ زخمی ہو گیا۔ پگڑی سے کپڑا پھاڑ کر ہاتھ کے زخم پر باندھا۔ پھر قاسمؑ تلوار اٹھا کر مقابلے پر آئے۔ کھینچ کر جو تلوار ماری تو ملعون

زمین بوس ہو گیا۔ اس کا دوسرا بھائی آیا۔ اسے فی النار والسقر کیا۔ تیسرا آیا اسے فی النار والسقر کیا۔ چوتھا آیا اسے فی النار والسقر کیا۔ اب تھک گئے ہیں۔ چار دلیروں کا مقابلہ کیا ارادہ کیا کہ اب کہیں تھوڑا سا خیمے میں آرام کروں۔ اس ملعون نے جب یہ دیکھا کہ قاسم جانے کا سوچ رہے ہیں۔ آیا کہتا ہے میرے بیٹے کو ذبح کر کے خود جا رہے ہو۔ آؤ میں تمہیں بھی اپنے بیٹوں کی طرح ذبح کرتا ہوں۔ وہ جب آیا اس نے وار کیا' گھوڑا زخمی ہو گیا۔ حسینؑ نے جلدی سے دوسرا گھوڑا بھجوا دیا۔ قاسم گھوڑے پر سوار ہوئے۔ چچا کی مہربانی پر خوش ہوئے۔ پھر جو اس ملعون نے وار کیا تو آپ نے اسے اپنی تلوار پر برداشت کیا اور فرمایا تم تو خود کو بہت بڑا دلیر سمجھتے تھے اب تم معصوم جانور گھوڑے پر حملہ کر رہے ہو۔ حملہ کرنا ہے مجھ پر کرو۔ پھر جو آپ نے حملہ کیا تو وہ ملعون دور اُڑتا ہوا جا گرا۔ پھر پورا لشکر حملہ آور ہو گیا۔ کسی کے ہاتھ میں پتھر تھے کسی کے ہاتھ میں نیزے تھے کسی کے ہاتھ میں تلواریں تھیں۔ کسی کے ہاتھ میں تیر تھے۔ چار ہزار تیر انداز تھے اور دوسری طرف تن تنہا قاسمؑ۔ حسنؑ کی نشانی کو زخموں سے چور کر دیا' بے انتہا مجبور ہو گئے۔ کسی ظالم نے پشت سے نیزہ مارا یا تلوار ماری' حسنؑ کی نشانی' زہراؑ کا لعل' حسینؑ کا لاڈلا' علیؑ کا پوتا زمین پر گر گیا۔ زمین پر گر کر قاسمؑ فرماتے ہیں:

اے چچا! میں گر گیا' مجھ تک پہنچیے۔

حسینؑ اس طرح آئے جیسے باز شکار پر آتا ہے۔ سارے ظالم بھاگ

گئے۔ حسینؑ بیٹھے دیکھا' زخموں سے چور بے انتہا مجبور چچا کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: حسرت ہے' ارمان ہے میں تمہاری وقت پر مدد نہ کر سکا اور اب آیا ہوں تو تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ قاسمؑ کو اٹھایا۔ گود میں لیا' پیار کیا۔ سینے سے لگایا۔ اُٹھا کر خیمے میں لائے۔ آ کر بڑی مشکل سے لاش کو رکھا۔ بھاوج کو تسلی و تشفی دی' روتے گئے اپنے بھائی کی نشانی کو خاک و خوں میں غلطاں دیکھ کر۔ بیٹی کی شادی طے کر دی تھی۔ بیٹی کو بھی صبر کی تلقین کی۔

الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

تقدیم

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمۃ المعبود بقدرتہ المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ والمرھوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہٖ الذی خلق الخلق بقدرتہ فمیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ واکرمھم بنبیہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیہ وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

امابعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ یازدھم

بزرگوار! امیرالمومنینؑ کی رعیت! آپ ان کے پیرو ہیں' علماء سے پوچھئے' کتابوں سے پوچھ لیجیے۔علیؑ کس چیز پر ہاتھ رکھتے تھے؟ جس چیز پر وہ ہاتھ رکھتے تھے تم لوگ اسی سے ہدایت لیتے ہو۔علیؑ قرآن کے عاشق تھے۔محمدؐ نے بھی وہ کام نہیں کیا جو علیؑ نے کیا ہے۔علیؑ نے ایک رکعت سے دوسری رکعت تک قرآن ختم کیا۔سبحان اللہ!

پیغمبرؐ نے فرمایا: جو علیؑ کا فعل ہے وہ میرا فعل ہے جو کام علی کر رہے ہیں وہ میرا کام ہے' مجھ سے سیکھیں۔قرآن سے کتنا اُنس تھا کہ ایک رکعت سے دوسری رکعت میں قرآن پورا ختم کیا' قرآن بھی کون سا' جس میں تمام آیات علیؑ کی شان میں نازل فرمائی گئی ہیں۔بھئی وہ کیسے؟ کیونکہ قرآن بے دینوں کے حق میں نہیں ہے اور جو علیؑ کے دشمن ہیں وہ ان بے دینوں سے زیادہ بے دین ہیں اور قرآن حق میں ہے پیغمبروں کے' عمل صالح کرنے والوں کے' نیکوکاروں کے تو علی سوائے محمدؐ کے تمام انبیاء سے اعلیٰ ہیں۔جو جو آیات ایمان والوں کے متعلق ہیں اور جھوٹی نیت نہ ہو تو علیؑ ایمان والوں میں سے سب کا

سردار ہے۔ قرآن اگر آدمی ہوتا تو علیؑ ہوتے۔ علیؑ کتاب ہوتے تو قرآن ہوتے۔

پیغمبر نے کیا فرمایا: حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے۔

یااللہ! جو علیؑ کو دیکھے وہ حق کو دیکھے۔

ذرا اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش کریں یعنی حق علیؑ کے پیچھے جائے، جدھر جدھر علیؑ جائیں۔ حق ان کے پیچھے جائے۔ علی متبوع ہے حق تابع ہے باقی جتنے انبیاء ہیں وہ حق کے پیچھے ہیں یعنی ان کے لیے حق متبوع ہے اور وہ اس کے تابع ہیں۔ محمدؐ اس واسطے علیحدہ ہیں کہ وہ تو انعام تقسیم کر رہے ہیں۔ ان کے دروازے پر جاؤ۔ اگر دل سے اہل بیتؑ کے غلام ہو تو صرف ایک بات یاد رکھو جن کے اہل بیتؑ دشمن ہیں وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اہل بیتؑ جنہیں دوست رکھیں تم بھی انہیں دوست رکھو۔ قصہ ختم۔ جھگڑے اور بحث کی کوئی بات ہی نہیں۔

اہل بیتؑ کے مقابلے میں ہم محمدؐ کے بعد آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ کو نہیں سمجھتے۔ دوسرا کون ہے؟ تھوڑا سا گِلہ قرآن نے آدمؑ کا کیا تھا۔ نوحؑ کا بھی کیا، لوط کا بھی کیا۔ ذرا قرآن سے کہو کہ علیؑ کا بھی کہیں گِلہ کر دے یا علیؑ کی زوجہ کا گِلہ کرے۔ علیؑ کی ملازمہ کا گِلہ ہی کرے جو چالیس سال قرآن پڑھتی رہی۔ یا علیؑ میں آپ کو کہاں بولوں۔ کون سی چیز آپ نہیں جانتے اور سوائے ولد الزنا کے آپ کو سبھی جانتے ہیں۔ درخت جانتے ہیں، زمین جانتی ہے، پہاڑ

جانتے ہیں۔ ہر ہر چیز جانتی ہے۔ حتیٰ کہ جبریلؑ جیسا برگزیدہ فرشتہ بھی جانتا ہے۔

کون اللہ؟ توریت سے پوچھ' قرآن سے پوچھ' زبور اور انجیل سے پوچھ۔ سارے انبیاء سے' آدمؑ سے لے کر محمدؐ تک علیؑ سے پوچھ ہر ایک کی آواز آئے گی۔ یہ وہ اللہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا۔ جو ہر چیز کا خالق ہے' ہر چیز کو زندہ رکھنے والا ہے۔ ہر چیز کا سہارا اس کی ذات ہے۔ اس کا سہارا کوئی نہیں۔ اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔ اللّٰہ لا الہ الاھو - معبود صرف وہ ہے۔ الحی القیوم ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ لاتاخذہ سنة ولا نوم نہ اسے نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔

روح الامین تمہیں بتائے کون روح الامین؟ فرمایا وہ جبریل جو عرش سے فرش تک تمہارا ملازم ہے۔ حضرت اٹھے' دعا کی اور اسے نہلایا تاکہ ماں (کمینی) اسے بدمذہب کا نہ بنا دے۔ گندے مذہب پر نہ لگا دے۔ جس جگہ آپ کھڑے تھے وہ ٹیلہ بچتہ تھا۔ میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں جیسا آپ کا امام ہے ایسا کسی کا نہیں۔ جیسا تمہارا نبیؐ ہے ایسا کسی کا نبی نہیں۔ یہ ہماری بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہم اُمت رسول میں سے ہو کر مریں۔

پیغمبرؐ نے فرمایا جو علیؑ سے دوستی رکھے وہ مومن--- جو علیؑ سے بغض رکھے وہ منافق ہے اور تم لوگ کہتے ہو نہیں ہم صحابہ کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ بیوقوفو صحابہ کون ہیں؟ جو محمدؐ کا غلام وہ ہمارا سردار و مالک' جو محمدؐ کا غلام نہیں وہ ہمارا کچھ

نہیں لگتا۔ پیغمبرؐ اور آل پیغمبرؐ کی سیرت بیان کرتے ہوئے قرآن کریم کے

الفاظ ہیں:

خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين

معافی کو مضبوطی سے پکڑو۔ اچھے کام کا حکم دو اور جاہلوں

سے گریز کرو۔

یہ اخلاقِ محمدؐ کو سکھا کر فرمایا گیا:

انک لعلیٰ خلقٍ عظيم

تو خلق عظیم کا مالک ہے۔

علیؑ کی تعریف بلالؓ بتا رہے ہیں جناب حمزہ کو۔ جناب حمزہ علیؑ کے

خاص مرید ہیں۔

بلالؓ، جی!

علیؑ کی تعریف تو میرے سامنے کرو۔

بلالؓ نے فرمایا: وہ اتنے عظیم ہیں کہ مجھ ناچیز سے ان کی تعریف ممکن

نہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔

علیؑ کون ہے؟ بعید از امکاں۔ ان کے کمالات کا میدان اتنا وسیع ہے

کہ کوئی حد نظر نہیں آتی۔ دوسری صفت کیا ہے؟ شدید الکفار۔ خندق کا مسئلہ

درپیش ہے۔ اب خندق سے کیسے جائیں۔ خندق پر بنائی ہوئی ہے پُل۔ وہ پُل

ایسا ہے وہ دروازہ ایک جانب سے تو پورا ہے مگر دوسری طرف سے پورا نہیں

ہے۔ تو اب اسے کون پورا کرے۔ علیؑ آئے۔ آپ نے چاقو پکڑا' نیچے دیکھا تیز ہوا چل رہی ہے اور زمین پر پاؤں بھی نہیں ٹک رہے۔ یہ تو علیؑ کی بات ہے۔ میں علیؑ کا نوکر ہوں۔ فلاں صدیق اکبر اور فلاں فاروق اعظم اور فلاں ذوالنورین۔ ہم صدیق اکبر کے بھی غلام ہیں' کیونکہ یہ علیؑ کا لقب ہے۔ فاروق اعظم کے بھی ہم غلام ہیں کیونکہ یہ لقب بھی علیؑ کا ہے۔ ذوالنورین کے بھی غلام ہیں ہم' کیونکہ یہ لقب بھی علیؑ کا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں صدیق اکبر ہوں' فاروق اعظم ہوں' ذوالنورین ہوں۔ میرے علاوہ جو بھی دعویٰ کرے گا وہ پرلے درجے کا جھوٹا ہوگا۔ پھر جب خیبر کا دروازہ اکھاڑا۔ صحابہ کرام سے تو دروازہ اکھڑا نہیں تھا۔ حضرت علیؑ نے جو ایک ہی بار میں دروازہ اکھاڑا تو گھما کر دور پھینکا۔ یقول فصلاً کیا کرتا ہے حق و باطل کو علیحدہ کرتا ہے۔ یحکم عدلاً جو فیصلہ بھی کرے عدل سے کرے۔ ایک حکیم دانا عرب کا کہنا تھا۔ اس نے کہا یا امیر المومنینؑ زینت الخلافۃ خلافت کو آپ نے خوبصورت کیا ہے۔ خلافت نے آپ کو خوبصورت نہیں کیا۔ خلافت نے آپ کو زینت نہیں بخشی بلکہ خلافت کو آپ نے حُسن بخشا ہے۔ خلافت کو آپ نے بلند کیا ہے۔ خلافت نے آپ کو بلند نہیں کیا۔ آپ خلافت کے اتنے محتاج نہیں جتنی خلافت آپ کی محتاج ہے۔ نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ ولایت۔

حکیم عرب کو داد دینی چاہیے۔ اس حکیم سے ذرا کہیے تو سہی کہ کسی

دوسرے صحابی کو ایسے القابات سے نوازے۔ پہلے بزرگوار جو خلیفہ بنے وہ کچھ صحیح کرتے تھے۔ کچھ غلط کرتے تھے۔ علیؑ ان کی تصحیح کرتے تھے۔ علیؑ ایسے جوان ہیں جو اصلاح کرنے میں نہ جبریل کے محتاج ہیں نہ محمدؐ کے محتاج ہیں۔

داناٸی آتی ہے' علیؑ کی زبان میں رک جاتی ہے اور پھر علی کی زبان سے داناٸی ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت فرماتے ہیں:

یزدار یستوحش من الدنیا

علیؑ دنیا کو دیکھے اور اس کے فنکاروں کو دیکھے تو علیؑ کو غش آتے ہیں۔

رات اور رات کی تاریکی سے علیؑ کو اُنس ہے۔ کس لیے کہ تنہاٸی میں اللہ سے مناجات کروں' خدا کی ذات ہوگی اور میں ہوں گا۔ دوسرا کوٸی نہیں ہوگا۔ جیسے اللہ وحدہ لاشریک ہے کوٸی ان کا شریک نہیں۔ اسی طرح علیؑ صحابہ میں وحدہ لاشریک ہیں۔ کوٸی ان کا شریک نہیں۔ اب تھوڑی سی حدیث اور پھر ذکر شہادت۔ پرہیزگار کسے کہتے ہیں؟ صرف سفید داڑھی ہونا کافی نہیں۔ داڑھی بھی ہو اور دین پر بھی قاٸم ہو۔ ایسا نہ ہو کہ داڑھی لمبی ہو اور بے دین ہو تو کیا فاٸدہ۔

تیسرا ہے سیاست مدینہ۔ حکومت کے محافظ' شیعوں کی جان چھوٹ گٸی ہے حکومت اور حاکم سے۔ ان کا حاکم کون ہے صرف ایک ہی ہے۔ نہ چھننے کی

ضرورت ہے نہ بیعت کی ضرورت ہے۔ نہ یہ وبال ہے نہ وہ وبال ہے۔ وہ تو بنے بنائے توحید کی طرف سے ہیں۔ وہ نہ ہوں تو ان کا کون ہے؟

فرمایا جو ہمارے علماء میں سے سب سے بڑا عالم ہے وہ تمہارا سردار ہے اور تہذیب اخلاق کا مطلب ہے عادات کو مہذب کرنا اس کے متعلق علیؑ کا ایک بیان پڑھتا ہوں۔

المتقون هم اهل الفضائل

متقی وہ ہیں جو فضیلت والے ہیں۔

کون ہیں پرہیزگار۔ بات کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں۔ درست بات کرتے ہیں۔ لغویات نہیں بکتے' غیبت نہیں کرتے۔ بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے۔ بیہودہ باتیں نہیں کرتے۔ گانے نہیں گاتے۔ درست کرتے ہیں اور درست کیا ہے؟ جہاں شریعت کہتی ہے بولو وہ بولتے ہیں جہاں شریعت کہتی ہے نہ بولو وہ چپ رہتے ہیں۔ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ کنجوسی کرتے ہیں۔ جو بخیل ہو اور اپنے آپ کو بے پروا سمجھے جہنم اس کا ٹھکانا ہے اور جو فضول خرچ ہو۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین

''فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں''۔

ان کو دیکھیں تو چلتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ متواضع ہیں' متکبر ہیں۔ جو جو چیزیں خدا نے حرام قرار دی ہیں ان سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اپنے

کانوں کو اس علم کے لیے وقف کر لیتے ہیں جو انہیں فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ علم کیا ہے۔ احکام شریعت' عقائد ہیں' اصول دین ہیں' فروع دین ہیں۔

خواب میں اللہ تعالیٰ نے نبی سے فرمایا جب تو صبح جائے تو جو چیز سامنے آئے اسے کھا لینا۔ پھر جو آئے اسے چھپا لینا۔ اس کے بعد جو آئے اسے قبول کر لینا' اور جو اس کے بعد آئے اس کی حاجت روائی کرنا۔ جو اس کے بعد آئے اس سے ایسے بھاگنا' اتنی نفرت کرنا جس کی کوئی حد اور انتہا نہ ہو۔ نبی نے دیکھا دنیا کے ایک کونے میں ایک کالا اونچا لمبا پہاڑ ہے۔ سوچا اللہ نے کہا تھا پہلے جو نظر آئے اسے کھا لینا۔ (کیونکہ نبی کا خواب جھوٹا نہیں ہوتا) کھانے کے قابل ہوگا تو کھاؤں گا ان کے سوچنے کے دوران ہی پہاڑ چھوٹے ہوتے ہوتے ایک لقمہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اسے کھا کر آپ کو اتنا مزہ آیا کہ ایسا لطف پہلے کسی کھانے میں نہ تھا۔ سبحان اللہ!

آگے گئے ہیں۔ دیکھا ایک سونے کا تھال پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا چھپا دینا۔ ایک گڑھا کھودا۔ کھود کر سونے کا تھال اس میں دبا دیا۔ آگے گئے تو ایک پرندہ بھوکا اڑتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی ران سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اس کی حاجت روائی فرمائی۔ آگے گئے تو ایک بدبودار مردار پڑا تھا۔ وہاں سے آپ نفرت سے منہ پھیر کر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کچھ سمجھا یہ کیا تھا؟

نبی نے کہا مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ جو پہاڑ اونچا تھا یہ انسان کا

غصہ تھا جو غصے کے پیچھے لگا تو نقصان اٹھائے گا اور اگر غصے پر صبر کیا تو اتنی عزت آئے گی کہ تصور بھی نہیں کر سکے گا۔

دوسری کیا چیز تھی وہ سونے کا تھال جس پر دنیا کے گندے لوگ عاشق ہوں۔ جب جبرئیل روح قبض کریں گے تو یہ لوگ ہائے ہائے کریں گے۔ ہائے میری جائداد برباد ہوگئی۔ میرے اتنے مربعے تھے وہ سب تباہ ہو گئے۔ وہ پرندہ کون ہے؟ وہ باز وہ ہے حاجت مند۔ وہ بدگوئی کیا ہے کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا۔ سامنے بیٹھ کر کہنا حضور' جناب اور پیٹھ پیچھے برائی اور گلہ۔ ایسے جیسے بدبو اٹھتی ہے۔

اے لوگو! تکبر چھوڑ دو' لالچ چھوڑ دو' حرص و ہوس چھوڑ دو' حسد چھوڑ دو۔ ایمان خود بخود سینے میں جاگ جائے گا۔

عزادارو! سید الشہداء دو روز کے مہمان ہیں۔ صرف دو روز کے۔ جی بھر کر پرسہ دے لو۔ اگلے سال پتا نہیں ہم زندہ رہیں اور پرسہ دے سکیں یا نہ۔ اپنے پردہ داروں کو یہ پیغام دے دینا' یہ بہت ضروری ہے ان کو کہنا کہ زینبؑ اور باقی بیبیاں اتنی پریشان ہیں۔ ساتویں سے پانی بند ہو گیا ہے۔ بچے بھوک پیاس سے تڑپ رہے ہیں جنہوں نے مدینے میں کوئی دکھ نہ دیکھا تھا وہ بیبیاں بہت بے چین ہیں۔ زینبؑ تو اس لیے زیادہ پریشان ہیں کہ حسینؑ کو ذبح کرنے کے لیے سارے ظالم اکٹھے ہو رہے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: عقیل تم مار انساب ہو' سب کو جانتے ہو' کسی بہادر خاندان

کا رشتہ تلاش کرو تاکہ میں شادی کروں جس سے مجھے خدا بیٹا دے گا۔ وہ بیٹا میں حسینؑ پر سے قربان کروں گا۔ جناب عقیل نے عرض کیا کہ ام البنین سے شادی کریں۔ حضرت نے خواہش ظاہر کی۔ شادی ہوگئی' نکاح ہوگیا۔ جب حضرت ام البنینؑ کو علیؑ کے دروازے پر لائے۔ انہوں نے آ کر دہلیز پر سجدہ کیا۔ چوکھٹ کو چوما' اندر داخل ہوئیں۔ حسنینؑ کی طبیعت علیل تھی۔ شاہزادوں کے گرد طواف کیا۔ طواف کر کے ہاتھ جوڑ کر کہتی ہیں شاہزادو! میں آپ کی ماں بن کر نہیں آئی میں آپ کی کنیز بن کر آئی ہوں۔ آپ کی خدمت کروں گی۔ اللہ اکبر!

جب عباسؑ کی ولادت ہوئی تو علیؑ کو اطلاع دی گئی۔ یا امیر المومنین! آپ کا خوبصورت بیٹا' خوبصورت ہاتھوں' خوبصورت آنکھوں والا پیدا ہوا ہے۔ امیر المومنینؑ آئے' کپڑا اٹھایا' منہ پر بوسہ دیا' پھر بازوؤں کو چوما اور آنسو بہاتے گئے۔ دونوں بازو چومتے رہے اور اشک برساتے رہے۔

ام البنین کہتی ہیں: مولا! میرے بچے کے بازوؤں میں کوئی عیب ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا: تمہیں کیا پتا ان بازوؤں کے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟

عباسؑ کی عادت تھی کہ جہاں حسینؑ بیٹھے ہوتے یہ وہاں کھڑے رہتے' بیٹھتے نہیں تھے۔

امام حسینؑ فرماتے ہیں عباسؑ آپ مجھے بھائی کیوں نہیں کہتے؟

عباسؑ فرماتے ہیں باپ کی طرف سے تو ہم برابر ہیں لیکن میری ماں

آپ کی ماں کی کنیز ہے میں آپ کو کیسے بھائی کہوں؟ قربان عباسؑ آپ کی قربانی پر۔ آپ نے اپنی سیرت و عمل سے سبق سکھایا کہ بڑے بھائی کی قدر کیا ہوتی ہے۔ ہر معاملے میں حسینؑ کے پیچھے رہے جو حکم ہے ارشاد فرمایئے۔ میں نوکر ہوں جب عباسؑ نے دیکھا یہ ظالم کسی طور آرام نہیں کر رہے۔ پیاری بھتیجی انتظار کر رہی ہے۔ کہتی ہے پھوپھی اماں میں پیاسی پھر رہی ہوں میرے چچا جان کہاں ہیں؟ چچا کو بتائیں کہ میں پیاس سے مر رہی ہوں' چچا کی زندگی میں۔

عباسؑ نے جب یہ بات سنی تو خیمے میں قدم رکھا۔ مولا! میں نہیں رہ سکتا۔ مجھ سے بچوں کی تکلیف دیکھی نہیں جاسکتی۔ بچے پیاسے ہیں۔ مجھے اجازت دیجئے میدان جنگ میں جانے کی۔ حضرت عباسؑ میدانِ جنگ میں گئے۔ ظالموں کو نصیحت کی لیکن کسی نے نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ ایک ملعون اٹھا' تلوار نکالی' بہت تول کر علیؑ کے بیٹے کے سر پر حملہ کرنا چاہا۔ جب حضرت نے اسے اپنی جانب بڑھتے ہوئے پایا تو حضرت عباسؑ نے بابا کی شجاعت ظاہر کرتے ہوئے اس ملعون کے سر پر تلوار جو چلائی تو اس کا سرتن سے جدا ہو کر دور جا گرا' حملہ کیا دائیں طرف بائیں طرف' سب تتر بتر ہو گئے۔

اب دیکھئے عباسؑ کی وفا' عباسؑ کی قربانی۔ دریائے فرات کے کنارے پر گئے۔ مشک کو بھرا' دل چاہا کہ پانی پی لوں۔ پانی مٹھی میں لیا' دیکھا اور پھینک دیا۔ ہائے میرا بھائی حسینؑ پیاسا ہو اور میں پانی پیوں حالانکہ اگر

آپ پانی پیتے تو حسینؑ خوش ہوتے مگر عباسؑ کو یہ بات گوارا نہ ہوئی۔ پھر جب چلنا شروع ہوئے تو ظالموں نے کہا اگر یہ مشک خیمے میں چلی گئی تو پھر ہماری خیر نہیں۔ کوئی تیر مارنے والے تھے' کوئی پتھر مارنے والے تھے۔ کوئی نیزے مارنے والے تھے۔ علیؑ کا بیٹا حملے روک رہا ہے۔ مسلسل روکتا جا رہا ہے۔ ایک دم ایک ملعون نے چھپ کر پیچھے سے ایسا وار کیا۔ دایاں بازو کٹ گیا۔ عباسؑ نے تلوار بائیں بازو میں پکڑی۔ دوسرے ظالم نے چھپ کر بائیں بازو پر حملہ کیا۔ اور بایاں بازو شہید ہو گیا۔ حضرتؑ نے تلوار کو منہ میں پکڑ لیا۔ ظالم نے ایسا گرز سر میں مارا کہ سر پھٹ گیا۔ علیؑ کا بیٹا زین سے زمین پر آیا۔

کہتا ہے! یا اخا ادرک اخاک بھائی میرے پاس آؤ۔ حسینؑ بھائی کی لاش پر آئے۔ کمر جھکی ہوئی ہے۔ کمر کو ہاتھ سے پکڑ کر فرماتے ہیں عباسؑ تیرے جانے سے میری کمر جھک گئی ہے۔ بھائی کا سر زانو پہ رکھا' منہ صاف کیا' مٹی صاف کی۔ مٹی کا صاف کرنا تھا کہ عباسؑ کی چیخ نکل گئی۔ مولا آپ سلامت ہیں آپ میرے پاس آئے' میرا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا۔ کچھ لمحے بعد آپ کا سر اپنے زانو پر کون رکھے گا؟ آپ کی رخصتی کیسے ہوگی؟

فرمایا عباسؑ میرے لیے اب موت و حیات میں کچھ فرق باقی نہیں۔

الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

خطبہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ المحمود بنعمۃ المعبود بقدرتہ المطاع فی سلطانہ المرغوب الیہ فیما عندہ والمرھوب من عذابہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہٖ الذی خلق الخلق بقدرتہ فمیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ واکرمھم بنبیّہٖ محمدٍ خیر بریتہٖ صلی اللّٰہ علیہ وعلی الاصفیاء من عترتہٖ

اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی کتابہ المجید وفرقانہٖ الحمید

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے“۔

مجلسِ دوازدھم

اللہ کا کلام قرآن مجید نہایت آرام سے لوحِ محفوظ پر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ سے کہا: لوح محفوظ پر سے قرآن محمدؐ کے قلب پر نازل کر دو تا کہ میری ناراض مخلوق کو منا دے، راضی کر دے۔ وقتاً فوقتاً قرآن کریم کی آیات محمدؐ کے قلب پر نازل ہوئیں۔

نزلہٗ علیٰ قلبک - پیغمبر اسلام نے علیؑ کو بلا کر ان کے کان میں یہ آیات منتقل فرمائیں۔ جب قرآن قلبِ علیؑ پر آ گیا تو اُسے شائبہ ہوا کہ نقل مکانی ہوئی ہے یا وہی مکان ہے۔ جیسے اس میں خلوص ویسے ہی اس میں خلوص۔ جیسے اس میں برکت ویسے ہی اس میں برکت۔ علیؑ کی ملازمہ نے زبان حال سے کہا اے قرآن جب تک زندہ رہی تیری تلاوت کرتی رہوں گی، تجھے چومتی رہوں گی۔ جس کی ملازمہ ایسی ہو کیا اس کے مالک غلطی کر سکتے ہیں۔ آپ کسی کے مرید ہیں اگر اس کی اولاد کی آپ قدر نہ کریں تو کہاں کے مرید ہوں گے، کیسے مرید ہوں گے؟؟

آپ سارے مرید ہیں محمدؐ کے گھرانے کے۔ تو اگر محمدؐ کی بیٹی کا احترام

نہ کرو تو آپ کیسے مرید ہوں گے۔ آپ لوگ کون ہیں جو کام بیٹی فاطمہؑ کے لیے کیا وہ نہ علیؑ کے لیے کیا اور نہ ہی کسی دوسرے کے لیے کیا۔ جب بی بی آتیں آپ اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے' مرحبا کہتے' چومتے اور اپنی جگہ پر فاطمہؑ کو بٹھاتے۔ مجھے بتاؤ کبھی علیؑ سے ایسا سلوک کیا۔

چلیں سفید داڑھی والے سے تو ہمیں بَیر ہے اس لیے اس کا نام نہیں لیا' پھر میں علیؑ کا نام لے لیتا کیونکہ ہم محبانِ علیؑ ہیں۔ لیکن میں جھوٹ سے گریز کرتا ہوں کیونکہ ایک جھوٹ ستر ہزار گناہ کے مترادف ہے۔ تو اب بتایئے وہ بی بی جس کی خاطر امام الانبیاء کھڑے ہو جائیں یعنی ان کا رتبہ اتنا اعلیٰ ہے کہ محمدؐ جیسا نبی کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی باپ اپنی بیٹی کے لیے کھڑا ہوتا ہے تعظیم دینے کے لیے یا عظمت کو ظاہر کرنا مقصود ہے' کمالات کو ظاہر کرنا مطمع نظر ہے کہ میں امام الانبیاء ہو کر نبیوں کا سردار ہو کر اپنی جگہ پر بتولؑ کو بٹھاتا ہوں اور خود نیچے بیٹھتا ہوں۔ مجھے اس کی جانشینی منظور ہے جس سے یہ راضی اس سے میں راضی' جس سے یہ ناراض اس سے میں ناراض۔ اب یہی قرآن اتنی شرافت' اتنی عظمت واحترام سے امام کے گھر میں پڑھا جاتا ہے۔ بی بی سیدہؑ پڑھیں' امامؑ پڑھیں' حسنینؑ پڑھیں' کنیز فضہ پڑھیں۔

پھر اس قرآن نے اس خاندان کی بہت خوبصورت تعریف کی ہے۔ توجہ سے سنئے گا:

مرج البحرین یلتقین

خدا نے دو دریا بہائے ہیں جو مل گئے۔ ایک دریا فاطمہؑ ہیں اور دوسرا دریا علیؑ ہیں۔

بینھما برزخ ان کے درمیان حد فاصل ہے وہ کون ہے محمدؐ کی ذات لا یبغین۔ اس حد فاصل سے تجاوز نہیں کرتے۔ حسنینؑ شاہزادوں کے لیے کیا لکھا ہے:

یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان

ایک بڑا موتی اور ایک چھوٹا موتی۔

ایک دریا جو دیکھا وہ ان کے لیے ہے ہمارے لیے کیا ہے؟ تو ایسا معانی ہونا چاہیے کہ سلمان منااھل البیت اب محمدؐ کیا بنے؟ حد فاصل' اور دونوں دریا ان کے ماتحت۔ ان دریاؤں سے کون آیا ایک حسنؑ اور دوسرا حسینؑ۔

ہم میں جو گندگی اور میل کچیل ہے اسے صرف کلام معصوم ہی دُور کر سکتا ہے اور کوئی چیز دُور نہیں کر سکتی۔ لہٰذا گندی چیزوں' عادتوں کو چھوڑو' دیندار بنو اور حقیقت والی چیزیں سننے اور سمجھنے کی کوشش کرو۔

امام محمد باقر علیہ السلام ساری زندگی یہ تلقین فرماتے رہے:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصدقین

''اے ایمان والو! اللہ کی معصیت سے بچو اور سچے لوگوں میں سے ہو جاؤ''۔ خدا کی معصیت سے بچنا اور سچے لوگوں کے ساتھ ہونا اس کا آپس میں کیا رابطہ ہے۔ اس کی کیا نافرمانی ہے؟ اور کیا فرمان ہے؟ کون سی اطاعت

ہے؟ اور کون سی غیر اطاعت ہے۔ قرآن نے فرمایا: مباہلے کے موقع پر

فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم ونساء نا ونساء
کم وانفسنا وانفسکم ثم بنتھل ونجعل لعنة اللّٰہ
علی الکاذبین

اے نصرانیو! ادھر سے محمدؐ آ رہے ہیں کئی شہادتیں ساتھ لا رہے ہیں اللہ کی مطہرات میں سے کئی کو ساتھ لائے، کس کس کو لائے علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور حسین علیہم السلام کو جو اہل بیتؑ تھے۔ انہیں لائے اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں لائے۔ اس کو لائے کہ جس کی دعا کو خدا کبھی ردّ نہیں کرتا۔ ایسی مخلوق لائے جس نے کبھی اس کی نافرمانی نہیں کی اور ان کی دعا کو ردّ کرنا اللہ کی حکمت کے خلاف ہے۔ بڑے بڑے نصرانی مولوی آئے بیٹھے ہیں۔ ادھر سے محمدؐ تشریف لائے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کن کو ساتھ لائے ہو؟

فرمایا یہ میرا چچازاد بھائی ہے، داماد ہے، یہ میری لختِ جگر بیٹی ہے، یہ میرے دو بیٹے ہیں اور کوئی میرے ساتھ نہیں۔

اس نے کہا کہ ان کے ساتھ کوئی بددعا نہ کرے، مقابلہ نہ کرے۔ میں ان کے چہروں کو دیکھتا ہوں تو دعا کرتا ہوں اور دعا ردّ کبھی نہیں ہوتی۔

سچا کون ہے علیؑ، سچا کون ہے محمدؐ، سچا کون ہے حسنؑ، سچا کون ہے حسینؑ، سچا کون ہے جناب زہراؑ۔

ہمارے ہاتھوں میں صراط مستقیم ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کا دامن

پکڑیں۔ ان سے دین سیکھیں۔ صحابہ کرام کا فرض ہے کہ دین ان سے لیں۔ صحابہ کا فرض ہے کہ اپنی غلطیاں ان کے ذریعے معاف فرمائیں۔ یہ خاصانِ خدا ہیں۔ ان کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔

علیؑ کی کتاب نہج البلاغہ اٹھا کر دیکھئے۔ جب بھی زبان کھولیں اللہ کی تعریف کریں' اللہ کی تعریف سے علیؑ نہیں تھکتے۔ اے وہ ذات یاھو یامن یاھو الا ھو۔ کس وقت خدا کے دربار میں فرماتے ہیں۔ یہ اسم اعظم ہے جہاں جہاں میرے پاک امام نے زبان کھولی ہے اللہ فرماتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ وحی ہے علیؑ پر نازل ہوئی ہے اور علیؑ بیان فرما رہے ہیں یہ کس کے لفظ ہیں عبداللہ بن عباس کے۔ کون خدا؟ جو دل کی بات کو سمجھ لے۔ جو پوشیدہ رازوں سے واقف ہو۔ کون خدا؟ بھاگو تو پکڑ لے۔ کون خدا؟ گرفت کرسکتا ہے۔ کون خدا؟ معافی مانگو تو تمہارے سارے گناہ بخش دے۔ تمہاری ملامت دُور کرے اُس کا قائم مقام کون ہے۔ شریعت کا بیان کرنے والا۔ پاک محمد رسول اللہ' محمد الہام و وحی اور شریعت کا ذریعہ ہیں۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ خواہش نفسانی سے گفتگو نہیں کرتا۔ وحی آئے تو گفتگو کرتا ہے۔ وحی کے بغیر کچھ نہیں کہتا۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: قلم دوات لاؤ۔ میں تمہیں لکھ دیتا ہوں۔ ہمارے لیے کافی ہے۔ لمبے قد والا صحابہؓ پیغمبرؐ سے کیا کہتا ہے اور باقی بے غیرت سن رہے ہیں۔ ان الرجل علی لیجھر۔ یہ مرد بھی باتیں کرتا ہے۔ دیکھو تو سہی وہ کیا

فرما رہے ہیں کہ کاغذ قلم دوات لے آؤ تاکہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ تو پیغمبر کو جواب کیا دے رہا ہے' اسے پتا چل گیا تھا کہ یہ اپنا جانشین علیؑ کو بنا دیں گے اور ہمارا کچھ نہیں بنے گا۔ قرآن کی بھی توہین کی' محمدؐ کی بھی توہین کی۔

محمدؐ نے فرمایا: تم اس قابل نہیں کہ مجھ سے مخاطب ہو۔ کون محمدؐ؟ جبریلؑ سے پوچھ' اسرافیلؑ سے پوچھ' میکائیلؑ سے پوچھ' ملائکہ سے پوچھ' ایک طرف ملائکہ ہوں جبریلؑ ہوں' میکائیلؑ و اسرافیلؑ ہوں' پیچھے سے محمدؐ و علیؑ کے لیے دعائیں ہوں۔

محمدؐ نے کیا چیز مانگی:

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ

میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر میرے رشتہ داروں سے محبت کرنا۔ محبت کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم دین پر ہو گے بے دین نہیں ہو گے۔

علیؑ کی تعریف میں جاہل کیا کر سکتا ہوں؟ علیؑ کی تعریف محمدؐ کریں یا پھر اللہ۔ محمدؐ علیؑ کی تعریف کس انداز سے کریں گے۔

ھل اتی کی جاگیر تھی بلکہ سارا قرآن علیؑ کی تعریف پر مشتمل ہے۔ علیؑ کی پوری زندگی گزری ہے۔ معصومینؑ کی بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ غیر معصوم کی بھی مدد کی ہے۔ وہ اتنے عظیم تھے کہ جنہوں نے خلافت کا حق ادا کر دیا۔ خلافت ہے علم نبویؐ، خلافت ہے علم قرآن۔ جس نے بھی پوچھا علیؑ سے پوچھا

پوچھا' مشورے لیے۔ جب کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا علیؑ کے پاس مدد کے لیے آیا کرتے تھے۔ عمر کی آواز تین بار آئی ہے: لولا علی لھلک آج تک کہیں نہیں لکھا کہ علیؑ نے ان سے کچھ پوچھا۔

کون علیؑ؟ جن کے کمالات کا پہلا گواہ خالق ہے۔ دوسرا گواہ جبرئیل' تیسرا گواہ انبیاء کا سرور' چوتھا گواہ اللہ کا گھر' پانچواں گواہ بے ایمان کا سر' چھٹا اور ساتواں گواہ ابوبکر و عمر۔ ان کے مخالف بھی ان کے کمالات کے گواہ ہیں۔

کون علیؑ؟ جس پر جنت عاشق ہے جس کے دوزخ زیر فرمان ہو گی۔ نبی کے جانشین کو کہے گی: یہ آپ کا حصہ ہے' یہ میرا حصہ ہے۔ ذوالفقار کا مالک ہے اور ذوالفقار کون سی ہے۔ خدا نے یہ تلوار دی ہے جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھی جو فرما رہے تھے لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ جواں علیؑ ہے اور تلوار ذوالفقار ہے۔

جب علیؑ نے تلوار مرحب کے سر پر ماری' تلوار تو غضبناک ہو کر ماری۔ مصیبت یہ تھی کہ زمین ساری پھٹ گئی۔

اللہ نے فرمایا: جبرئیلؑ اپنے پر بچھاؤ۔ جب تلوار دستِ علیؑ میں ہوتی ہے تو یہ دوست اور دشمن دونوں کو پہچانتی ہے۔

کون علیؑ؟

ناد علیاً مظہر العجاب تجدہ عونا لک فی النوائب

کل ھم وغم سینجلی بولایتک یاعلی یاعلی

علیؑ کے فضائل کیا بیان کریں؟ کعبہ میں ولادت اور مسجد میں شہادت۔ بتول و علی علیہم السلام ہماری شفاعت فرمائیں گے۔ تم لوگ کون ہو جو باتیں بناتے پھرتے ہو۔ جو ہمیں راہ بتول و علی علیہم السلام دکھلائیں گے ہم ان کے نقش قدم پر چلیں گے جیسے وہ کہیں گے ہم وہ کریں گے جس سے منع فرمائیں گے ہم اس سے باز رہیں گے۔

علیؑ کون ہے؟ ملائکہ کا سردار' باقی نبیوں کا سردار باقی ولیوں کا سردار۔ پیغمبر کا کلام علیؑ نقل کرتے ہیں۔ علیؑ یا تو قرآن کی آیات تلاوت کرتے ہیں یا محمدؐ کی بات دہراتے ہیں۔ کیونکہ بات ایک ہی ہے۔ خود سے کچھ نہیں کہتے۔ جو نہج البلاغہ کے حصے بھی آپ دیکھیں گے وہ محمدؐ کا کلام ہوگا اور علیؑ کے الفاظ ہوں گے۔ اپنی بات کبھی نہیں کریں گے جو دینی لوگ ہوتے ہیں وہ دین کی بات کرتے ہیں۔ فلاں ولی اللہ فلاں ولی اللہ۔ ہم نے علی ولی اللہ کی تعریف کر کے سنائی:

ان اولیآء اللّٰہ ھم الذین

جب لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھیں تو وہ دنیا کے باطن کو دیکھیں۔ دنیا کا ظاہر کیا ہے۔ ایک دیوار کھڑی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی رئیس آدمی ہے جس نے یہ مکان بنایا ہے۔ بڑا آدمی ہے' مالدار ہے' زمیندار ہے اور بہت خوش ہو رہا ہے۔ بات کیا ہے؟

تسرّ تضر ۔ دنیا دھوکہ دیتی ہے۔ جب لوگ دنیا کے آنے میں مشغول ہوتے ہیں اللہ کے بندے آخرت کے آنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس دنیا

میں جو تمہارے ساتھ چیزیں ہیں ان میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔ کس بات کا ڈر ہے شہوت کا' شیطان کی پیروی کرنے کا' غلط کام کرنے کا۔ وہ دل کو مار دیتے ہیں۔ شیطان کو اپنے دروازے پر نہیں آنے دیتے۔ میں تمہیں اپنی مصیبت بتا دیتا ہوں کہ شیطان آتا ہے قرآن کو چھوڑ دو۔ میں نے کہا کہ ملعون ابن ملعون آج تو قرآن کا مقابلہ کرنے چلا ہے۔ تو ملعون ہے۔ واخوج نکل جا۔ اب دوبارہ آیا تو تجھے سور کا بچہ بنا دوں گا۔

قرآن بھی حق ہے' محمد بھی حق ہے۔ کوئی جاہل بکواس کرتا ہے تو کرتا رہے۔ ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ سب سے پہلے پڑھا کرو لا الہ الا اللہ۔ یہ ایسا ذکر ہے کہ شیطان بھاگ جاتا ہے۔ میں ذرا پیشاب کرنے جاؤں تو اٹھا تو ننگا شیطان دیکھے گا۔ لیکن اگر پیشاب کرنے کے بعد لا الہ الا اللہ پڑھ لیں تو ہمیں شیطان نہیں دیکھ سکے گا کیونکہ بے شرموں اور شیطان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اللہ کے بندے ہو تو اللہ کی تعلیم کس سے لو گے؟ نائی سے لو گے' قصائی سے لو گے' ولدالزنا سے لو گے یا علی ابن ابی طالبؑ سے۔ نہ تو تمہیں نائی دین دے سکتے ہیں نہ قصائی دے سکتے ہیں۔ اگر دین سیکھنا ہے تو یا تو علیؑ سکھا سکتے ہیں یا علیؑ کے گیارہ بیٹے۔

ان اولیاء اللہ - جس چیز کا پتا ہے کہ وہ میری قبر میں ساتھ جائے گی۔ اسے ساتھ لینا ہے۔ اس کے لیے تیار ہونا ہے جس چیز کا پتا ہے کہ وہ قبر میں

نہیں جائے گی اسے وہیں چھوڑ دیتا ہے۔

ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا' کہتا ہے وہ کون سی چیز ہے جو قبر میں پیش لے جائی جا سکتی ہے۔ پیسے سے دنیا ہے' پیسہ کیا مصیبت ہے۔۔۔۔۔ دروازے میں بیٹھ کر دین کو اپنانا شروع کیا' دنیا کو بھلانا شروع کیا۔ انبیاء کے گھر بھی تھے۔ کچھ نیک بھی تھے اور شیطان کے تابع بھی تھے۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کو دیکھیں۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کو دیکھیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسا نبی بھی ہو جس کی بیوی کسی کے اونٹ پر چڑھ بیٹھے' کسی کے خچر پر سوار ہو جائے اور زندہ رہتی تو کربلا میں ہاتھی پر بیٹھتی۔ نبیوں کی وہ قسمت نہیں تھی جو علیؑ کی قسمت تھی۔ علیؑ کے دروازے کے اندر کمینی کوئی نہ تھی' جاہلہ کوئی نہ تھی' بے دین کوئی نہ تھی' بے دین بیٹے نہیں تھے۔

محمد ابن حنفیہ کو لے لیں۔ معصوم بھی نہیں اور گناہ بھی نہیں کیے۔ عباسؑ کو لے لیں' معصوم بھی نہیں اور گناہ بھی نہیں کیے۔ علیؑ کی بیٹی زینبؑ کو لے لیں' معصوم بھی نہیں۔ انما یرید اللہ میں داخل نہیں مگر گناہ سے پاک ایسے عظیم خاندان کی عظمت علیؑ کے خاندان کی عظمت دشمن تک تسلیم کرتے ہیں۔

علیؑ اتنا خوبصورت ہے کہ دشمن تک فضائل سن کر عش عش کر اٹھتے ہیں اور تذکرہ سن کر ملعون روتے بھی ہیں۔ خدا کی قسم نماز میں سترہ رکعت پڑھنے سے مومن کتراتا ہے اور علیؑ کو دیکھیے ۵۲ رکعت نفل بھی پڑھتے ہیں اور ہزار رکعت روزانہ رات کو پڑھتے ہیں اور ان کی کتنی جائداد ہے۔ کچھ جائداد نہیں۔

مزدور ہے۔ یہودیوں کی مزدوری کرتا ہے۔ حکومت کی مزدوری نہیں کی۔ یہودیوں کی کرلی۔ عملی طور پر تبرئی کیا اور واضح کر دیا کہ یہودیوں کی مزدوری میرے لیے تمہاری نوکری سے بہتر ہے۔

اپنے پردہ داروں کو بتایئے گا کہ آج رات کو محمدؐ کے گھرانے کا کوئی شخص نہیں سویا۔ گیارھویں کی رات' عاشور کی رات سے بھی زیادہ سخت ہے۔ شب عاشور کو تو حسینؑ بھی تھے' عباسؑ بھی تھے' علی اکبرؑ بھی تھے۔ آج وہ رات ہے کہ سیدانیوں کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں۔ ہر بی بی اِدھر دیکھتی ہے' اُدھر دیکھتی ہے' نہ اکبرؑ نظر آتا ہے' نہ عباسؑ، نہ حسینؑ۔ پتا نہیں بیبیوں کے دل میں کیا کیا خدشات سر اٹھا رہے ہیں کہ نامعلوم ہمارے ساتھ کیا ہو۔ سب سے پہلے جو منظر دیکھا حسینؑ کا مسندِ شہادت پر سونا اور زہراؑ کی بیٹیوں کے خیمے میں آگ لگنا۔ بی بی زینبؑ بھاگتی پھر رہی ہیں۔ کبھی باہر آ رہی ہیں کبھی اندر جا رہی ہیں۔ سید سجاد سے فرماتی ہیں: اے بیٹے! تو ہی بتا کہ آگ میں جل کر مر جاؤں یا خیمے سے باہر آؤں۔ حضرت نے اشارہ کیا۔ ساری بیبیاں باہر نکل آئیں۔ ایک چھوٹی بی بی ہیں۔ آگ کپڑوں کو لگی ہوئی ہے۔ حمید نصرانی ہے نہ اہل بیتؑ کا دوست نہ دشمن۔ بھاگتا ہے تاکہ آگ بجھاؤں۔ بچی کہتی ہے یا شیخ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میرے پاس کوئی زیور نہیں' تیرے کام کی کوئی چیز نہیں۔ میرے قریب مت آؤ۔

حمید کہتا ہے زیور کے لیے نہیں آیا میں آپ کے کپڑوں کو لگی آگ

بجھانا چاہتا ہوں۔

بی بی فرماتی ہیں: میں چمن عصمت کی قیمتی کلی ہوں۔ میرے کپڑوں کو کسی نے کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ مجھے ایسے ہی جلنے دو۔ پھر بی بی زینبؑ نے دیکھا۔ ساری بیبیاں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ سجاد علیہ السلام کے خیمے میں آگ لگی ہے۔ بیماری کے عالم میں مدہوش پڑے ہیں۔ بی بی زینب سجادؑ کے حجرے میں گئیں۔ کمالات کا کیا کہنا کہ آگ کی جرأت نہیں ہوئی کہ بی بی کے کپڑوں کو چھو لے۔ ولیۃ اللہ تھیں نا۔ بیمار کو اٹھایا۔ باہر لے آئیں۔ کپڑوں پر آگ کی تپش لگی۔ جلالت ظاہر نہ کی۔ صبر کیا۔ اسم اعظم کی مالک تھیں مگر صبر کیا۔ کیسی پڑتال کی۔ بہن کو کہا مجھے سونے سے کس نے جگایا۔ خیمے کے ارد گرد نظر دوڑائی۔ چہار جانب جنگل نظر آیا۔ مدینے کی گلیوں کو بھی نہ دیکھوں گا۔ آج میرا کچھ نہیں بچا۔ چھوٹے چھوٹے دو پاؤں نظر آئے۔ دیکھا بہنؑ ہے۔ پیار سے بلایا۔ ہاتھ بندھے تھے۔ زینبؑ کہتی ہے ام کلثوم آہستہ آہستہ زخموں پر ہاتھ لگانا کہیں درد زیادہ نہ ہو۔ بی بی نے ہاتھ لگایا۔ وہیں وفات ہوگئی۔ کہتی ہے اناللہ وانا الیہ راجعون!

ساری رات کوئی نہیں سویا۔ سجادؑ پر بے ہوشی طاری ہے۔ سجادؑ کے ارد گرد سارے بیٹھے ہیں۔ رو رہے ہیں۔ کوئی بیٹے کو یاد کر کے روتی ہے کوئی بھائی کو یاد کر کے روتی ہے۔ کسی بی بی کا شوہر شہید ہوگیا۔ بی بی کے گوہر جو چھنے تو کانوں سے لہو ٹپک رہا تھا۔ کسی کے سر سے کپڑا جو اتار لیا گیا تو بالوں سے پردہ کر رہی ہیں۔ اس مصیبت کے عالم میں سجادؑ کو کچھ ہوش نہیں۔ پھر ان ملعونوں

نے سوچا جتنے دلیر تھے ان کو تو ہم نے قتل کر دیا ان معصوم بچوں اور بیبیوں کا کیا قصور ہے؟ ان کو کوئی کھانے کی چیز پہنچائی جائے۔ وہ کون ملعون مہیا کرے؟ کہا غیور خاندان ہے اور سارے ان کے دشمن ہیں وہ قبول نہیں کریں گے۔ آخر میں عمر سعد کے دماغ میں آئی کہ حُر نے قربانی دی ہے اس کی بیوی کے ہاتھ کچھ بھیجتے ہیں۔ وہ جب آئے ہیں تا تو بیبیاں ڈر گئیں۔ جناب زینبؑ آگے بڑھیں فرماتی ہیں دیکھو بچے اور عورتیں ہی باقی بچے ہیں۔ سارے دن کے تھکے ہوئے ہیں اب ہمیں مزید پریشان مت کرو۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ صبح ہو گی تو جو چاہے کر لینا اگر تمہیں میری بات کا یقین نہ ہو تو عورت کی چیخ نکل گئی۔ کہتی ہے بی بی میں تو زوجہ حُر ہوں میں تو آپ کے لیے کھانا پانی لائی ہوں۔

فرماتی ہیں لے جاؤ مر گئے میرے کھانے والے۔ سجادؑ کو ہوش آیا۔ فرماتے ہیں پھوپھی اماں میری بہن سکینہؑ کو کھانا کھلا دو۔ میرے بابا کی وصیت ہے کہ جب کھانا اور پانی آئے تو سب سے پہلے میری بیٹی سکینہؑ کو دیں۔ پانی سکینہؑ کو دیا۔ سکینہؑ اٹھو بیٹا پانی پیو۔ کچھ کھا لو۔ سکینہؑ اٹھ کر فرماتی ہیں میرا چچا عباسؑ لایا ہے۔

کہا تمہارے چچا عباسؑ تو دنیا سے جا چکے ہیں۔ عمر ابن سعد نے بھیجا ہے۔ اور تمہارے بھائی سجادؑ کہہ رہے ہیں کہ تم کھاؤ اور پانی پیو۔

سکینہؑ اٹھی پانی لیا اور باہر چل دی۔ زینب چلائیں سکینہؑ بیٹی کہاں جا رہی ہو؟

سکینہؑ فرماتی ہیں میرا چھوٹا بھائی علی اصغرؑ پیاسا ہے۔ ساری بیبیاں رونے لگیں۔ بھائی پر قربان بہن زینبؑ پہرہ دے رہی ہیں۔ سکینہؑ پانی پی لو۔ سکینہؑ کہتی ہیں بابا آئیں گے تو پیوں گی۔ نہ بابا آئے نہ پانی پیا۔

کہتی ہیں پھوپھی میرا بابا کہاں ہے؟

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین

فہرست کتب ادارہ منہاج الصالحین، لاہور

تلاش حق	120
ذکر حسینؑ	100
برزخ چند قدم پر	100
اسلامی معلومات	100
محمدؐ تا محمدؐ	100
محمدؐ تا علیؑ	100
سورج بادلوں کی اوٹ میں	120
شہید اسلام	100
قیام عاشورہ	50
قرآن اور اہل بیتؑ	100
دینی معلومات	45
نوجوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں؟	35
ظالم حاکم اور صحابی امام	15

توضیح عزا	200
تفسیر سورہ فاتحہ	100
مشعل ہدایت	100
اسم اعظم	125
سوگنامہ آل محمدؐ	225
افکار شریعتی	225
سیرت آل محمدؐ	125
مناظرے	135
آسان مسائل (چار جلد)	240
تاریخ جنت البقیع	100
عمدة المجالس	100
حقوق زوجین	35
ارشادات امیر المومنینؑ	20
صدائے مظلوم	50
مراسم عروسی و معجزات بتولؑ	35
لڑکی سونا لڑکا چاندی	35
اسلامی پہیلیاں	30

❁	خطبات محسن (۲ جلد)	250
❁	صدائے محسن	125
❁	افکار محسن	100
❁	نسیم المجالس (۳ جلد)	375
❁	ریاض المجالس	125
❁	نصیر المجالس	125
❁	بہشت	250
❁	آفتاب ولایت	150
❁	تہذیب آل محمدؐ	150
❁	توضیح المسائل	150
❁	عصر ظہور	200
❁	جدید فقہی مسائل	100
❁	کربلا سے کربلا تک (۲ جلد)	150
❁	معجزہ مباہلہ	
❁	نصائح	
❁	جنت	



ادارہ منہاج الصالحین لاہور